

ہو المعین علیہ السلام

ترجمہ شرح وقایہ زبان اردو

مطبع نظام واقع کانپور میں چھپا

JALAN JUNG ESTATE LIBRARY

(Oriental Section)

URDU PRINTED BOOKS

Access

No.

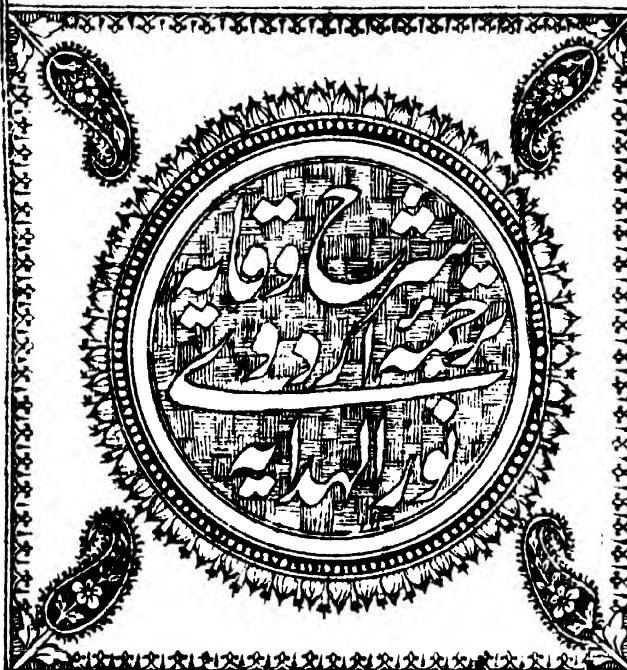
Author

Subject

1900

9
بِمَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

از تصانیف و تالیفات مولانا محمد رفیع الدین صاحب دارالعلوم دیوبند و مولانا محمد رفیع الدین صاحب دارالعلوم دیوبند



بانتظار تفسیر از مولانا محمد رفیع الدین صاحب دارالعلوم دیوبند و مولانا محمد رفیع الدین صاحب دارالعلوم دیوبند

مکتبہ دارالعلوم دیوبند
کتاب خانہ دارالعلوم دیوبند

اَحْمَدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ اَصْحَابِهَا جَمْعُهُمْ عَلَى يَوْمِ الدِّينِ
 اما بعد چنانچه چاہیے کہ علم دین فہم حاصل ہے اور دین میں نہایت فراخ روایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ اپنے
 پیغمبر کے حالات و گفتگوں ایک عالم تھا اور روایت بہت زیادہ بزرگی عالم کی عباد پر ایسی ہی جو کسی بزرگی میری تو میری ادنیٰ شخص
 اور یہ روایت صحیح دین اور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور متقی مخلوقات زمین آسمان میں ہر میان ملک کہ چوٹی پہنچنے سوانہ میں اور
 تحصیل پر ایمان عبادت کے دین پر ہی کی واسطے اور اس شخص کے جو علم دین سے کم تھا ہی روایت کیا ہے و نون و شیون کو ترجمہ ملی اور
 دین میں سے اور فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اِنَّكَ اَنْتَ الْخَشْيُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ یعنی اے کے بند و زمین اللہ
 کے لئے دین میں کوئی مقام نہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے شَيْءٌ اللَّهُ اِنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَكَةُ وَلَوْلَا الْعِلْمُ
 قَائِمٌ لَمْ يَكُنِ الْقِسْطُ یعنی کہ اگر دین میں کوئی منصب و سوا اللہ کے اور فرشتوں نے اور علم والوں نے کہ وہ قائم ہی ساتھ
 اور انصاف کو تو اس مقام پہنچے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شہ و ع کیا اور دوسری بار ملا کہ کا فر کیا اور یہی مرتبہ میں علم
 کہ امام ماضی الی ... علیہ و تکلیفیت ہذا اللہ فَاَوْفَضْنَا رُوحًا لَّكَ وَنَبَا لَإِيعْنِي كَافَرِي آیت واسطے شرف علم
 اور بزرگی اور بزرگی کو جس کے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے بَرَفِيعَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ آيَاتِهِ مِنْكُمُ وَالَّذِينَ أَوْفُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ
 یعنی بلند کر کے اللہ تعالیٰ درجے اور ان کو کون جو ایمان لائے تم میں سے اور ان کو کون جو بے گئے علم متقول ہی حضرت
 ابن عباس سے کہ اس واسطے مومنین پر سات سو درجے زیادہ ہیں و زبان و درجوں سے سو برس کی راہ اور اس واسطے
 بہت آیات تفصیل سے بزرگوں میں اور دین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اور زمین دنیا کے لئے ایسا ہی کہ
 کوئی نہ بزرگی کے رتبہ جو خط و رسالت سے نہیں ہی کو کوئی شرف بھی شرف و رشتہ نبوت پر نہ ہوگا اور فرمایا حضرت علی رضی
 اللہ عنہ کہ اگر میری جہاد و رشتہ سے علم میری نگہبانی کرنا ہو اور مال کی تو حافظت کرنا ہی اور علم کم ہی اور مال محکم ہی

اور ان میں اگر خرچ کرے تو کم ہو جاوے گا اور اگر علم کو خرچ کرے تو اور زیادہ ہو جاوے گا اور کہا حضرت علیؑ نے کہ عالم ہرگز
سائم قائم رہے یہ توفیقیت ہی مطلق علم دینی کی اور علم دینی میں کوئی علم علم فقہ سے زیادہ نہیں ہو سکتا کہ پہچان جائے
اسے حلال اور حرام اور حکم اللہ تعالیٰ اور ائمہ کے سوا کمال اور علم بیش اگرچہ اسکی اصل ہی لیکن یہ اوست ماخوذ ہے اور اس سے حاصل
اور نتیجہ ہی اور علم فقہ کی فضیلت میں فرمایا حضرت زکریاؑ علیہ السلام نے جسے ساتھ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہی بہتر ہی کا قیام اللہ
فقہ کو دیتا ہی میں یہ روایت کیا ابو سکون بخاری اور سلم نے ابو جعفر ترمذی میں یہ روایت کی کہ فرمایا حضرت مسلم علیہ السلام نے
فَقِصَّةُ وَاحِدٍ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ الْكَفِّ عَنِ الدِّينِ ایک فقہیاد ہر شیطان پر نہایت ہے اور نہ ہاں کہ وہ
مصلحتیں ہیں کہ نہیں سمجھتے ہوتی ہیں منافق میں ایک اچھی سیرت یعنی نیک خلق اور وہ کسی فقہی ہونا میں روایت
کیا ابو سکون ترمذی نے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ دین کا ایک ستون ہے اور ستون میں سے دین کا مفق ہوا

بیان تصنیف کتاب اور وجہ احادیث و روایات کے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

بیان شریف اس کتاب کا اور فوائد اوسے

یہ لافائدہ اس کتاب میں یہ جو کہ ہر مسئلے میں احادیث جو متعلق ہیں مسئلے کی مین فکر کی جاتی ہیں تاکہ حجت ہو کہ اس کے منکرین یہ دوسرا فائدہ یہ جو کہ حدیثی حدیثین آئین لکھی ہیں اکثر ان کے نصف مجموعیت بحیثی کی بر او صحت کو اکثر مقامات پر اثبات کو پونہ جایا تاکہ منکرین کو جاسے کلام باقی رہے تیسرا فائدہ یہ جو کہ اکثر مقامات میں احادیث ہدایہ کی بھی تخریج کردی جی تاکہ ہدایہ پڑھنے والے کو بھی فائدہ و عمل ہو چوتھا فائدہ یہ جو کہ اگر مسائل مختلف فیہ میں جو قول متضاد ہو سکو بھی ذکر کیا جی تاکہ حل کرے ورنہ کو اطعیان ہو پانچواں فائدہ یہ جو کہ جو اس کتاب کو اول سے

اتھ تک دیکھو اسکو نہایت وقوف احادیث پر حاصل ہوگا اور بخوبی دلائل مذہب حنفیہ سے مطلع ہو جاوے گا چھٹا
فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب محبت ہر اون لوگوں کے لیے جو مقلد ہیں مذہب حنفیہ کے ساتھ ان فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب
محبت ہر اون لوگوں پر جو طعن کرتے ہیں مذہب حنفی پر اٹھواں فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب نافع ہر اوس شخص کو
جو عالم ہو کہ کیونکہ فی الغور وقت نزاع کے ہر حدیث متعلق اوس مسئلہ کی نکال سکتا ہے اور جو شخص روئے عبارت
پڑھ سکتا ہے اسکو بھی نفع ہوگا نواں فائدہ یہ ہے کہ اکثر مقامات میں جو مسئلے مشکل ہیں اونکی تفصیل کر دی ہے
تاکہ نظر کو ملال نہ ہو دسواں فائدہ یہ ہے کہ باوجود رعایت ان سب باتوں کے رعایت اختصار بھی کی ہے
تاکہ کتاب نہایت دراز نہ ہو جائے اور آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب میں نہ آئے کیا رہواں فائدہ یہ ہے کہ
جو مسئلے مشہور ہیں اور انہیں غیر مقلدین بہت نزاع کرتے ہیں اوسمیں لفظ حدیث بھی ذکر کیا ہے اور تفصیل کی ہے تاکہ
بخوبی محبت ہو جاوے اور ہر بار ہواں فائدہ یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں مذکور ہیں سبکی تخریج کر دی ہے اور سب نشان
حدیث نہیں لکھی تاکہ کوئی طعن نہ کر سکے تیرہواں فائدہ یہ ہے کہ جو حدیث موضوع ہے اسکو نہیں ذکر کیا اور اگر کہیں ذکر کیا
تو لکھ دیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اتفاق ہے محدثین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکھنا جائز نہیں مگر جب کہ لکھ دیا ہے
کہ یہ حدیث موضوع ہے ذکر کیا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من کذب
علی متعمداً اقلی ثبوتاً مقعداً من النار الخرجہ السنۃ یعنی جو شخص جھوٹ بولے میرے اوپر قصد تو چاہیے کہ
بنالیوے ٹھکانا اپنا جہنم میں نکالا اسکو صحاح ستہ والوں نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور بعضوں نے اسکو متواتر کہا ہے اور
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے مجھے اور وہ جانتا ہے کہ یہ حدیث کذب ہے تو چاہیے کہ مقرر کرے
مقام اپنا جہنم میں روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض نے اعطاء جو حدیثیں نے نشان بیان کرنے میں اور قصے
طرح طرح کے جھوٹے نئے ہیں مگر دو عید شدید ہیں ہواصلے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے قرآن میں
اپنی عقل سے کہا تو چاہیے کہ مقرر کرے مقام اپنا جہنم میں اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے قرآن میں کہا ہے جانے بوجہ تو جانتے
کہ مقرر کرے اپنا مقام جہنم میں اور قرآن کے معنی بیان کرنے میں نہایت احتیاط لازم ہے اور اگر کوئی معنی قرآن کہتے ہیں تو
اور وہ منقول احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نہوں تو بیان کرنا اونکا بھی خوب نہیں ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جس
شخص نے قرآن شریف میں عقل سے کہا اور اسے ٹھیک کہا تو بھی اسے خطائی روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد

بیان تعریف حدیث اور اقسام حدیث کا

حدیث اسکو کہتے ہیں کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے سننے ہوا
اور آئے اوس سے منع نہ کیا تو جو زبان سے فرمایا اسکو حدیث قولی کہتے ہیں اور جو کیا ہے اسکو حدیث فعلی کہتے ہیں اور جو آپ کے سامنے ہوا
اسکو حدیث تقریری کہتے ہیں اور حدیث ششم ہوتی ہے تواتر اور اتحاد و تواتر اسکو کہتے ہیں جسکو ہر زمانے میں اتنے لوگوں نے روایت کیا ہو
کہ احتمال کذب کا اوکی طرف عقل کے نزدیک محال ہوے اور احاد اسکو کہتے ہیں جسکی روایت میں ہر قدر کثرت نہ ہو اور آحاد
تین قسم کے مشہور اور عزیز اور غریب مشہور یہ ہے کہ جسکو ہر زمانے میں تین یا زیادہ راویوں نے روایت کی ہو مے اور

عزیز وہ ہے جسکو ہر زمانے میں دو راویوں نے روایت کی ہو اور غریب وہ ہے جسکی روایت کسی زمانے میں ایک ہی راوی سے ہووے تو اب جانا چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یعنی حامل ہوتا ہے اور احتمال شک کا بالکل اہل ہوتا ہے اور آحاد و ایک علم ظنی حامل ہوتا ہے اور بعضی صورت میں جبکو معرفت حدیث حامل ہے علم یعنی بھی اوسکے حامل ہوتا ہے اور آحاد میں بعضی روایت مقبول ہے اور بعضی مردود اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہو تو مقبول در نہ مردود و فائدہ متواتر حدیث بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی موجود نہیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ صحیح قول اول ہے کہ ان فی بعض الکتاب فائدہ جو آحاد مقبول ہے اوسکی دو میں ہیں ایک صحیح اور ایک حسن صحیح اوسکو کہتے ہیں جبکہ پیدا رہے ہو ہر گاہ خوش کرنے والے لوگوں نے ہر زمانے میں برابر روایت کیا ہو اور نہ اوس میں کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگوں کی مخالفت بھی نہ ہو اور صحیح حدیث کے کئی درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ اتفاق کیا ہو اوپر بخاری و مسلم نے یعنی دونوں کی کتابوں میں یہ حدیث موجود ہو کہ دو درجہ یہ ہے کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ ہے کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھے وہ جو بخاری مسلم کی نظر اور ان کے طریقے پر ہو و پانچویں وہ جو صرف بخاری کے طور پر ہو و چھٹے وہ جو صرف مسلم کے طور پر ہو ساتویں وہ جو سوا بخاری اور مسلم کے اور حدیث کے اہل سونے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بعضوں کے نزدیک شرط بخاری اور مسلم کی یہ ہے کہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنے والے اور پرہیزگار ہوں غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہوں اور بعضوں کے نزدیک شرط مسلم کی یہ ہے کہ حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح اور تابعی سے دو تابعی نے روایت کیا ہو اید طبع سب طبقوں میں شخص ثقہ روایت کرتے چلے آئے ہوں اور یہی حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے اور حسن اور حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح کی طرح پر ہو لیکن اوسکے راوی کا درجہ حفظ و غیرہ میں صحیح کے راویوں کے کم ہو اور عمل کرنے میں دونوں برابر ہیں اور دونوں تحت ہیں لیکن تیسرے میں صحیح حدیث زیادہ ہے حسن اور ضعیف حدیث اوسکو کہتے ہیں جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی میں کوئی وجہ ضعف کی مشابہت حفظ یا فسق یا بہالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی در میان ساقط ہو یا اوسکے راوی پر لوگ لعن کر ہوں تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہو تو اوسکا نام معلوم ہے اور اگر انتہا سے ساقط ہو تو مثلاً نام صحابی کا نہ کہ مہو کو اور تابعی حدیث بیان کرے تو اوسکو مرسل کہتے ہیں اور اگر دور راوی برابر ساقط ہوں تو معضل ہے اور زمین تو منقطع اور کبھی منقطع کو مرسل کہتے ہیں اور مرسل کو منقطع کہتے ہیں اور طعن کے معنی یہ ہیں کہ اوسکا راوی جھوٹا ہو تو اول حدیث کو موضوع کہتے ہیں یا اوسپر تحت جھوٹ کی لگی ہو تو اوسکو متروک کہتے ہیں یا غلطی بہت کرنا ہو یا غافل ہو یا اوسکو وہم بہت ہو کہ ایسے لوگوں کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہو تو یا فاسق یا بدعتی ہو تو اوسکو مشکوک کہتے ہیں فائدہ صحابی اوسکو کہتے ہیں جس نے حالت ایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ سے دیکھا ہو و پھر ایمان پر آئے اتفاق کیا ہو تو تابعی اوسکو کہتے ہیں جس نے صحابی کو دیکھا ہے اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہیں جس نے تابعی کو دیکھا ہے پھر فائدہ یضعف اور توثیق سب راویوں میں محدثین بیان کرتے ہیں لیکن صحابی تو سب ثقہ ہیں کوئی ضعیف نہیں اور نہ آثار کس طرح کا طعن ہے فائدہ ایک قسم حدیث کی مدلس یعنی وہ حدیث جس میں راوی اپنے شیخ کو چھپایا ہو و سہ اور اوسکا

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ أَسْوَاطُ كَقَوْلِهِمْ كَمَا نَزَّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
 بخلاف اولیٰ کہ اور عبارت او کی یہ ہر وہو یؤید الوجہ الاول لاذلک لیس للقلدان یثا زع المجتہد
 فی حکمہ بخلاف المسکون س انتہت کیونکہ اطاعت مطلقا اہل اجتہاد کی اطاعت خدا اور رسول کی منوگی حال انکہ وہ لوگ
 حاملان علم نبوت اور شارحان کتاب سنت ہیں اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا العلم لکم وراثۃ الا نبیکم اور
 علماء امتی کانیماء بنی اسرائیل اسی مضمون پر دلالت کرتا ہے اور وہ جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہیں کہ تقلید الیٰ غیر
 اور شافعی وغیرہا کی ایسی ہی جیسے شکرین تقلید اپنے آبا و اجداد کی کرتے ہیں جواب وسکا یہ ہر قیاس میں تقلید کا شکرین کی
 تقلید پر قیاس مع الفارق ہو کہو کہ مقلدین مجتہدین کو مسائل بطریق علم نبوت و رسول اصول احکام شریعت سمجھ کر تقلید کرتے ہیں
 بالاستقلال انکو مصدر احکام نہیں جانتے ہیں امام ابو جعفر نے بسند متصل نقل کیا ہے کہ امام ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم
 انہ کرتے ہیں اول ساتھ کتاب پھر ساتھ سند کے پھر ساتھ قضایا صحابہ کے اور عمل کرتے ہیں ہم سہ اتفاق ہوتا ہے صحابہ کا اور
 جہمیں اختلاف ہوتا ہے صحابہ کا اسکو قیاس کرتے ہیں اور سب پر اور روایت کیا یہی نے مدخل میں بعد صحیح حضرت امام
 ابو حنیفہ سے عن ابی عبد اللہ ابن المبارک قال سمعت ابا حنیفۃ یقول اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم فکمل الساس قال العین واذا جاء عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخذلوا عنہم فخذلوا
 واذا جاء عن التابعین زاحنا ہم یعنی جو فقہاء پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تو وہ سراور اکھون پر اور جو صحابہ سے
 او میں اختیار کرتے ہیں علم جہت میں آجہو تو او کی فراحت کرتے ہیں یعنی او میں کلام کرتے ہیں اور قیاس کو مدخل
 دیتے ہیں اور کس طرح حضرت امام صاحب تابعین کے قول میں فراحت نہ کرینگے کیونکہ خود بھی تابعین میں سے ہیں اور روایہ علما
 مذکور برائے کو اقوالیٰ بخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فرمایا امام صاحب نے ترک کر کے قول میرا ساتھ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فرمایا اذا اجمع الحدیث فهو مدھیٰ یعنی جب صحیح ہو جاوے حدیث تو وہی میرا مذہب
 اور میرا مستقیم میں ہے کہ صحابہ ابو حنیفہ کے متفق ہیں کہ حدیث جہند اسناد او سکا ضعیف ہو مقدم اور اولیٰ ہی قیاس
 اور اجتہاد سے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بدون ضرورت کے عمل قیاس پر ہرگز نہیں کیا اور نیز ان شرعی میں ہر وہما لمن
 احد فی قول من اقوالہم الا بحکمہ یاہ اقامین حیث دلایہ و اما من حیث دیکہ مداریکہ علیہ
 لایستقام الامام الا عظم ابو حنیفۃ الذی اجمع السلف و اختلف علی علمہ و قرعہ و عبادتہ و ذیہ
 مداریکہ و استنباطاتہ و حاشا ہمن القوال فی ذریۃ اللہ بالذی لا شہد لہ ظاہر و کتاب
 و کاستفیٰ یعنی نہیں مبعین کیا سینچ کسی قول کہ توان جہند میں گرجا ہوں اس قول کہ جالب ہے و علی اہل سنت یہ بات اور
 بارگاہی او کی سے خصوصاً امام عظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جماع کیا سلف اور خلف نے انکے علم اور ورع اور عبادت اور
 مدارک و رہنمائیات انکے پر اور سچے قول سے دین خدا میں اور اس کے کہ نہیں شہادت کی ہوا کی کتاب یہ سنتیٰ اور لیکن
 وجوب تقلید کھواسطے غیر مجتہد کے توافق کیا اور سب علما نے کہا جلال الدین علی نے شرح جمع الجوامع میں یہی جواب علی
 النامی وغیرہ معنی لکھا کہ لا اجتہاد الذی انما مذہب معتقین من مذہب المجتہدین انہی معنی

ما جہد فی قولہ
 ما جہد فی قولہ
 ما جہد فی قولہ
 ما جہد فی قولہ
 ما جہد فی قولہ

واجب ہر عامی اور غیر عامی پر جو نہ پونہچا ہو وجہ اجتہاد کو التزام ایک ہر عین کا مجتہد نہیں ہے تو کہنا صحیح نہیں
نوی روضۃ الطالبین من اَمَّا الْاجْتِهَادُ الْمَطْلُوقُ فَقَالُوا اخْتَلَفَ بِالْاَلْفِ مَوْلَاكَ وَتَبَعَهُ حَقٌّ اَوْ جَبَوَا تَقْلِيدًا
وَاَحَدٌ مِنْهُمَا عَلَى اَمْتِهِ وَنَقَلَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ الْاجْتِهَادَ عَلَيْهِ بَعْنِ اجْتِهَادَ مَطْلُوقٍ تَوْخِمْ يَوْكِيَا سَاتِحَهُ اَلْمُ
اربعہ کے اور واجب ہر تقلید ایک کی ان میں سے است پر اور نقل کیا امام الحرمین اجماع اسپر اور دھرا العلوم نے شرح تخریر ابن
مین لکھا ہر غیر المجتہد المطلق بلکہ تَقْلِيدُ مَجْتَهِدٍ مَکَانِ الْمَجْتَهِدِ الْمَطْلُوقِ یعنی جو مجتہد
مطلق نہ ہو اس کو لازم ہر تقلید کسی مجتہد مطلق کی تو اگر کوئی مقام پر کہے کہ ان احوال سے اتنا ہی ثابت ہوا کہ تقلید کسی ایک اور مجتہد پر واجب
اور ہم بھی کسی مسئلہ میں جو مخالف ان کے ہو عمل نہیں کرتے بلکہ کوئی مسئلہ پر موافق ابو حنیفہ کے اور کسی پر موافق شافعی کے سب طرح ہر ایک
ہر تفرع جواب دہ کیا یہ کہ باعث اس کا حصول درجہ اجتہاد ہو کہ جس کا قول صحیح موافق اماموں کے پائے ہیں اور ہر عمل کرتے ہیں اس صورت میں تقلید کیا
کیا حاجت ہو اور اگر بغیر حصول اجتہاد کے یا علم سے تو مخالف حق اور باطل کی کوئی تفریق کیا ممکن ہے یا نہیں کہ کوئی نہیں جائز غیر مجتہد کو اس کے ایک
مسئلے میں ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں شافعی پر کہنا مطلق ہر کسی نے رسالے میں لکھا ہے کہ تالیف کیا ہو اس کو فقال کے رد میں بلی حجب
عَلَيْهِ اَنْ يُّعْلِنَ مَذْهَبًا مِنْ لَدُنْ اَهِبِ اِمَامًا مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ فِي جَمِيعِ الْفُرُوعِ وَالْوَقَائِعِ وَالْعَامَلِ
مَالًا وَاِمَامًا مَذْهَبَ ابْنِ حَنِيفَةَ وَغَيْرِ هُوَ وَلَيْسَ اَنْ يَتَّخِذَ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ مَا يَقُوَّةُ وَمِنْ
مَذْهَبِ ابْنِ حَنِيفَةَ مَا يَرِضَاهُ لَا نَا الْوَجْهَ ذَا ذَا لِكَ لَا دُخِي اِلَى الْخُطْبِ وَالتَّخْرِجِ عَنْ الصُّبُطِ
حَاصِلُهُ يَكْجِجُ اِلَى نَفْيِ التَّكْلِيفِ لَا مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِذَا قَضَى حَقَّ الشَّرْعِ وَمَذْهَبَ ابْنِ حَنِيفَةَ
مَثَلًا رَاحَةُ ذَلِكَ الشَّيْءِ بَعِيْنِهِ اَوْ عَكْسَ ذَلِكَ فَهُوَ اِنْ شَاءَ مَالٌ لِلْحَلَالِ وَاِنْ شَاءَ مَالٌ لِمَا
اَحْرَامٌ فَلَا يَحْتَقِقُ اَحْلَاءُ وَالتَّحْرِيْمَةُ وَفِي ذَلِكَ اَعْدَامُ التَّكْلِيفِ وَاِبْطَالُ فَاَيْدِيهِ وَاسْتِصْلَالُ قَاعِطِهِ
وَذَلِكَ بَاطِلٌ اِنْ تَمَّ مَا ذَكَرَ بَلْكَ وَاجِبٌ ہر اوپر تیسرے ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروع و قلع میں
یا مذہب مالکی کی یا مذہب حنفیہ کی اور یہ نہیں کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب ابی حنیفہ کے کیونکہ
جواز میں اس کے کام مودی ہو گا طرز طے کرنے کے ضبط سے اور محال کا نفی تکلیف ہو کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کو کسی
امر کے ہو اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلاً اس کی تحلیل کو تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے تو علت
وحرمت کا تحقق تو فرما جائے اور اس میں سبب اعدام تکلیف ہو اور ابطال ہو اس کے فائدے کا اور استیصال ہو اس کی بنا کا
اور یہ باطل ہو اور کہ جمیع میں لا خیر فی اَنْ یُّکُوْنَ حَنِيفِيًّا فِي بَعْضِ الْمَسَائِلِ وَشَافِعِيًّا فِي بَعْضِ اَحْثِ
نہیں بہتر کہ نفی ہر بعض مسائل میں ابو شافعی بعض میں ابو حنیفہ علم میں ہر قلو الذم احد مذهب کا یا حنیفہ
وَالشَّافِعِي فَلَمْ عَلَيْهِ اِلَّا سِتْمَرُ اَوْ فَلَا يُقَالُ غَيْرُهُ فِي مَسْئَلَةٍ مِنْ الْمَسَائِلِ یعنی جسے لازم ہے ایک مذہب مثلاً
مذہب ابو حنیفہ یا مذہب شافعی کا تو واجب ہو کہ ہمیشہ اسی مذہب پر رہے اور سوا اس کے کسی مسئلہ میں غیر کی تقلید نہ کرے اور کہنا
ابن عبد البر نے اَنْ تَتَّبِعَ رَحْمَةُ الْمَذْهَبِ غَيْرُ جَائِزٍ بِالْاجْتِهَادِ یعنی تلاش خستوں کا ہر مذہب میں منہج ہی بالاجماع اور
تفسیر احمدی میں ہر اذ الذم مذهباً یحبُّ علیہ اَنْ یُّدَوَّمَ عَلَى مَذْهَبِ النَّمَّةِ وَلَا یَسْتَوِلَ عَنْهُ اِلَّا مَلِكٌ

یعنی جس مذہب کو اکثر ام کہے تو چاہیے کہ مداومت کرے اور سپر اور نہ چھوڑے طرف دیگر مذہب کے احوال ان دیات و احوال سے
 بخوبی واضح ہو کر شخص پایہ اجتماع نہ رکھتا ہو خواہ عامی ہو یا غیر عامی تقلید مذہب حسین کی اوسکو واجب ہو اور وجہ حقیقت
 تقلید پر بہت سی باتیں ہیں کہ انکو اس مقام میں ذکر کرنا مناسب ہو دلیل پہلی یہ ہے جو ہم نے اس مقام میں قول اکابر اہل سنت
 اس باب میں بیان کیے دلیل دوسری ایسی ہے کہ اوس میں جنصم کو بجا کلام نہیں ہے یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جابجائی
 فرمایا کہ مسائل میرے ماخوذ ہیں احادیث و آیات سے تو وہ حال سے خالی نہیں یا اس فعل کی تصدیق کرتے ہو یا انکار کرتے ہو
 اور اوسکو مذہب جلتے ہو پر تقدیر اول تو نامعداری اس مذہب کی جمیع مسائل میں جب تک کہ اور تقدیر ثانی میں اگر احتمال کذب
 جیسے امام صاحب کی طرف ہر سی طرح جائز ہے کہ احتمال کذب بخاری مسلم کی طرف ہو و مثلاً جب امام صاحب کہ مصداق
 خَيْرُ الْقُرُونِ قُرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ نَحْوَهُ ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ فَمِنْ بَيْنِ يُونِ فَمِنْ بَيْنِ يُونِ کہ مسائل بیان کیے ہوئے ہیں ماخوذ
 کتاب اور سنت و فضائل صحابہ سے تو قول و مخالفین اعتماد نہوا اور جب بخاری مسلم وغیرہ کا اوسے نہایت متاخر ہیں اگر کہیں
 کہ یہ حدیث بکوفلانے سے پونہچی ہو تو قول اوسکا بغیر کتب مقبول ہو جاوے تو بیسیا جائز ہے کہ امام عظمیٰ نے کذب یا یہ کہا ہو کہ مسائل بیان
 کئے ہوئے میرے ماخوذ ہیں کتاب اور سنت سے اور واقع میں مسائل اختراعی اور عقلی ہوں اس طرح جائز ہے کہ بخاری مسلم وغیرہ سے
 کذب یا کہا ہو کہ حدیث بکوفلانے سے پونہچی ہو تو ایک کی بات کو مصداق جاننا اور دوسری کی بات کو باوجود ہر گئی اور فضیل کے کذب
 شمار کرنا ترجیح ملامح بلکہ ترجیح مروج ہو دلیل دوسری یہ ہے کہ اس نے زمین اکثر غیر مقلد جو عمل سے سن لیتے ہیں کہ یہ قول موافق
 حدیث کے ہے اور اوپر عمل کرتے ہیں تو تعجب ہے کہ قول اول کا جنکو امام صاحب کی نسبت بالکل وقوف نہیں لائق اعتبار
 ہو جاوے اور امام صاحب کا قول لائق اعتماد اور عمل کے نہ ہو اور یہ نہایت درجہ کا جہل ہو دلیل چوتھی یہ ہے کہ اکثر اہل اور
 فضلا اور اولیاء اللہ اس امت میں اتباع مذہب غنیہ کرتے چلے آئے ہیں تو احتمال بطلان اس مذہب کا ایک شخص کے قول سے
 کس طرح جائز ہوگا بعینہ ہمہ شیان جہاں بستر این سلسلہ اندہ روبرو از حیلہ چہ سان گسلسلہ این سلسلہ راہ دلیل پانچویں
 یہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے اَشْعُو الشَّوَادَا عَظَمَ فَمَنْ شَدَّ شُدَّ فِي التَّكَاذِبِ یعنی طاعت کرو بڑے گروہ کی اور جو
 اوس میں سے سختی کے کھلاؤں زمین اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يَتَّبِعْ عَلَيْنَا سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ تَوَلَّاهُ مَا تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ
 جَهَنَّمَ وَمَنْ يَتَّبِعْ عَلَيْنَا سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ تَوَلَّاهُ مَا تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ
 داخل کیجئے اوسکو جہنم میں اور بری ہو وہ جگہ پھر جانے کی اور حال انکہ اکثر لوگ امت کے تقلید مذہب ابوحنیفہ پر ہیں اور
 باقی دو پر مذہب ثلثہ باقیہ کے کمال اعلیٰ فارسی و لکھا اتباع ابی حنیفۃ قدیمًا و حدیثاً فی الاذنیہ و یاد فی
 جَمِيعِ الْبِلَادِ سَيِّمَاتِي بِالْاِدَارَةِ وَمَا رَأَى الْمُتَهَمِينَ وَكَأَيَّةَ الْهَيْدَةِ السِّنْدِ وَكَأَيَّةَ الْهَيْدَةِ السِّنْدِ وَكَأَيَّةَ الْهَيْدَةِ السِّنْدِ
 وَعَرَانِي مَعَ وَجْهِ كَثِيرٍ فِي بِلَادِ الْعَرَبِ بِالْوَثَاقِ وَاطْنُ أَهْلِهِمْ يَكُونُونَ ثَلَاثِي الْمُسْلِمِينَ
 بل اکثر عند المتعذرین بالوفاق یعنی اتباع مذہب ابی حنیفہ کا تو زیادت پر ہی قدیم سے اور جدید سے
 تمام شہر و غیر خاص کر کے روم کے ملکوں میں اور ماوراء النہر کے اور ولایت ہندوستان اور سندھ اور اکثر اہل خراسان
 اور عراق میں باوجود اسکے کہ بہت لوگ ہیں عرب میں بالاتفاق اور جانتا ہوں کہ ہونگے وہ دولٹ مسلمانوں کے بلکہ

اکثر نزدیک مند سبک بالاتفاق اور اکثر اولیاء اور کاملین اسی مذہب کے مقلد رہے درختار میں یہ وقد اشبعہ
 علی مذهبہ کہتے ہیں اولیاء الکرام معین انصف بقیات الحاکمۃ و ذکر فی فی مقدار المشاہدۃ
 کتابہم بن آدم و شقیق البکری و معرفہ الکسختی و آبی بن بید البسطارعی و فضیل بن عیاض و
 داؤد الاطانی و آبی حامد اللطاف و خلف بن یحییٰ بن عبد اللہ بن المبارک و دکنج بن الجتن اج
 و آبی بکری الوندانی و غیر ہم آخر تک اور ایسا ہی ذکر کیا اکثر علماء نے اور کہا اہل شیعہ کہ عیسای مذہب امام ابو حنیفہ کا تہم
 ہی اسی طرح آخر تک پہنچا اور دیکھنے کی بات ہو کہ امام عظیم صاحب اتباع حدیث میں اور وسیع زیادہ ہیں کہ حدیث رسول کو قبول
 کرتے ہیں اور قیاس کو اس کے مقابلے میں جائز نہیں کہتے تو افسوس ہوا کہ لوگوں کے ہاں جو مشاہدہ ان امور سے کیا اور
 اس احتیاط سے ان لوگوں کو صاحب رس سے شکر کرتے ہیں اور اس پر سب کے مسائل کو اپنے زعم باطل کے موافق خلاف
 احادیث اور آیات سمجھتے ہیں اور ان کے تابعداروں کو کہ سوا عظیم میں داخل ہیں کلام اور غلطی کہتے ہیں مثل مشہور ہے کہ جائز غلام
 ڈالنے سے اپنے ہی موند پر خاک پڑتی ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت دیا ہو وہ لوگ کبھی شریک اتباع اس طریقہ سے
 باز نہ آئیں گے اور بعض لوگ جو مصداق یسوعون مانتا ہے بنتا ہے الفتنہ میں باغواہی عسیدین کے شاگرد ہیں
 موصومہ میں یونذون لیظفون نقول اللہ یاقواہم واللہ مدونؤن و کوکی الکفر و ذل جہشی
 یہ ہے کہ بوقت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل حنفیہ میں سے اس قسم کا نکال دے جس کی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح آیت قرآن میں
 سے نہ ہو تو اس صورت میں اگر حامل اس مسئلے میں کلام کر دے اور وسیع عمل کر دے تو قول تحارلافی قول ہو گا اور وہ جو مسئلہ منع ہے
 یا فرات میں پیچھا امام کے قیلتیں کے مسئلے میں کلام کرتے ہیں مسائل کو جیسے فضل الہی سے اس کتاب میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور
 تمام مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہیں دیکھنے سے ظاہر ہو گا حالانکہ امام شافعی کے مذہب میں بھی جیسے ایسے مسئلے ہیں جن کی دلیل ضعیف ہے
 اور بعض کلام میں ظاہر ہو گا اور حدیث ہونا خوں اور پہنچا اور کمالا بن یحییٰ کا جیسے اکثر نام نہ لیا گیا ہے قصہ اور کوئی مذہب نہیں ہے
 مسئلے میں جس کی اولیٰ قیہ ہوں قسب کے مسائل جو ہیں ان میں اس قول موجود خالف صحیح حدیث ہو کر کوئی دلیل سے اس میں شک نہ ہو وہ اللہ اعلم

جواب لوں مطاعن کا جنکو اکثر غیر مقلدین نے کیا کہہ ہیں

طعن پہلا ہم لوں حدیث کے اوپر عمل کیا کہتے ہیں اور تعجب ہے کہ قول ابو حنیفہ کا تو قابل قبول ہو اور قول جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل عمل کے نہ ہو کہ جواب احادیث پر عمل کرنا تو صین ہمارا مطلوب ہے مگر یہ کہ جس شخص کو معرفت حدیث کی
 اور ناسخ و منسوخ کی ہو کہ اور معانی حدیث سمجھتا ہو کہ اور طریقہ استنباط جانتا ہو کہ تو اس شخص کو عمل بالحدیث جائز ہو ورنہ
 یہ شرط تحقیق نہیں ہو سکتی کہ احادیث پر دیکھ کر جائز نہیں ہے قریش شرح تحریر میں ہو و لیس للعالمی لاخذ بظاہر الحدیث
 یحاز کوئی معصوم قاعی ظاہرہ او منسوخ قابل علیہ و السجی علی الفقہاء بعدہم الاھنڈاء فی حجتہ
 الی معرفۃ صحیحہ الاخبار و سقیمہا و تاجیہا و منسوخھا فاذا اعتد لگان نازک اللو اوجب علیہ انتہی
 یعنی نہیں جائز ہے عامی کو تک کہ ناسخ ظاہر حدیث کے سبب سے از معصوم ہوئے اس کیلئے ظاہر سے یا منسوخ ہوئے اس کیلئے بلکہ لایم
 عامی رجوع طرف فقہاء کے جہت میں ہونے کے اور اس کی طرف معرفت صحیح احادیث اور قیام اور ناسخ و منسوخ کے پس اگر اعتقاد کیا

یہ ہے کہ بوقت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل حنفیہ میں سے اس قسم کا نکال دے جس کی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح آیت قرآن میں سے نہ ہو تو اس صورت میں اگر حامل اس مسئلے میں کلام کر دے اور وسیع عمل کر دے تو قول تحارلافی قول ہو گا اور وہ جو مسئلہ منع ہے یا فرات میں پیچھا امام کے قیلتیں کے مسئلے میں کلام کرتے ہیں مسائل کو جیسے فضل الہی سے اس کتاب میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور تمام مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہیں دیکھنے سے ظاہر ہو گا حالانکہ امام شافعی کے مذہب میں بھی جیسے ایسے مسئلے ہیں جن کی دلیل ضعیف ہے اور بعض کلام میں ظاہر ہو گا اور حدیث ہونا خوں اور پہنچا اور کمالا بن یحییٰ کا جیسے اکثر نام نہ لیا گیا ہے قصہ اور کوئی مذہب نہیں ہے مسئلے میں جس کی اولیٰ قیہ ہوں قسب کے مسائل جو ہیں ان میں اس قول موجود خالف صحیح حدیث ہو کر کوئی دلیل سے اس میں شک نہ ہو وہ اللہ اعلم

محل

مجتہدین کو فی طریقہ نہیں ہوا اور حکم مجتہد کا درحقیقت حکم کتابی سنت ہوا اور کلام صاحب فتح الغریب یعنی مولانا شہ علیہ الرحمۃ
اس آیت کی تفسیر میں بکلی نتیجہ صاف علیہ السلام کی ناک کی منع میں اس تعلیق کے کہ شرکین ہوں کو مقابلہ میں حکم خدا و رسول کے
پیش کرتے تھے ہر منع میں ہر تعلیق کے کہ فی حقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہوا اور کس طرح مولانا صاحب منع کرتے ہیں تعلیق کو
حال ان کا جو بھی مقدمہ تھے اور خود ہی تفسیر میں ولا تجعلوا لله أنداداً کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اہل لوگوں کے جی جی اہل
بحکم خدا فرض ہر مجتہد پر شریعت اور شیوخ طریقت ہیں کہ حکم ان کا بھی واجب الاتباع ہے عوام امت پر کیونکہ فہم امر شریعت اور
دقائق طریقت ان کو سرسری فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاستقلوا اهل الدین ان کے لئے لا تعلمون یعنی پوچھو نصیحت اللہ
اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے مجتہدین لکھا ہے کہ جلن تو ہر شک نہ سکرنے میں ساتھ ان اہل اہل کے
مصلحت عظیمہ ہوا اور اعراض میں کوسے ہر افسدہ ہوا اور ہم یہاں کرینگے اور کونسی وجہ سے انتہی طعن و سراسر ایک صحاح
کی کتاب میں جو احادیث کے نقل میں اور کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں اکثر جاہلین شافعیہ کے موافق ہیں اور خفیہ کے مخالف تو اولے
اصحورت میں عدم اتباع مذہب خفیہ جو کا جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں کہ جن کو محمد بن
بیان کیا ہے مثلاً معاجم طبرانی کی موطا امام محمد کی تصنیف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف علی وی کی تصانیف جہا
اور حاکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یعنی ہر اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح ہیں جیسا کہ ان کا ذکر اوپر ہم کر چکے
اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں نہ ہو وہ صحیح نہ ہو کیونکہ حدیث صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی غلطی پر
کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن غیر اس خفیہ مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر مخالف حدیث کی کہتے ہیں اور قیاس اور
کو دخل دیتے ہیں ہوا اسطے نام ان کا اہل اولے ہوا اور یہ نام ان کا قدیم سے ہر ترمذی میں جا بجا دیکھو مسائل مذہب خفیہ کو لکھا ہے
وہو قول اهل السنۃ جواب ظاہر اہل سنۃ کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور بار کی سہولت
اگر ہم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں قول و نگاہ تامل فکر نہیں آتا تھا اس وجہ سے بعض لوگوں نے ان کو کابل سے گنا شروع کیا
اور یہ نام و طعن نہیں ہو سکتا الا اور صورت میں کہ مسائل ان کے صرف را اور اختراع عقل پر بنے ہوں حال ان کو کوئی مسئلہ ان کا
قسم کا نہیں جس کے ساتھ اور مجتہد نے بھی تسک کیا ہوا کیونکہ کابل سے یہ لوگ ہو گئے حال ان کے نزدیک حدیث ضعیف مرسل
مقدم تراویح اولیٰ ترقی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کہیں سے ازراہ تعصب
یا کسی اور وجہ کوئی فکر خلاف او کی شان کے کہا تو اس پر اعتبار کرنا در صورتیکہ وہ مطابق واقعہ اور نفس الامر کے نہ ہو نہایت جائز
اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن میں کامل ہو کہ نہیں گذر کہ کہیں اس کے کلام میں رد و قبح نہ کیا ہوا اور اس کی شان میں کچھ بھلا ہو
یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالعزیز جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے باقاعدہ مشائخ طریقت اور علما شریعت کے اولیا گہا رہتے ہیں اور سیکو
اہل حق سے ان کی ولایت اور ملو در میں کلام نہیں لیکن ہر جہزی محدث نے کیا کیا ان کی شان میں کہا ہے اور اسی قبل سے محاربا
و شاجرات و نمازات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو بھرا کہنے لگے مثلاً
ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی ہرانی کرنا ہو کہ لازم نہیں یا ابن الجوزی نے ازراہ خطائے غلطی
رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اس سے ابن الجوزی رحمہ اللہ کی ہرانی کرنا اور اب طعن کرنا لازم نہیں طعن چوتھا یہ جو چار مذہب

۱۵
مجتہدین کو فی طریقہ نہیں ہوا اور حکم مجتہد کا درحقیقت حکم کتابی سنت ہوا اور کلام صاحب فتح الغریب یعنی مولانا شہ علیہ الرحمۃ
اس آیت کی تفسیر میں بکلی نتیجہ صاف علیہ السلام کی ناک کی منع میں اس تعلیق کے کہ شرکین ہوں کو مقابلہ میں حکم خدا و رسول کے
پیش کرتے تھے ہر منع میں ہر تعلیق کے کہ فی حقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہوا اور کس طرح مولانا صاحب منع کرتے ہیں تعلیق کو
حال ان کا جو بھی مقدمہ تھے اور خود ہی تفسیر میں ولا تجعلوا لله أنداداً کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اہل لوگوں کے جی جی اہل
بحکم خدا فرض ہر مجتہد پر شریعت اور شیوخ طریقت ہیں کہ حکم ان کا بھی واجب الاتباع ہے عوام امت پر کیونکہ فہم امر شریعت اور
دقائق طریقت ان کو سرسری فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاستقلوا اهل الدین ان کے لئے لا تعلمون یعنی پوچھو نصیحت اللہ
اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے مجتہدین لکھا ہے کہ جلن تو ہر شک نہ سکرنے میں ساتھ ان اہل اہل کے
مصلحت عظیمہ ہوا اور اعراض میں کوسے ہر افسدہ ہوا اور ہم یہاں کرینگے اور کونسی وجہ سے انتہی طعن و سراسر ایک صحاح
کی کتاب میں جو احادیث کے نقل میں اور کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں اکثر جاہلین شافعیہ کے موافق ہیں اور خفیہ کے مخالف تو اولے
اصحورت میں عدم اتباع مذہب خفیہ جو کا جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں کہ جن کو محمد بن
بیان کیا ہے مثلاً معاجم طبرانی کی موطا امام محمد کی تصنیف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف علی وی کی تصانیف جہا
اور حاکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یعنی ہر اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح ہیں جیسا کہ ان کا ذکر اوپر ہم کر چکے
اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں نہ ہو وہ صحیح نہ ہو کیونکہ حدیث صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی غلطی پر
کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن غیر اس خفیہ مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر مخالف حدیث کی کہتے ہیں اور قیاس اور
کو دخل دیتے ہیں ہوا اسطے نام ان کا اہل اولے ہوا اور یہ نام ان کا قدیم سے ہر ترمذی میں جا بجا دیکھو مسائل مذہب خفیہ کو لکھا ہے
وہو قول اهل السنۃ جواب ظاہر اہل سنۃ کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور بار کی سہولت
اگر ہم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں قول و نگاہ تامل فکر نہیں آتا تھا اس وجہ سے بعض لوگوں نے ان کو کابل سے گنا شروع کیا
اور یہ نام و طعن نہیں ہو سکتا الا اور صورت میں کہ مسائل ان کے صرف را اور اختراع عقل پر بنے ہوں حال ان کو کوئی مسئلہ ان کا
قسم کا نہیں جس کے ساتھ اور مجتہد نے بھی تسک کیا ہوا کیونکہ کابل سے یہ لوگ ہو گئے حال ان کے نزدیک حدیث ضعیف مرسل
مقدم تراویح اولیٰ ترقی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کہیں سے ازراہ تعصب
یا کسی اور وجہ کوئی فکر خلاف او کی شان کے کہا تو اس پر اعتبار کرنا در صورتیکہ وہ مطابق واقعہ اور نفس الامر کے نہ ہو نہایت جائز
اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن میں کامل ہو کہ نہیں گذر کہ کہیں اس کے کلام میں رد و قبح نہ کیا ہوا اور اس کی شان میں کچھ بھلا ہو
یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالعزیز جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے باقاعدہ مشائخ طریقت اور علما شریعت کے اولیا گہا رہتے ہیں اور سیکو
اہل حق سے ان کی ولایت اور ملو در میں کلام نہیں لیکن ہر جہزی محدث نے کیا کیا ان کی شان میں کہا ہے اور اسی قبل سے محاربا
و شاجرات و نمازات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو بھرا کہنے لگے مثلاً
ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی ہرانی کرنا ہو کہ لازم نہیں یا ابن الجوزی نے ازراہ خطائے غلطی
رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اس سے ابن الجوزی رحمہ اللہ کی ہرانی کرنا اور اب طعن کرنا لازم نہیں طعن چوتھا یہ جو چار مذہب

۱۵

لوگوں نے مقرر کر لیے ہیں اسکا حکم کچھ خدا اور رسول نے نہیں فرمایا ہو بلکہ ان لوگوں نے اپنے دل سے چار مذہب ٹھہر کے حق کو نہیں
 حکم کیا اور جو قول کہ اوستے مخالف ہو اسکو باطل بتایا پس دلیل شرعی اس باب میں کوئی باقی نہیں جاتی جو اس دلیل شرعی
 میں چار میں ایک میں اجماع است بھی ہو اور طاعت اہل اجماع کی فرض ہو اور اجماع کیا است محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
 نے ان چار مذہبوں پر اور اتفاق کیا اس بات پر کہ جو ان چاروں کے مخالف ہو باطل ہے اور مشابہ میں ہو وہ مخالف ہے اور اجماع
 الا ربعة مخالفت لا لاجماع وقد صحح فی المحرر ان اجماع انعقد علی عدم العمل بمذہب مخالف
 الا ربعة ولا نفي بطمنا اھدیم وکشفوا اشکالھم یعنی جو حکم مخالف ہو ان چار اماموں کے قول کے سوا وہ اجماع
 مخالف ہو اور تصریح کی کہ ان اہم میں تحریر میں کہ تمام علماء کا اجماع ہو ہی عمل کرنے پر اور نہ جبکہ جو مخالف ہو ان چار اماموں
 اس واسطے کہ ان اماموں کا مذہب ضبط اور آراستہ ہو ہی اور ان کے اتباع کرنے والے بہت لوگ ہیں حال یہ کہ ان اماموں کے
 متقدمین جو اہل علم میں داخل ہیں اور سواد اعظم کی متابعت کرنے کو حدیث میں حکم ہو اور اسکا بیان گذرا اور ہذا میں مرقوم
 وقی زماننا هذا قد انحصرت حجة التقليد فی هذا المذہب الا ربعة فی الحکم المتفق علیہ بینہم
 وفی الحکم المختلف فیہ ایضا قال المناوی فی شرح الجمع القنیون لا یجوز التعلیل بخلاف الا ربعة
 فی قضاء ولا افتاء بل انی نے میں منصوص ہوئی ہے تقلید ان چار مذہب میں خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف ہو چار چار
 کے سوا اور کسی تقلید جائز نہیں اور کما سنا دینی جامع صغیر کی شرح میں جائز نہیں ہے اس نے میں تقلید کرنی سوائے ان چار
 اماموں کے نہ تو قضائے میں نہ فتوے میں یعنی قاضی کو درست نہیں کہ ان مذہب کے سوا اور کا حکم کرے اور مفتی کو درست نہیں کہ
 برخلاف ان کے فتویٰ دے اور تفسیر احمدی میں ہے وقد وقع اجماع علی ان الاتباع راہا یجوز ولا ربعة فلا یجوز
 او اتباع لمن حدثت مجتہداً اٹھا لھا لھم یعنی بیشک اجماع ہو ہی اس بات پر کہ اتباع سوا ان چار مذہبوں کی کسی
 جائز نہیں و نہیں جائز ہے اجماع اور شخص کو جو نیا مجتہد مخالف ان کے نکلے اور اوی کتاب میں ہو والا نصاب ان انحصار
 المذہب فی الا ربعة واتباعہم فضل الہی وقبولہ عند اللہ تعالیٰ لا یحال فیہ ولا لغيرہما
 ولا دلالة یعنی انصاف یہ کہ منصوص ہونا مذہبوں کا ان چار میں اور اتباع ان کا فضل الہی ہو اور قبولیت خدا کی نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور اس بات
 میں دلیل اور توجیہ کو دخل نہیں طعن یا پانچواں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہر ایک صحابی جیسی حدیث
 کو پاتے تھے اسی طرح پر عمل کرتے تھے مجتہد ہو یا عامی نہ یہ کہ کسی صحابی معین کی جو مجتہد ہو تا صرف اس کی تقلید پر اعتبار
 کرتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل میں لاتے تھے تو اب اس زمانے میں بھی موافق اس کے عمل کرنا صواب ہے کچھ حرج نہیں جو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یا اس زمانے میں جو آپ کی وفات سے قریب تھا اکثر لوگ صحابی موجود تھے کہ حدیث
 جو غیر مستبر ہو کہی بیان نہیں کرتے تھے احتمال کذب کا اور انکی نسبت ہرگز تھا ہی واسطے جو شخص کہ کوئی حدیث کسی صحابی یا
 مقبول سے سننا تھا بوجہ اعتبار کے اس پر عمل کرتا تھا برخلاف اس نے کے کہ ہزاروں قسم کی حدیثیں اور قصے لوگوں نے
 جو ٹھٹھہر کر لیے ہیں ان اوی حدیث کے قسب سے ہونے لگے تو اس صحت میں ہر شخص کے کہنے کے موافق عمل کرنا ناجائز ہے
 جو لوگ کہ حال کو نفیت مدون اور احادیث سے واقف تھے وہ اور لوگوں کو بتاتے تھے اور لوگ انکی تقلید کرتے تھے

تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس زمانے کا حاکم ہو اور جس کے مطابق جو غیر متعلقہ بیان کرتے ہیں انہیں بخلا
 بھی ان جوابات سے نکل آجگا اور جب وہ طعنوں کا چیل ہوا تو معلوم نہیں کہ جو اور طعن ہیں، کیسے ہو گئے مسلمانوں کو لازم
 کہ انکی باتوں کی طرف خیال نہ کریں اور جس طریقے پر کہ اکابر علیا است اور ہزاروں اولیاء المدح و ثناء کے چلتے رہے ہادی علیہ السلام
 اور ایک طرف اس طرح کا یہ ہو کہ نام اپنا بقا بد معنی شافعی کے محمدی رکھا ہو اس وجہ سے کہ ہم لوگ طرفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اختیار کرتے ہیں اور اسکی پیروی کرتے ہیں برخلاف تقلیدین کہ ان لوگوں نے خلاف طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کیا
 اور شافعی کا طریقہ اختیار کر لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل کو ترک کیا ہو اور یہ نہیں سمجھتے کہ طریقہ ابوحنیفہ
 یا شافعی کا بعینہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو کچھ دوسرے مخالف نہیں اور تیسرا امکان یہ ہے کہ ساتھ ہوجاے تقلید مذہب
 معین کے ہو ورنہ تیسری مثال حق محمدی ہیں حاجت انکی تخصیص کی گیا ہو اور دوسرے ایک اس نے میں جو معروف کتابیں مشہور ہوئے
 پگھلنے میں مثال شکوہ مشہور فیفر کے ان میں اپنے مذہب کے موافق احادیث نکال کے عام قلیل سے بیک وقت غیر ان کے تھے مگر مشہور صحیح انکا نہیں
 نسخہ بنا اور تیس سال سے حج مخالفان اہل مذہب کے یہ قول سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹے قول ابوحنیفہ اختیار کرتے ہو اور یہ چاہتے تھے کہ
 کتاب میں جی پیش کی کہ ان میں خود بخوبی غلطی تھی اور ہزاروں مشہور صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر ان کتابوں میں موجود ہیں

فصل حنیفہ ملاحات کتاب کے بیان میں

جانا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب میں جہاں آیا ہے مراد اسے امام محمد اور امام ابو یوسف ہیں اور طریقہ سے
 امام محمد اور امام ابوحنیفہ اور شافعی سے امام ابی یوسف اور امام ابوحنیفہ اس کتاب میں حروف معاد سے جو قلم حل سے لکھا
 مراد کتاب اہل شرح و تفسیر سے زیادت اور جو احادیث میں کنزائد مضمون اہل کتاب پر ہیں بطریق فوائد کے
 مراد ہیں اور جہاں مطلق امام ہے مراد امام ابوحنیفہ ہیں اور ائمہ اربعہ سے امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور
 امام احمد رحمہم مراد ہیں اور لفظ متفقین سے ذکر احادیث میں بخاری اور مسلم مقصود ہیں اور حاجت صحیح بخاری و علیا
 باقیہ یعنی ابن ماجہ اور ابو داؤد و ابن ابی شیبہ اور ترمذی رحمہم اللہ منظور ہیں اور مقصود اہل تصنیف و تالیف اس کتاب سے
 فائدہ خلق اللہ کی سید کار و اور کسی کا اظہار خطا منظور ہے تو اب یہ بندہ عاصی پر عاصی فقیر خیر رنگ خاندان محتاج جز
 ایزد منان محمد و خیر الزمان ولد مولوی محمد سیح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی مؤلف اسکا اول صاحب جن کی خدمت
 میں جو اس کتاب کے مطالعے سے سرور اور حظوظ ہوں عرض ساہی کہ جس جگہ پر ازاد خطا انسانی کے کوئی قسم کی
 لغزش و گھٹن تو پر دہ عنو سے چھاپوں اور جو گنہگار اور سیر والدین اور تہامی عزیز و اقارب اور عامہ مسلمین کے واسطے دعا
 غیر کریں اور اس کتاب کے پڑھنے کا یہ طریقہ رکھیں کہ جس جگہ پر ہم مبارک حضرت سیدنا و مولانا در سلیمان محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا آئے آپ پر صلوة و سلام بھیجیں کہ چونکہ حدیث صحیح میں وارد ہو کر جس شخص پر ذکر کیا جائے تو ہم پر اور وہ درود بھیجے
 محبت و قورہ بڑا خلیل ہو ورنہ محبت میں جسے فسوس کی بات ہو کہ جو دنیا میں کسی کا دوست ہوا ہو اس کے ذکر کے وقت مدح و
 شامیں اسکی مشغول ہوتا ہو اور جب محبوبہ یا شافع روز جزا پہنچے حق جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نلکا
 اور بھلاک محروم تو اب صلوة و سلام سے رہیں اور جس کی آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ذکر آئے اوپر کلمہ

رضی اللہ عنہ کا کہنا ضرور جانیں اور تابعین کو اور علم کو بکلمہ رحمتہ اللہ علیہ لکھنا کریں اور قبل شروع اس کتاب کے
 باادب بیٹھ کے حضرت علیؑ علیہ وسلم پر درود و شریعت تین بار اور سورہ اخلاص تین بار اور اجماع ایک بار پڑھیں اور ثواب و سکا
 تمام صحابہ اور علم اہل بیت کو پونہ چارویں بعد اسکے کتاب کو مطالعہ کریں اور پھر بعد فراغ کی بھی ایسا ہی کریں اور
 تصور کرتے رہیں کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہیں یا کھاتے ہیں وہ سب خاصہ الہیہ اسطے اور اسکی ضمانندی کے لیے اور عمل
 کرنے کے لیے کرتے ہیں اور غرض دنیا و تحصیل مال کبھی علم سے نہ کہے کہ بعد رعایت ان شب شرائط کے ضرور اللہ تعالیٰ اس کے علم میں
 برکت دے گا اور توفیق عمل کی عطا فرماوے گا اللہم وفق لنا یا خیر واجعل خواتم مؤدنا یا خیر اللہم یشتر

عَلَيْنَا مِهْنَاتِ الْعِلْمِ وَأَعْظِنَا عِلْمًا نَأْفَعًا وَفَمَا كَامِلًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَبَطْنًا

مُسْتَعْمِلًا وَعَمَلًا مُقَرَّبًا يَا اللَّهُ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِنَا وَكُلِّبِ الْمُسْلِمِينَ

وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ آمِينَ يَا رَبَّ

الْعَالَمِينَ تَمَّتْ مُقَدِّمَةُ الْكِتَابِ وَبَيْنَا لَهَا

كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَاللَّهُ يَجْزِي

يَا كُنْ نِيًّا وَهَيَّا

فقط

صفحہ		۲۰		۲۱		۲۲		۲۳		۲۴		۲۵		۲۶		۲۷		۲۸		۲۹		۳۰		۳۱		۳۲		۳۳		۳۴		۳۵		۳۶		۳۷		۳۸		۳۹		۴۰		۴۱		۴۲		۴۳		۴۴		۴۵		۴۶		۴۷		۴۸		۴۹		۵۰		۵۱		۵۲		۵۳		۵۴		۵۵		۵۶		۵۷		۵۸		۵۹		۶۰		۶۱		۶۲		۶۳		۶۴		۶۵		۶۶		۶۷		۶۸		۶۹		۷۰		۷۱		۷۲		۷۳		۷۴		۷۵		۷۶		۷۷		۷۸		۷۹		۸۰		۸۱		۸۲		۸۳		۸۴		۸۵		۸۶		۸۷		۸۸		۸۹		۹۰		۹۱		۹۲		۹۳		۹۴		۹۵		۹۶		۹۷		۹۸		۹۹		۱۰۰		۱۰۱		۱۰۲		۱۰۳		۱۰۴		۱۰۵		۱۰۶		۱۰۷		۱۰۸		۱۰۹		۱۱۰		۱۱۱		۱۱۲		۱۱۳		۱۱۴		۱۱۵		۱۱۶		۱۱۷		۱۱۸		۱۱۹		۱۲۰		۱۲۱		۱۲۲		۱۲۳		۱۲۴		۱۲۵		۱۲۶		۱۲۷		۱۲۸		۱۲۹		۱۳۰		۱۳۱		۱۳۲		۱۳۳		۱۳۴		۱۳۵		۱۳۶		۱۳۷		۱۳۸		۱۳۹		۱۴۰		۱۴۱		۱۴۲		۱۴۳		۱۴۴		۱۴۵		۱۴۶		۱۴۷		۱۴۸		۱۴۹		۱۵۰		۱۵۱		۱۵۲		۱۵۳		۱۵۴		۱۵۵		۱۵۶		۱۵۷		۱۵۸		۱۵۹		۱۶۰		۱۶۱		۱۶۲		۱۶۳		۱۶۴		۱۶۵		۱۶۶		۱۶۷		۱۶۸		۱۶۹		۱۷۰		۱۷۱		۱۷۲		۱۷۳		۱۷۴		۱۷۵		۱۷۶		۱۷۷		۱۷۸		۱۷۹		۱۸۰		۱۸۱		۱۸۲		۱۸۳		۱۸۴		۱۸۵		۱۸۶		۱۸۷		۱۸۸		۱۸۹		۱۹۰		۱۹۱		۱۹۲		۱۹۳		۱۹۴		۱۹۵		۱۹۶		۱۹۷		۱۹۸		۱۹۹		۲۰۰		۲۰۱		۲۰۲		۲۰۳		۲۰۴		۲۰۵		۲۰۶		۲۰۷		۲۰۸		۲۰۹		۲۱۰		۲۱۱		۲۱۲		۲۱۳		۲۱۴		۲۱۵		۲۱۶		۲۱۷		۲۱۸		۲۱۹		۲۲۰		۲۲۱		۲۲۲		۲۲۳		۲۲۴		۲۲۵		۲۲۶		۲۲۷		۲۲۸		۲۲۹		۲۳۰		۲۳۱		۲۳۲		۲۳۳		۲۳۴		۲۳۵		۲۳۶		۲۳۷		۲۳۸		۲۳۹		۲۴۰		۲۴۱		۲۴۲		۲۴۳		۲۴۴		۲۴۵		۲۴۶		۲۴۷		۲۴۸		۲۴۹		۲۵۰		۲۵۱		۲۵۲		۲۵۳		۲۵۴		۲۵۵		۲۵۶		۲۵۷		۲۵۸		۲۵۹		۲۶۰		۲۶۱		۲۶۲		۲۶۳		۲۶۴		۲۶۵		۲۶۶		۲۶۷		۲۶۸		۲۶۹		۲۷۰		۲۷۱		۲۷۲		۲۷۳		۲۷۴		۲۷۵		۲۷۶		۲۷۷		۲۷۸		۲۷۹		۲۸۰		۲۸۱		۲۸۲		۲۸۳		۲۸۴		۲۸۵		۲۸۶		۲۸۷		۲۸۸		۲۸۹		۲۹۰		۲۹۱		۲۹۲		۲۹۳		۲۹۴		۲۹۵		۲۹۶		۲۹۷		۲۹۸		۲۹۹		۳۰۰		۳۰۱			
------	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	--	--

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجزء الاول کتاب الطہارۃ

فصل وضو کے بیان میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسا ان الوجہ کرے ہو تم طرف نماز کے پس ہولو اپنے نونہ کو اور ہاتھوں کو گھسیٹو تک اور مسح کر اپنے سر کا اور دھو پاؤں کو ٹھنوں تک فرض وضو میں چار چیزیں ہیں پہلے دھونا مومنہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی اوستہ دوسرے کان کی اوتک اور سر کے بالوں کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسار کے ترکے اور پانی نہ بہا کے کافی ہو جیسا کہ کتاب ابو یوسف نے کہ وضو کرنے والا اگر ترکے سب ہٹا وضو کو اور پانی جاری کرے جائز ہو مگر علمائے ائمہ نے اس کے یوں بیان کیے ہیں کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہوں اگر چہ پانی نہ بہیں دو قطرے دھونا دونوں ہاتھوں کا گھسیٹنا سمیت تیسرے دھونا دونوں پیروں کا ٹھنوں سمیت اور امام زفر کے نزدیک کہ بنیان اور ٹھنہ دھونا فرض نہیں اور بخاریا روایت میں ہشام کی امام محمد سے وہ فرمائی ہے جرج قدم میں ہونی ایک گروٹھے جوتی کے لیکن صحیح یہ کہ وہ ہڈی اونچی ہو جس پر ٹانگی کی ہڈی ختم ہوئی ہے جس کے مسح کرنا چوتھائی سر کا ف کیونکہ روایت کیا مسلم اور بخاری ابو داؤد اور نسائی نے مضبوطی سے مضبوطی سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اور پیشانی اپنی کے اور اوپر علمے اور روزوں کے اور پیشانی کے سے چوتھائی سر کے برابر ہونی اور روایت کیا ابو داؤد اور بخاری نے انوش کے کہا کہ جب ایسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور ان کے سر چارہ تھا پس اگر ہاتھ نہ اپنے علمے کے اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر کے سے چوتھائی سر کو کہتے ہیں اور روایت کیا ایسا ہی ہے تحقیق سے علمائے ائمہ نے اور ان کے سے چوتھائی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان غنی سے مروی ہے روایت کیا اسکو سید بن جابر نے اور ابن جریر سے صحیح ہے کہ اگر کتا کا یا اونٹوں نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور کسی صاحب سے کھار کا

فصل وضو کے بیان میں
 کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہوں اگر چہ پانی نہ بہیں
 دو قطرے دھونا دونوں ہاتھوں کا گھسیٹنا
 سمیت تیسرے دھونا دونوں پیروں کا ٹھنوں سمیت
 اور امام زفر کے نزدیک کہ بنیان اور ٹھنہ دھونا فرض نہیں
 اور بخاریا روایت میں ہشام کی امام محمد سے وہ فرمائی ہے
 جرج قدم میں ہونی ایک گروٹھے جوتی کے لیکن صحیح یہ کہ وہ ہڈی
 اونچی ہو جس پر ٹانگی کی ہڈی ختم ہوئی ہے جس کے مسح کرنا
 چوتھائی سر کا ف کیونکہ روایت کیا مسلم اور بخاری ابو داؤد
 اور نسائی نے مضبوطی سے مضبوطی سے تحقیق کہ وضو کیا
 حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اور
 پیشانی اپنی کے اور اوپر علمے اور روزوں کے اور پیشانی کے
 سے چوتھائی سر کے برابر ہونی اور روایت کیا ابو داؤد اور
 بخاری نے انوش کے کہا کہ جب ایسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کو کہ وضو کرتے تھے اور ان کے سر چارہ تھا پس اگر ہاتھ نہ
 اپنے علمے کے اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر کے سے
 چوتھائی سر کو کہتے ہیں اور روایت کیا ایسا ہی ہے تحقیق سے
 علمائے ائمہ نے اور ان کے سے چوتھائی سر کا مسح کرنا
 حضرت عثمان غنی سے مروی ہے روایت کیا اسکو سید بن جابر نے
 اور ابن جریر سے صحیح ہے کہ اگر کتا کا یا اونٹوں نے ساتھ
 مسح بعض سر کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور کسی
 صاحب سے کھار کا

صحت کو نہیں پوچھا ہے۔ **ص** مگر امام شافعی کے نزدیک اگر لکھ لال یا دو بال بھی سر
 کر لیا درست ہو جائیگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہے اور مسح چوتھائی ڈگر بھی کا امام عظیم صاحب کے
 نزدیک فرض ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک تمام داڑھی کا مسح فرض ہے اور مشہور روایت میں امام ابو حنیفہ سے ساری
 کا مسح فرض ہے اور بھی مسح اور خمار پر اور مسح کہتے ہیں تر ماتھ کو اس عضو پر جس کا مسح کرنا ہی پونچھا ہوا ہے یا پانی برتن سے
 لے یا جوڑی پھٹانے کے وقت سے باقی ہوا اس سے مسح کرے اور جو تری ماتھ میں بعد مسح کرے کسی عضو کے باقی سے یا ماتھ کو
 ہفتا غسلو یا مسو سے کر لیا اور اس سے مسح کرے جائز ہوگا اور ایسا ہی سوز کے مسح میں آیا اگر بعد مسح کے سر نہ واوین و باز
 مسح کرنا لازم نہ ہو کیا یا وضو کیا اور پھر ناخن کوٹنے اور تکی بگہ کا پھر دھونا واجب نہیں اور سنت وضو میں چوہہ ہر چہلے
 دھونا ماتھ کا بندہ دست تک **ف** کیونکہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ وسلم نے جب جگہ تم میں سے کوئی تونہ ڈالے اپنا ماتھ پانی
 جب تک اسکو تین بار نہ دھوے اسواسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ گمان یا ماتھ اسکا یعنی پاکی بگہ یا ناکی بگہ روایت کیا اسکو
 بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہؓ سے **ص** اور یہ دھونا بعض مشائخ کے نزدیک قبل استنجے ہے اور بعضوں کے نزدیک بعد استنجے
 اور بعضوں کے نزدیک قبل استنجے کے بھی دھو کر اور بعد اسکے بھی دھو کر **ف** درختا رہن اسکو اختیار کیا ہے کہ قبل
 استنجے کے بھی دھو کر اور بعد اسکے بھی دھو کر **ص** اور دھوئے کا طریق یہ ہے کہ برتن کو پہلے بائیں ماتھ میں لیکر دھونا
 ماتھ دھو کر اور پھر دائیں میں لیکر بائیں ماتھ کو دھو کر تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہو اور اوٹھنا
 ہو سکا ممکن نہیں تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکال کے دھو کر جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہ تو بائیں ماتھ کی انگلیوں کو
 ملکے اور سر پٹے اور ہنسی داخل کر کے اور بائیں ہاتھ کے دائیں ہاتھ پر ڈالے اور انگلیوں کو آپس میں خوب ملے اسی مسح
 تین بار کرے بعد اسکے دائیں ہاتھ کو اچھی طرح ٹالکے بائیں ہاتھ کے اور اس حدیث میں جہاں نہ ڈالنے سے حضرت علیؓ علیہ وسلم
 نے منع کیا ہے جب تک کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اسکے ساتھ
 چھوٹا برتن نہ ہو تو منع ہے کہ خوب سالنے کے ساتھ ماتھ لکے بائیں کو ٹکے یہ سب صورتیں جب ہیں کہ اس کے ماتھ میں نجاست
 اور اگر نجاست ہو تو ماتھوں کو دھونا نجاست بغیر اس بات کے کہ بائیں ہاتھ میں ضروری شے نہ ہو **ف** میں وضو کے اسکا نام لینا **ف**
 بسم اللہ العظیم یا اے محمد رسول اللہ علیٰ ذین اوسلوکھ کرنا ایسا ہی ہے اور ختم میں کیونکہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ وسلم نے کہ
 جس نے اول وضو میں ذکر خدا کا کیا یا پاکی ہو چکا تمام بدن اسکا اور جو ذکر خدا کا کیا یا پاکی ہو چکا تمام وضو اسکے کا روایت کیا
 اسکو قاضی نے ابو ہریرہؓ سے اور ابو شیبہؓ نے اور روایت کیا اسکو بھی ہے اور قاضی نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور ضعیف کیا اسکو
 اور روایت کیا ان دونوں نے اسکو ابن عباسؓ سے اور ضعیف کیا اسکو اور تیسری روایت میں مانند اسکا بن مسعودؓ کے زیادہ
 کر کے اور اسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہیں اسکا جس نے ذکر کیا نام لگا
 اور بروایت کیا اسکو تندی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابو داؤد نے ابو ہریرہؓ سے اور ابن ماجہ نے مانند اسکا اور اس سے یہ کہ
 وضو اسکا کامل نہیں اور ہرے میں اسکو مستحب لکھا ہے اور اس باب میں روایت ہے کہ صحابہ **ص** تیسرے سوال کرنا
ف کیونکہ حضرت علیؓ علیہ وسلم ہمیشہ سوال کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر ریشاق ہوتا میری ہمت پر البتہ

۴
 وضو کی کیا ہے
 اور اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہو اور اوٹھنا ہو سکا ممکن نہیں تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکال کے دھو کر جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہ تو بائیں ماتھ کی انگلیوں کو ملکے اور سر پٹے اور ہنسی داخل کر کے اور بائیں ہاتھ کے دائیں ہاتھ پر ڈالے اور انگلیوں کو آپس میں خوب ملے اسی مسح تین بار کرے بعد اسکے دائیں ہاتھ کو اچھی طرح ٹالکے بائیں ہاتھ کے اور اس حدیث میں جہاں نہ ڈالنے سے حضرت علیؓ علیہ وسلم نے منع کیا ہے جب تک کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اسکے ساتھ چھوٹا برتن نہ ہو تو منع ہے کہ خوب سالنے کے ساتھ ماتھ لکے بائیں کو ٹکے یہ سب صورتیں جب ہیں کہ اس کے ماتھ میں نجاست اور اگر نجاست ہو تو ماتھوں کو دھونا نجاست بغیر اس بات کے کہ بائیں ہاتھ میں ضروری شے نہ ہو **ف** میں وضو کے اسکا نام لینا **ف** بسم اللہ العظیم یا اے محمد رسول اللہ علیٰ ذین اوسلوکھ کرنا ایسا ہی ہے اور ختم میں کیونکہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ وسلم نے کہ جس نے اول وضو میں ذکر خدا کا کیا یا پاکی ہو چکا تمام بدن اسکا اور جو ذکر خدا کا کیا یا پاکی ہو چکا تمام وضو اسکے کا روایت کیا اسکو قاضی نے ابو ہریرہؓ سے اور ابو شیبہؓ نے اور روایت کیا اسکو بھی ہے اور قاضی نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا ان دونوں نے اسکو ابن عباسؓ سے اور ضعیف کیا اسکو اور تیسری روایت میں مانند اسکا بن مسعودؓ کے زیادہ کر کے اور اسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہیں اسکا جس نے ذکر کیا نام لگا اور بروایت کیا اسکو تندی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابو داؤد نے ابو ہریرہؓ سے اور ابن ماجہ نے مانند اسکا اور اس سے یہ کہ وضو اسکا کامل نہیں اور ہرے میں اسکو مستحب لکھا ہے اور اس باب میں روایت ہے کہ صحابہ **ص** تیسرے سوال کرنا **ف** کیونکہ حضرت علیؓ علیہ وسلم ہمیشہ سوال کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر ریشاق ہوتا میری ہمت پر البتہ

کہ ایسا ہی وضو کرنا زیادہ مکمل اور پر سکون ہے بلکہ اگر جو بار وضو کیا اور روایت کیا ابو نعیم بن عوف نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا بار دو بار تین بار چار بار پانچ بار اگر کسی نے وضو کیا تین بار یا زیادہ کیا تین بار دھوئے سوا وضو سے خطا کی اور نہ اس کی سچیج ایسا ہی ہوا ہے بلکہ یہ میں اور ائمہ سوا بہت سی حدیثیں ہر عضو کے تین بار دھوئے میں آئے ہیں اور ہر ہاتھ میں جو اس مقام پر ہوا دھوئے بانی نہیں گئی کہ جو کھلا اور سکا اور قطعی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے کہ اور دونوں سندیں ضعیف ہیں **ص** دھوئے میں چارے سر کا مسح کرنا ایک بار اور اہم شافعی کے نزدیک تین بار چارے سر کا مسح سنت ہے اور جامع ترمذی میں حضرت علی سے روایت ہے کہ انھوں نے وضو کیا اور مسح سر کا کیا بار کیا اور کہا کہ ایسا ہی تھا و خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا **ف** اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی کہا ابن ابی امامہ نے اور بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار کرتے تھے اور غیر السلاطین میں ہر کہ حضرت مسح کی جگہ رکھی نہیں کرتے تھے اور ایک حدیث میں ہے کہ مسح کی آئی لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور پہلے میں جو کہا ہے کہ حضرت عائشہ نے وضو کیا تین بار اور مسح کیا سر کا ایک بار اور کہا کہ یہ ہی وضو حضرت کا سو یہ حدیث بخاری نے کہا کہ سیدہ نہیں بانی اور بعض لوگوں نے کہا کہ طبرانی نے اسکو روایت کیا ہے اور مجاہد طبرانی میں یہ حدیث کا کہ بشارت میں ایسا کہا ہے لیکن نے اور یہ غلط ہے کیونکہ یہ حدیث ہم اوسط میں طبرانی کے موجود ہے سند ابی ہریرہ سے **ص** کیا اور حوین و نوکان مسح کرنا مسح کے بانی سے **ف** یعنی جو تری نا تھیں میں مسح سر سے باقی ہوا وہی سے دونوں کا مسح کرنا اور نیا بانی نلیو سے کہ روایت کیا ابن ماجہ اور قطعی نے ساتھ صحیح ہے کہ حضرت عبداللہ بن یزید اور ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا کہ دونوں کان سر میں بھی سر میں اٹھائیں اور جب سر میں داخل ہوئے تو سر ہی میں جس بانی سے مسح کیا ہوا وہی بانی سے کانوں کا بھی مسح کرے اور وہاں میں اور من منسانی میں روایت ہے عبداللہ بن عباس سے کہ فرمایا حضرت کہ جب وضو کرنا پڑے بندہ عوس باہر آئے تو ہر وقت کلی کرنے کے گناہوں سے بچے اور ناک میں بانی ڈالنے سے ناک سے اور نہ دھوئے سے بچے یہاں تک کہ بیکلوں کے نیچے سے بھی اور ہاتھ دھوئے سے ہاتھ کے یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی اور مسح سر سے یہاں تک کہ کانوں سے بھی اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ کان بھی سر میں داخل ہے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور یہ حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی شہد بشارت کا اور ضعف کیا ہے اور بعض لوگوں نے فرمایا کہ اسکی کو اکثر لوگوں نے **ص** اور اہم شافعی کے نزدیک کانوں کے مسح کیونکہ نیا بانی لیوے بار حوین نیت کرنا وضو شروع کرنے کے وقت **ف** یعنی نیت کرنا سات کی کہ میں وضو کرتا ہوں اور اسے رفع حدیث کے اور پڑھنے نماز کے یا چھوئے مسح کے وغیرہ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذابا لہما لا تمحال بالانیت یعنی ہوا اسکے نہیں کہ وہاں علون کا ساتھ نیت کی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عشر سے **ص** پڑھنے میں نہ کرنا وضو کا طرح جبکہ پہلے ہونکہ دھوئے پھر ہاتھ کو اسی طرح اخیر تک **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی سے کیا ہے **ص** اور اہم شافعی کے نزدیک نیت اور ترتیب دونوں فرض میں جو دھوئے میں پڑے دھونا اعضا وضو کا ایک خشک ہوا سے اور اہم حکمت کے نزدیک یہ فرض ہے اور ان کے سنت ہے جو پیشانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت ہے اور

ابو نعیم بن عوف نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا بار دو بار تین بار چار بار پانچ بار اگر کسی نے وضو کیا تین بار یا زیادہ کیا تین بار دھوئے سوا وضو سے خطا کی اور نہ اس کی سچیج ایسا ہی ہوا ہے بلکہ یہ میں اور ائمہ سوا بہت سی حدیثیں ہر عضو کے تین بار دھوئے میں آئے ہیں اور ہر ہاتھ میں جو اس مقام پر ہوا دھوئے بانی نہیں گئی کہ جو کھلا اور سکا اور قطعی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے کہ اور دونوں سندیں ضعیف ہیں **ص** دھوئے میں چارے سر کا مسح کرنا ایک بار اور اہم شافعی کے نزدیک تین بار چارے سر کا مسح سنت ہے اور جامع ترمذی میں حضرت علی سے روایت ہے کہ انھوں نے وضو کیا اور مسح سر کا کیا بار کیا اور کہا کہ ایسا ہی تھا و خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا **ف** اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی کہا ابن ابی امامہ نے اور بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار کرتے تھے اور غیر السلاطین میں ہر کہ حضرت مسح کی جگہ رکھی نہیں کرتے تھے اور ایک حدیث میں ہے کہ مسح کی آئی لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور پہلے میں جو کہا ہے کہ حضرت عائشہ نے وضو کیا تین بار اور مسح کیا سر کا ایک بار اور کہا کہ یہ ہی وضو حضرت کا سو یہ حدیث بخاری نے کہا کہ سیدہ نہیں بانی اور بعض لوگوں نے کہا کہ طبرانی نے اسکو روایت کیا ہے اور مجاہد طبرانی میں یہ حدیث کا کہ بشارت میں ایسا کہا ہے لیکن نے اور یہ غلط ہے کیونکہ یہ حدیث ہم اوسط میں طبرانی کے موجود ہے سند ابی ہریرہ سے **ص** کیا اور حوین و نوکان مسح کرنا مسح کے بانی سے **ف** یعنی جو تری نا تھیں میں مسح سر سے باقی ہوا وہی سے دونوں کا مسح کرنا اور نیا بانی نلیو سے کہ روایت کیا ابن ماجہ اور قطعی نے ساتھ صحیح ہے کہ حضرت عبداللہ بن یزید اور ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا کہ دونوں کان سر میں بھی سر میں اٹھائیں اور جب سر میں داخل ہوئے تو سر ہی میں جس بانی سے مسح کیا ہوا وہی بانی سے کانوں کا بھی مسح کرے اور وہاں میں اور من منسانی میں روایت ہے عبداللہ بن عباس سے کہ فرمایا حضرت کہ جب وضو کرنا پڑے بندہ عوس باہر آئے تو ہر وقت کلی کرنے کے گناہوں سے بچے اور ناک میں بانی ڈالنے سے ناک سے اور نہ دھوئے سے بچے یہاں تک کہ بیکلوں کے نیچے سے بھی اور ہاتھ دھوئے سے ہاتھ کے یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی اور مسح سر سے یہاں تک کہ کانوں سے بھی اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ کان بھی سر میں داخل ہے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور یہ حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی شہد بشارت کا اور ضعف کیا ہے اور بعض لوگوں نے فرمایا کہ اسکی کو اکثر لوگوں نے **ص** اور اہم شافعی کے نزدیک کانوں کے مسح کیونکہ نیا بانی لیوے بار حوین نیت کرنا وضو شروع کرنے کے وقت **ف** یعنی نیت کرنا سات کی کہ میں وضو کرتا ہوں اور اسے رفع حدیث کے اور پڑھنے نماز کے یا چھوئے مسح کے وغیرہ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذابا لہما لا تمحال بالانیت یعنی ہوا اسکے نہیں کہ وہاں علون کا ساتھ نیت کی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عشر سے **ص** پڑھنے میں نہ کرنا وضو کا طرح جبکہ پہلے ہونکہ دھوئے پھر ہاتھ کو اسی طرح اخیر تک **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی سے کیا ہے **ص** اور اہم شافعی کے نزدیک نیت اور ترتیب دونوں فرض میں جو دھوئے میں پڑے دھونا اعضا وضو کا ایک خشک ہوا سے اور اہم حکمت کے نزدیک یہ فرض ہے اور ان کے سنت ہے جو پیشانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت ہے اور

وضو میں دو ہنریں ہیں پہلے شروع کرنا دھو سفین ہنسا کے دھنی طرح سے اور اسکا نام تیاہن ہر ف مثلاً پہلے
 دھنا ہاتھ دھو دھو پھر بائیں ہاتھ اس طرح کہ جو حضرت علی المد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے دوست رکعتی تیاہن کو ہر شے میں تیاہن
 کہو جو میں اور جو تاپہنے میں اور گنگے کرنے میں اور سب کالوں میں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد و ترمذی
 اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے اور روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن جبران نے کہ فرمایا حضرت نجیب
 وضو کرو تم سو شروع کرو ساتھ دھنی طرح کے اونستہ القدر میں یہ کہ سینتوں میں داخل ہر ص دو سر گردن کا سر کرنا کیو کہ حضرت نے
 سر کیا ہر گردن پر ف بیت دو وزن ہاتھوں کی اونستہ چون کہ انی قطع القدر کیو کہ روایت کی ترمذی نے والدین سے
 کہ حضرت نے سر کیا ہر گردن پر ف بیت دو وزن ہاتھوں کی اونستہ چون کہ انی قطع القدر کیو کہ روایت کی ترمذی نے والدین سے
 کہ حضرت نے سر کیا ہر گردن پر ف بیت دو وزن ہاتھوں کی اونستہ چون کہ انی قطع القدر کیو کہ روایت کی ترمذی نے والدین سے

مصلح بیان مراد من خمیون کے جو دھوکہ باطل کرتی ہیں

جو غیر وضو کو توڑی یا براد کو ناقض وضو کئے ہیں اور ناقض وضو کی بارہ چیزیں ہیں **ص** چیلے کلنا کسی چیز کا گے سے یا بچے سے برابر ہو کر وہ چیز معتاد ہو **ف** یعنی ہاؤس کے نکلنے کی عادت جیسے کہ بچے سے بائی یا کپڑا نکلے **ص** یا غیر معتاد **ف** یعنی ہاؤس کے نکلنے کی عادت **ن** جیسے کپڑا بیچ قبل سے یا ذکر سے نکلے اور اس میں اختلاف مشائخ کا ہے **ف** در مختار میں بیکو اختیار کیا ہے کہ سب متون میں لوٹ جاویگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَجَاءَ لَحْدَةً لِّمَنْ تَحْتَهُ** **الْفَأْطِرُ** یعنی لوٹ جاتا ہے وضو جب کیا یا ہوتی ہوئی کوئی بیخانے سے اور فرمایا حضرت علیؑ علیہ السلام نے کہ وضو **الْأَمِنْ** صحت آؤ تو بیچ یعنی نہیں ہو وضو کرنا اس سے یا پوسے بائی کی روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے البیہقی نے اسے آیت دلائل کرتی ہے کہ جو معتاد ہی اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے نہ غیر معتاد سے اور امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ غیر معتاد سے نہیں ٹوٹتا لیکن ہمارے امام اور اکثر لوگوں کو نزدیک ٹوٹ جانا ہی ہوگا کہ تو آ کی بخاری سلم ابو داؤد وغیرہم نے عایشہؓ سے صحیح استحضار کے تحقیق حضرت علیؑ علیہ السلام نے حکم کیا فاطمہؓ بیٹی حبیش کو کہ وہ اپنے سے خون اور وضو کر واسطے ہر ناز کے اور جو روایت کی داقطنی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت علیؑ وضو اس سے بھی نکلے اور زمین پر اس سے جو داخل ہو جاوے سو یہ حدیث ضعیف ہے اور اسناد میں اس کی دو شخص ضعیف ہیں اور ہمارے میں جو حدیث لکھی ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام پوچھے گئے کہ حدیث کیا چیز ہے فرمایا جو نکلے آگے پیچھے سے یہ بھی ضعیف ہے اور اس کے خروج کا نام نہیں معلوم ہوا **ص** دوسرے کلنا کسی چیز کا اگر بھس ہو سو ان دور اچھونے مانڈن اور پیسے جب بہ آئے اس جگہ تک جگا دھونا وضو یا غسل میں واجب ہے **ف** کیونکہ روایت کیا بخاری اور سلم نے عایشہؓ سے کہ امام آئین فاطمہؓ بیٹی حبیش کی طرف حضرت علیؑ علیہ السلام کے پس کہا کہ میں تھکا ہوا ہوں اور زمین پاک ہوتی ہوئی **ص** کیا چھوڑ دوں میں نکل کر فرمایا حضرت نے نہیں اور یہ ایک ہے کہ اور حبش نہیں پس جبکہ حبش آئے تو چھوڑ دے تو ناز کر اور جب وہ حبش کے خرم ہوں پس وہ تو اپنے سے خون کا اور ناز چہ اور وضو کر واسطے ہر ناز کے جبکہ آئے وقت تو حضرت نے دیکھ کر غصے سے وضو کا حکم کیا لیکن اس جگہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تو حضرت نے ہوا واسطے حکم فرمایا تھا کہ وہ قبل سے نکلنا تھا اور ماسوا ان دور اچھونے جو نکلے اس کی تائید میں یہ حدیث نہیں ہے جواب دے گا یہ کہ لافال تو قیاس کیا ہے اور جبکہ خون اس

[illegible]

بنی حنیئہ بنی حنیئہ بنی حنیئہ

خون ہوا اگر نانو تو دل آتے ہیں ہم ساتھ اس کے جو روایت کیا امام مالک نے موطا میں ساتھ منہ صبح کے غسل میں کرتے
 کاوٹکی گیسیر پھوٹی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اور نماز پر جو بھی تھی اور ایسا ہی عبادت ہی طاعت
 الیٰی اور سلطان اور ابن عباس سے اور ایسا ہی روایت کیا مالک نے سعید بن مسیب سے اور حدیث میں ہے باب میں آئی ہیں
 ضعیف ہیں اور وہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وضو ہر خون بہنے والے سے ہے سو روایت کیا ہے کہ قطعی
 اور ابن ہدی نے اور دونوں کی سندیں ضعیف ہیں اور دوسری حدیث جو ہدیہ میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے شخص نے کہے
 یا کسیر صومے نماز میں اس کی پس چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز جب تک کہ بات نکرے اس کو ابن ماجہ نے حاشیہ سے روایت
 کیا ہے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور دارقطنی نے روایت کیا اس کو اور ضعیف کیا اس کو اور عبدالرزاق نے مصنف میں مانتا ہے
 روایت کیا حضرت علی سے اور وہ بھی ضعیف ہے کہ نکلا اسناد میں اس کی حاشیہ ہے کہ شامی نے کہ وہ کذاب ہے **ص** اور
 امام شافعی کے نزدیک جو ان دو راہوں کے سوا اور جگہ سے نکلے اس سے وضو نہیں **مختلف** اور یہی مذہب امام مالک کا ہے
 اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ اگر تھوڑا ہو تو نہیں ٹوٹتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاوے گا امام شافعی کی طرف سے کہتے ہیں روایت ہے کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کیا اور یہی حدیث ہدیہ میں لکھی ہے جو اب تک اس حدیث کا پتا نہیں کہ کس نے روایت کیا
 اور کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو
 نہیں جاتا جب تک کہ اس حدیث کو دارقطنی اور دہقی نے انش سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں صالح بن عثمان کا
 ضعیف ہے کہ دارقطنی نے کوئی نہیں اور کہا کہ حدیث نے کہ ضعیف ہے اور امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے
 نہیں ہے ایک قطرہ ہوا قطر خون میں وضو کرے کہ ہو بھٹا ہوا اتنا اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہیں جوتا
 یہ ہے کہ روایت کیا اس کو دارقطنی نے ابی ہریرہ سے اور یہ حدیث ضعیف ہے کہ اسناد میں اس کی مورثا فضیل بن عقیقہ کا کہا اس کو
 یہ بھی اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہے اور یہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے اقلنس حدیث یعنی تو حدیث ہے تو روایت کیا اس کو
 دارقطنی نے دو طریقوں سے اور دونوں طریقے ضعیف ہیں تو اب جانا چاہیے کہ اس باب میں حدیث عبداللہ بن مسعود سے
 جوا پر ذکر کی وہی حدیث صحیح ہے اور یہی امام شافعی کی طرف سے دلیل لائے ہیں کہ روایت ہے سعید بن مسیب سے جو بک
 تابعین میں سے ہیں کہ کسیر پھوٹی تھی اوٹکی بیان تک رنگین ہو جاتی تھیں اوٹکی بیان اوٹکی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور
 وضو نہیں کرتے تھے اور جواب دے سکا یہ ہے کہ اس کو روایت کیا مالک نے موطا میں اور امام مالک نے ایک روایت میں اسے نکالا
 سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے اور جب خون متعارض ہو تو احتیاطاً جسدین ہو او سپر عمل کرنا چاہیے اور احتیاطاً اس میں ہے کہ
 وضو کرے **ص** تو اگر نہ ہو بلکہ اپنے مقام پر جم جائے تو وضو نہ تو ٹیگا اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا **مختلف**
 نزدیک اس واسطے وضو نہیں تو ٹیگا کہ خون نکلنے میں یہ بھی شرط ہے کہ بہتا ہو اور نہیں ہو اور یوں نہیں نہیں **ص** اور
 زخم کو دایا اور اس سے خون نکلا اور نہ زخم زکریا لگا لگا نہ نچوڑتا تو نہ زکریا زکریا وضو نہ تو ٹیگا اور اگر کسی چیز کو دانسے گا تو زخم
 خون کا دیکھا یا غلط کیا اور لکڑی پر خون ظاہر ہوا یا ناک میں اوٹکی کی اور اوٹکی پر خون نکلا یا ناک بھاڑی اور اس میں خون
 جابھرا مثل ان سے وضو نہ نکلا ان سے وضو نہ **کاف** اس واسطے کہ بہتا ہو انہیں ہے اور نہیں ہے اور نہیں ہے

مختلف

مختلف

مختلف

مختلف

مختلف

مختلف

مختلف

کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوا پس جو سو یا سجد میں وضو بیان کیا کہ مضطرب ہے کیونکہ جب
 بیتا ہی مضطرب نہ ہو جائے نہ چڑھا سکے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور اوہمیں ہی کہ نہیں وضو ہی کیا
 جو سو یا سجد میں تھا اور روایت کیا اسکو یحییٰ بن سنان اور اوہمیں ہی کہ نہیں واجب ہی وضو اور سو یا سجد میں تھا یا سجد میں
 یا سجد میں اور امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا بھی سو جائے تو ٹوٹ جاوے گا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجدہ کرے تو
 سو یا سجدہ تو بھی ٹوٹ جاوے گا اور امام احمد کے نزدیک جس میں سو جائے دیر تک نہ ٹوٹے جاوے گا اور جاری دلیل یہ حدیث ہے
 اور بعض شافعیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد میں اسکی زید میثابی خالہ دالانی کا بیابن ختبان نے کہا کہ
 بہت خطا کرنا ہے اور یہ طرح اور لوگوں نے جواب دیا کہ یہ بھی کہ صحیح جو ذہبی نے کہا ہے کہ حدیث اسکی حسن ہے اور کہا احمد نے کہ
 نہیں حرج ہے ساتھ حدیث اسکی کے اور نہیں کلام کیا اس حدیث میں ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے
 عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی وضو اس شخص پر جو سو یا سجد کرے یا بیٹھا بیان کیا کہ سو یا سجدہ پہلو پر
 روایت ہے حدیث سے کہ میں سجد میں بیٹھا ہوا سو یا سجدہ کرنا کہ ایک شخص نے مجھ کو بھیجے سے کہ پڑا تو میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ
 وسلم میں پس کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر فرمایا نہیں بیان کیا کہ رکے تو پہلو پہنے زمین پر روایت کیا
 اسکو ابن عدی نے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی بھی میثابی کا شفا ضعیف ہے اور اگر پہلو پر بیٹھا یا کھڑے رکے
 نزدیک نہ ٹوٹے جاوے گا کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو نہ تھا ہی نہ ٹوٹا نہ اوپر بیٹھا نہ سوئے سے روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے
 اور صحیح کہا اسکو اور ترمذی نے صفوان بنیہ عثمان سے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت انس سے کہا انھوں نے کہ تھے اسما
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا
 ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے عبد اللہ بن المبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا **صل** اور ان میں صلح کے سوا
 اگر سو یا وضو نہیں جاتا مثلاً کھڑے یا بیٹھے یا کھڑے یا ساجد **ف** کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے ہوتے تھے
 اور وضو نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہی وضو اور سو یا سجدہ
 کھڑا یا بیٹھا بیان کیا کہ سو یا سجدہ پہلو پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے جیسا کہ گذرا اگر کوئی کہے کہ روایت کیا ہزار نے بسند صحیح کے کہ تھے
 اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس کہتے تھے پہلو پہنے زمین پر سو یا سجدہ میں سو جاتے تھے اور وضو
 نہیں کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہے کہ مگر اس سونے سے انکے ہی اور نہیں تو مخالفت ہوگی ہاں حدیثوں کی جو اوپر گذر
 اور سکا تا یہ اس کے مطابق نہیں اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے کہ میں سو یا نزدیک
 خلائی ہجوزہ کے پس کھڑے ہوتے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر حدیث تک بیان کیا کہ پھر سونے اور بیٹھے اور پھر آئے بلال رضو
 خیزی ہونے لگا کیونکہ کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایسا کہ سونے تب بھی وضو نہیں جاتا جواب
 یہ کہ حضرت کی خصوصیات میں سے تھا چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے **تَنَامُ عَيْنَايَ وَكَأَنَّمَا مَوْقِفِي** یعنی سوتی ہیں میری جگہ
 انھیں اور نہیں ہوتا میرا تو یہ اور کچھ واسطے نہیں ہو سکتا فرض کہ اس باب میں امام ابو حنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہے

بیتا ہی مضطرب نہ ہو جائے نہ چڑھا سکے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور اوہمیں ہی کہ نہیں وضو ہی کیا

جو ذہبی نے کہا ہے کہ حدیث اسکی حسن ہے اور کہا احمد نے کہ

حکم کی ایک حدیث منسوخ ہو گئی بالاتفاق تو یہ بھی حکم اچھا اسلام میں تھا اور ابن نہیں رہا اور جو بعض لوگوں کے گناہ
 کہ عادت کی طرف تعلق اور بعضی نے ابن عباس سے کہا کہ فرمایا حضرت علیؓ اس واسطے کہ وضو اس سے ہو جس کے بعد زمین پر اوس
 جو داخل ہو تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ اوپر ہم نے بیان کیا اصل اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ ہے وضو
 نہیں توڑتا اگر کراڑی زخم سے نکلے تو وضو کو نہیں توڑتا اس واسطے کہ وہ پاک ہے اور جو اسپر نجاست ہو وہ تھوڑی ہے اور اسپر
 اگر دم گذارے سے کپڑے نکلے وضو نہ توڑیگا اور اگر دیر سے نکلے تو ٹوٹ جاوے گا اس واسطے کہ بڑے کلنا تھوڑے کا بھی ناقص ہے اور
 اگر قبل سے عورت کی نکلے تو اس میں خلل ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہو کر گر پڑے وضو نہ توڑیگا اور خود کو
 نہیں توڑتا ہی مومن عورت کا **ف** یعنی مثلاً بوسہ اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اس کا چھوا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک
 وضو نہیں توڑیگا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اگر ہتھیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو وضو
 نزدیک ہی نہ توڑیگا اور امام مالک کی نزدیک اور شافعی سے ایک روایت میں اور یث اور حنفی کے نزدیک اگر چھونا شوکت سے ہو یا
 عورت کا بھی اوس وقت شوکت ہو تو وضو ٹوٹ جاوے گا اور اگر ایسا نہیں ہے نہ توڑیگا امام شافعی سمجھتے ہیں اس باب میں کہ عورت
 چھونا شوکت سے وضو توڑتا ہی اوس کے کہ روایت کیا ابن الجوزی نے معاذ بن جبل سے کہ وہ حضرت علیؓ علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے
 لایا شخص آیا اونکے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپ اوس شخص میں جو پونچا کسی عورت سے سب کچھ سوا جماع کے یعنی قبل
 اور انفا اور پارس کیا سوا جماع کے سو حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا اوس کے لیے کہ وضو کر اچھا وضو پھر کھڑا ہو پھر نماز پڑھ
 سوا اس حدیث معلوم ہو کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہے جو اب اس کا یہ ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے جو اس کے لیے فرمایا
 حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل یہ ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا اوس کے کہ نماز پڑھ کہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز چھنا
 تو واجب نہیں ہوتا اور بغیر تسلیم کے جواب یہ ہے کہ مباشرت ہو کہ وضو فاحشہ کا بھی ترک ہو گیا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے
 ہمارے مذہب میں بھی وضو لازم آتا ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ روایت کی ہماری سلم نے عائشہ سے کہ کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں جنہر کے سامنے چٹ لیٹی تھی پس جب حضرت سجدہ کرتے تھے مجھے جوتے تھے مجھ کو میں اپنے پیروں پر چلا جاتی اور
 ایک روایت میں ہے کہ گھر میں میں اور من چلا غ نہ تھا اور روایت کی بخاری نے انھیں سے کہ میں نے کہا کہ گم کیا حضرت علیؓ علیہ السلام کو
 تو میں نے چھو لیا اونکو ساتھ ہاتھ پہننے کے پس کیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت علیؓ علیہ السلام کے اور حضرت سجدہ میں تھے اور فرماتے تھے
 پناہ مانگتا ہوں میں خضائی سے غصے سے آخر حدیث تک اور روایت کیا بخاری نے عائشہ سے کہ وہ بھی کہتی تھیں حضرت کے
 اور حضرت مکان میں تھے اور مکان میں میں سجدہ میں ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے وضو سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے
 میری گود میں اور میں ماضی تھی پس چوتھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عائشہ کی گود میں اور عقل اس بات کو جائز نہیں کہتی
 کہ حضرت نے وفات سے وضو کی ہو یہ حدیثیں کہ سب صحیح ہیں حجت ان لوگوں پر ہیں جو کہتے ہیں کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو
 توڑتا ہے اور حدیثیں ایسی بہت ہیں لیکن لوگ کہتے ہیں کہ چھونے سے عورت کے اگر بشوت ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ دلیل یہ بھی
 لاتے ہیں کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی لینا عورت کے چھونے میں داخل ہو تو اوس سے وضو کر روایت کیا اسکو دارقطنی نے نقل کیا
 ہے اس حدیث سے کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اس کا لمس سے ہے جو بوسہ عورت اپنی کا یا چھونے کو

لے تھے تھے تو اس پر غور فرمادے۔ روایت ہے ابن شہاب کہ وہ کہتے تھے کہ بوسہ لینے سے ہونے کی صورت اپنی کو وضو ہو جائے گی۔
 ابن عوف کو مالک نے موطن میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی حنیفہ کہ عبد اللہ بن سہید نے کہا ہے کہ بوسہ
 لینے سے ہونے کی صورت اپنی کو وضو ہو جائے اور ابی حنیفہ نے عبد اللہ بن سہید سے نہیں سنا اور روایت کیا اس کو امام مالک نے
 موطن میں بغیر اسناد کے جواباً سکا یہ ہے کہ روایت ہے حضرت عائشہ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض محدثین
 اپنی کا پھر کچھ طرف نہ تھے اور وضو نہ کیا روایت کیا اس کو یزید نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اس کو ترمذی
 اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد نے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اس کو اور یحییٰ بن سعید قطان نے کہا کہ یہ کچھ نہیں
 اور کہا کہ جیسے اس کی اسناد میں عروہ سے نہیں سنا جواباً سکا یہ ہے کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سبب فقہ میں اور سنن کی
 گواہی یا غیبا ہو گئی ہے اور وہ مسر جواباً یہ ہے بصورت تسلیم کہ روایت کیا اس کو احمد اور ابن ماجہ نے زینب سے ہی عائشہ سے
 اگر کوئی کہے کہ زینب مجھ بولہ ہو تو قریب میں لکھا ہے کہ حال اس کا معلوم نہیں جواباً یہ ہے کہ جبل قرن ثانی یعنی تابعین میں سوال
 پھر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہے جواباً سکا یہ ہے کہ اوزاعی جو بڑے امام ہیں وہ بھی اس کے ساتھ ہیں واقطنی کی روایت میں ابو
 بکر سے فقہ میں ابو داؤد مسر جواباً یہ ہے کہ دارقطنی نے روایت کیا اس کو سفیان ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم بن
 انھوں نے عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم بن تمیمی نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ کما ترمذی اور ابو داؤد نے اس باب میں حضرت سے کچھ
 صحیح نہیں ہے جواباً سکا یہ ہے کہ ابراہیم بن تمیمی نے اگر بالفرض سنا بھی ہو تو وہی حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک محض
 اور مسر جواباً یہ ہے کہ دارقطنی نے عل میں کہا کہ روایت کیا اس کو ابراہیم بن تمیمی نے ثور سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم بن تمیمی سے
 انھوں نے اپنے پاسے جواباً یہ حدیث معمول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے یہ نہیں لازم آتا کہ جہاں میں سیکے نزدیک کوئی حدیث صحیح
 نہیں ہے بلکہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں پونچھی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم بن تمیمی سے ابو حنیفہ اور یحییٰ
 نے روایت کیا ابو حنیفہ تو مایا خفہ سے اور ثور سے عائشہ سے تو اختلاف اس میں ہے جواباً سکا یہ ہے کہ ثوری اور ابو حنیفہ
 دونوں بڑے اماموں میں اور ممکن ہے کہ بات کا ابراہیم بن تمیمی کو ایک حدیث حصہ سے پونچھی ہو اور دوسری عائشہ سے ثور سے عائشہ
 کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی لغظوں میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت
 بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار تھے تھے اور سوا عثمان کے اور یوگوب نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواباً سکا یہ ہے
 کہ یہ امر بعد فقہ ہونے پر یوگوب نے پھر انہیں اور جائز ہے کہ یہ دو حدیثیں ہیں اور روایت کیا دارقطنی نے عائشہ سے کہ پونچھا اور نکول
 ابن عوف کا کہ بیچ بوسے کے وضو ہو سکا انھوں نے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہیں
 کرتے تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگوں نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کیا سعید بن بنانہ نے محمد بن عمرو بن علقما انھوں نے
 عائشہ سے انھوں نے حضرت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال میں نہیں
 پس اگر فقہ ہو تو حجت ہے جو روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کی یہی نقلیہ روایات میں نقلیہ
 روایت کیا ہے اور ضعیف کیا اور انھوں نے جواباً یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی جب اس بارہ وجود میں روایت کی ہے تو وہ حجت جاتی ہے
 اور یہ جو بعض خفیہ روایات میں ہے کہ روایت ہے ابو داؤد سے کہا انھوں نے کہ اس حدیث کی روایت میں اس کا وضو نہ کرنا صحیح ہے

۱۰۰
۱۰۱

۱۰۲

بہار
دہلی

۱۰

اپنے ہاتھ سے تو اس پر منور در روایت ہے ابن شہاب کہ وہ کہتے تھے کہ بوسہ لینے سے منہ عورت اپنی کو وضو ہو جائے
ان دونوں کو مالک نے موطامن اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ضعف میں ابی حمید کہ عبد اللہ بن سعید نے کہا کہ بوسہ
لینے سے منہ عورت اپنی کو وضو ہو اور ابو عبیدہ نے عبد اللہ بن سعید سے نہیں سنا اور روایت کیا اسکو امام مالک نے
موطامن بغیر اس کے جواب کا یہ کہ روایت ہے حضرت عائشہ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں
اپنی کا پھر نکلے طوف نماز کے اور وضو کیا روایت کیا اسکو بزار نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکو ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد نے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اسکو اور بھی بن سعید قطان نے کہا کہ یہ کچھ نہیں
اور کہا کہ بیہی ہے اسکی اسناد میں نہ وہ نہیں سنا جواب اسکا یہ کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سبب فقہ میں اور سنن کی
گوئی یا ضعیف یا گویا ہی اور وہ سہ جواب یہ ہے بصورت تسلیم کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ زینب بنت جحش نے عائشہ سے
اگر کوئی کہے کہ نہایت قبول ہوئی اور تقریب میں لکھا ہے کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہے کہ قبل قرن ثانی یعنی تابعین میں قبول
پھر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہے جواب اسکا یہ کہ او را عی جو بڑے امام ہیں وہ بھی اس کے ساتھ ہیں واقطنی کی روایت میں ابو
بکر نقض ہیں اور وہ جواب یہ ہے کہ واقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھوں نے ابی رقیہ سے انھوں نے ابراہیم بن
انھوں نے عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم بن علی نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ کما ترمذی اور ابو داؤد نے اس باب میں حضرت بن کعب
صحیح نہیں جواب اسکا یہ کہ ابراہیم تابعی فقہ میں اگر بالفرض سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک ثابت
نہیں جواب یہ ہے کہ واقطنی نے علل یہ کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم بن ثوری سے انھوں نے ابی رقیہ سے انھوں نے ابراہیم بن علی سے
انھوں نے اپنے ہاتھ سے جواب یہ حدیث صحیحہ ان گویا اور ترمذی کے قول سے نہیں لازم آتا کہ جہان میں کیلئے نزدیک کوئی حدیث صحیح
میں کی بنا پر یہ کہ نامی کو کوئی حدیث صحیحہ اس باب میں پونچھی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم بن علی سے ابو حنیفہ اور ثوری
نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو طایفہ سے اور ثوری نے عائشہ سے تو اختلاف ہمیں ہو جواب اسکا یہ ہے کہ ثوری اور ابو حنیفہ
دونوں بڑے اماموں میں اور علل یہ ہے کہ ابراہیم بن علی کو ایک حدیث حصہ سے پونچھی ہو اور دوسری عائشہ سے ثوری نے عائشہ
کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی منظوم میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت
بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمان کے اور یوں کہتے ہیں کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اسکا یہ ہے
کہ یہ امر بعد فقہ ہونے اور یوں کہتے ہیں کہ یہ دونوں شیوخ ہیں روایت کیا واقطنی نے عائشہ سے کہ پونچھا اور کو قول
ابن عمر کا کہ بچ بچتے کے وضو ہو کہ انھوں نے کہتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہیں
کرتے تھے اور اس حدیث کے صحیح کیا بعض لوگوں نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کیا سعید بن بنی نے محمد بن عمرو بن علقما انھوں نے
عائشہ سے انھوں نے حضرت کنہی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال میں نہیں
پس اگر فقہ ہو تو حجت ہے جو روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا سفا بن حجر نے کہ اس حدیث کے یہی فی نے خلافت میں بن علی رضی
روایت کیا ہے ابو حنیفہ کیا اور انھوں نے جواب یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی جب اس بارہ وہ چون کہ روایت کی جہاں تو وہ جو معانی ہے
اور یہ جو بعض ضعیفوں نے حجت پائی ہے کہ روایت ہے ابو لکھنہ سے کہ انھوں نے کہا میں نے کسی رسول خدا سے نہ وضو کیا اور اس کی نماز کے

१.

مفتی محمد بن عبد الرحمن

عبدالمعین خان

جوہر از جناب

میں نے اس کی سب سے زیادہ تعریف کی ہے

وہ کو سنا اور سنا میں اس کی اطلاع دینا عمارت کا نسبت کیا گیا یہی طرف قدس کے اور مختلط ہو گیا تھا آخر میں ملاوہ اس کے
بہار میں اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا ترمذی نے کہا اسے اس حدیث کو صحیح نہیں سمجھا اور کچھ اس نے فہم بن ابی سفیان
سے نہیں سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کیا یہی نے ابن عباس سے اور وہ بھی ضعیف ہے اور وہ جہاں
نے جابر سے روایت کیا وہ بھی ضعیف ہے اسناد میں اس کی حسبہ بن عبد الرحمن کا مجموعہ ہے اور ایک روایت میں عبد اللہ بن
موسیٰ کا ضعیف ہے اور روایت کیا احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا حضرت نے مَنْ مَنَّ عَلَى جَعَلَتْ فَلَیْکُمْ وَحْشًا
یعنی جو شخص کہ چھوٹے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور روایت کیا احمد اور دارقطنی اور اسحاق بن راہویہ سنن ابی حنین
بن عمرو بن العاص کے جو شخص چھوٹے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوٹے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور یہاں مذہب
کی حدیث میں یہ ابن ابی امامہ کی روایت کہ پوچھے گئے حضرت چھوٹے ذکر کے فرمایا کہ وہ مگر اپنی تجھے یعنی اس کے چھوٹے سے
وضو نہیں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث ضعیف ہے اسناد میں اس کی جعفر بن یزید کا ترک کر دی گئی ہے حدیث اس کی
اور ایسا ہی روایت ہے محمد بن مالک اور عائشہ وغیرہا سے روایت کی ابو یعلیٰ موصیٰ نے عائشہ سے کہ سنا میں نے رسول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے میں نے براہ رکھنا ہوں میں اس کو چھوٹوں یا ناک اپنی کو اور اسناد میں اس کی جعفر
بن یزید کا ترک کر دیا کہ روایت کیا حاکم نے قاسم سے انھوں نے عائشہ سے کہ جب چھوٹے عورت فرج اپنی کو ہاتھ اپنے
سے سوا سہر وضو ہو تو جواب دے کہ یہ فتویٰ راوی کا اختلاف روایت کے باطل ہے نزدیک محدثین کے لیکن سب حدیث میں
ہیں تو نہ باقی ہے صحیح حدیث شافعی کی طرف مگر ہر کی اور ہمارے طرف مگر طلق کی اور یہ جو بعض محل شافعی نے لکھا ہے
کہ ابو ہریرہ نے روایت کی حضرت نے کہ چھوٹے ذکر اپنا وضو کرے روایت کیا اسکو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے اور ابو ہریرہ
نے چھوٹے اسلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہو گئی جواب دے کہ یہ کہ طلق کے اسلام لانے سے قبل
ابی ہریرہ کے یہاں لازم نہیں آتی کہ طلق بھرنے کے ہوں اور نہ ان کو صحبت رہی ہو علاوہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہے
کیونکہ اسناد میں اس کی زید بن عبد الملک کا ہے اور وہ ضعیف ہے تو اب کچھ محبت نہیں اگر کوئی کہے کہ جب حدیث مختلف ہو میں نے
اباؤال صحابہ سے تسک ضرور ہے جواب یہ کہ یہ تو ہمارا مطلوب ہے روایت کیا حماد بن عمار نے حضرت علی اور سعد اور ابن مسعود اور
حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے عمار اور رضیفہ اور سعید بن مسیب اور عطاء اور عکرمہ اور ابن عمر
رحمہم اللہ روایت کیا امام محمد نے مطاوعین اور ابن ابی شیبہ نے علی اور ابن عباس اور رضیفہ اور عمران بن حصین کے کہ ان
سب نے کہا کہ میں نہیں براہ رکھتا ہوں کہ چھوٹوں ذکر کو یا اپنی ناک کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے
چھوٹے ذکر سے بچنا کہ پس کہا کہ نہیں ہے وہ مگر مگر تجھے اور روایت کیا محمد نے ابی الدرداء سے نازک سے اور روایت کیا
سعید بن مسعود نے ضعیف ہے ایسا ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے حضرت علی سے کہ وہ پوچھے گئے اس سے سو کہا کہ نہیں جرح کہ
ساتھ اس کے اور ابن مسعود بھی ایسا ہی روایت کیا اور اس کی سعید کا نازک روایت کا بالور ویک کا مگر کہ آگیا شخص طرف ابن مسعود
سو کہا کہ چھوٹے ذکر اپنے کو نماز میں تو عبد اللہ بن مسعود کہہ کر ذکر تیرا نہیں ہے مگر مانند سار بدن کے اور روایت کیا محمد
کہ ایک شخص نے پوچھا عائشہ اور کہا کہ ایسا محمد وضو شخص کہ چھوٹے فرج اپنی کو بعد وضو کے سوا ایک شخص نے قوم سے کہا کہ عبد اللہ

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو غسرتا تو کاٹال او سکو کہ عطاسے نہ کہ یہی قول ہے عبد اللہ بن عباس کا اور امام شافعی
 نے یہی کہ لو تانین عمر اور عمر بن الخطاب ابوبکر اور زید بن خالد اولیٰ ہر دو عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عائشہ وغیرہم کہتے

باب غسل کے بیان میں

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں پیلے پانی ہونہ میں ٹالنا دوسرے ٹاک میں پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک دو نو
 چیزیں غسل میں سنت ہیں **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَدَانَ كُنْتُمْ حُرِّمًا فَاصْلَحُوا** یعنی اگر تو تم
 جب پس پیکار کہ پاک کرو تو فقط سہانے کا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ کھلی وغیرہ بھی فرض ہے اور اس واسطے کہ فرمایا حضرت نے
 نیچے ہر مال کے جنابت پر سوتر کرو اور صاف کرو یہ روایت کیا اسکو ابو داؤد اور یہ جو حدیث ہے کہ میں لکھی ہے کہ فرمایا
 حضرت نے علیؓ اور مالک میں پانی ڈالنا سنت ہے میں نے فرض میں غسل میں یہ حدیث سینے نہیں پائی اور شیخ ابن العمام
 نے فتح القدیر میں اس حدیث کو بیان نہیں کیا لیکن روایت کیا ابن عدس نے کہ ہر سر سے کہ فرمایا حضرت نے کہ علیؓ اور مالک میں پانی
 تین بار فرض میں غسل میں اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہیں کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو برکت
 محمد علیؓ نے بنایا ہے اور علیؓ اور مالک میں پانی ڈالنا سنت ہے میں نے فرض میں غسل میں نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک
 اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں سنت ہیں اور امام احمد کے نزدیک دونوں وضو اور غسل میں واجب ہیں دلیل
 امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہے کہ روایت کیا مسلم نے ابی ہریرہؓ کے انھوں نے وضو کیا بغیر مضغے اور استنشاق کے
 اور کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا تھا حضرت علیؓ علیہ السلام کو اور جامع الاصول میں بروایت ابی داؤد ایک روایت میں ہے کہ اومین
 ذکر مضغے اور استنشاق کا نہیں ہے اور دلیل امام احمد کی یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد نے لعین بن مسروقؓ کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو
 کرے تو پس کھل کر اور روایت کیا دارقطنی نے ابی ہریرہؓ کے انھوں نے مکہ کیا حضرت نے ساتھ مضغے اور استنشاق واللہ اعلم
یا الشواہب والیکم الحج والتمسب ص تو اگر غسل کیا اور بعد کھل کے اس کے دانتوں میں کھانا مارا غسل درست ہو گیا
ف کیونکہ کھانے کے نیچے پانی بھونچ جاتا ہے **ص** تیسرے پونچھنا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہیں **ف**
 کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَاطْلُقْهُ** یعنی پاک کرو اور فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے **فَحَتَّ كُلَّ شَعْرٍ فَوَجَّابَةً** کہ
 یعنی نیچے ہر مال کے جنابت پر **وَأَنَّا أَبَوْدُ** اور ملنا کچھ دھونے میں داخل نہیں تو جب شارع نے حکم فرمایا دھونے کا تو ملنا
 اوسے لازم نہ آوے گا جیسا کہ ظاہر ہے ہر مائل **ص** مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہے تو اگر اتنا انھوں میں باقی رہا غسل درست
 نہ ہو گا بلکہ اس کے نیچے کا دھونا واجب ہو گا اور اگر میل ہو یا مٹی یا رنگ یا خنا وغیرہ درست ہو جاوے گا اس واسطے کہ پانی تہوں
 سا جاتا ہے اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اس کے غسل کیا جائے اگرچہ روغن پانی کو قبول نہیں کرتا اور اگر وہ جاتا ہے کہ بالی کے
 چھید میں بغیر بالی ہلانے پانی نہ پونچھ لگاؤ اور اگر بالی سوراخ میں نہیں ہے اور وہ جاتا ہے کہ بے تکلف پانی سوراخ میں پونچھ لگا
 تکلف کرے اور اگر جاتا ہے کہ بغیر تکلف کے نہیں پونچھ لگا تکلف کرے اور اگر بعد بالی تکلف کے سوراخ بند ہو گیا ہے اور جاتا ہے
 کہ اگر پانی گذر گیا داخل ہو گیا اور اگر داخل ہو گا گذر گیا پانی اور نہ داخل ہو گا پانی کو اوپر گھیرے اور ٹکڑی سے پیچھے داخل
 کرنے سے تکلف نہ کرے اور اگر اوکلی داخل ہوئی میں تکلف نہ کرے اور اگر اوکلی داخل ہوئی میں تکلف نہ کرے اور اگر اوکلی داخل ہوئی میں تکلف نہ کرے

غسل میں تین چیزیں ہیں

باب غسل کے بیان میں

انزال یا غسل ہمارے نزدیک واجب نہیں اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا **ف** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے ہو یعنی منی کے نکلنے سے ہی روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد وہی پانی ہی جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام انشاء الماء میں دلالت کرتا ہے اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے کہا او نحو نے حدیث بیان کی ہے ابو حنیفہ نے کہا او نحو نے حدیث بیان کی ہے عکرمہ نے انھوں نے عبد البر بن جری سے او نحو نے اپنی ماں سے کہ پوچھا او کنی لمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کو پس کہا کہ ہر زنی کرنا اور تخریق کہ ایک ہی ہے اور ایک ہی لیکن منی تو وہ کہ مرد اپنی عورت سے کیسے سونطا ہر ہو جائے اس کے اوپر کچھ نیچے کچھ پانی تو دھو کر اپنے کو اور خصیوں کو پھر وضو کرے اور غسل کرے اور کیسے ج دی تو وہ ہوتی ہے بعد پیشاب کے دھو کر اپنے کو اور وضو کرے اور غسل کرے اور لیکن منی تو وہ پانی بڑا ہی اوستہ شہوت ہے اور یہ عین غسل ہے اور عبد الرزاق نے مصنف میں قیادہ اور عکرمہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے واللہ اعلم **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط عرصہ سے بشہوت نکلے اگرچہ وقت جدا ہو شہوت نہ ہو تو اگر منی اپنی جگہ یعنی پشت سے نہ نکلے ہوئی اور اس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سر عرصہ کا تھا یا یہاں تک کہ شہوت جاتی رہی بعد اس کے نئی بغیر شہوت کے نکلے امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر قریبی منی نکلے طرفین کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور ایسا ہی اگر خلط میں ہو کہ غسل واجب ہوگا اور مرد و عورت سب برابر ہیں اور ایک روایت میں امام محمد سے منقول ہے کہ اگر عورت کو احتلام اور لذت وغیرہ یاد ہو اور تری نہ کیے غسل واجب ہو اور اس لئے کہ اس روایت پر عمل کیا جاوے گا **ف** اگر سونہ یا نہا یعنی جاگ کے غلط پانی دیکھا تو اسکا بیان لگے آتا ہے اور اگر سوتے میں یہ باتیں سب یکجہ توجہ اسکو احتلام کہتے ہیں تو اس مرتبہ میں اگر تری دیکھے کہ غسل واجب ہو گا یا نہیں کہ مراد ہو یا عورت کیونکہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ امام سلیم رضی اللہ عنہا کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ عورت پر ہر چیز جو کچھ دیکھے غسل فرمایا کہ ہاں جب کہ دیکھے پانی کو آخر حدیث تک اور روایت انس رضی اللہ عنہ کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کو دیکھے خواب میں یہ کیا کہ دیکھتا ہوں مرد خواب میں سونہ یا اپنے قریب ہوا تو اسے جو ہوتا ہی مرد سے سوچا یہ کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے تو وحشی شریعہ میں لکھا ہے کہ منی اس کے پینے کا اس سے منی نکلے جیسا کہ مرد و عورت سے منی نکلے ہی غسل کرتا ہے اور اجماع مسلمانوں کا اس بات پر ہے کہ جب احتلام ہو اور تری نہ کیے غسل لازم آوے گا اور روایت کیا ابن ماجہ اور یہ حدیث نے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب عین ایک تم میں کا خواب میں ہے اور تری دیکھے اور احتلام اسکو یاد نہ ہو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ کیے تو اس پر غسل لازم نہیں تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں لائے ہیں کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پتہ عورت سے خواب کے جو پاتا ہے مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو سمیع نے اور ایک روایت اس میں ہے خود نبی حکیم رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے عورت پر غسل بیان کیا کہ انزال ہو جیسا کہ نہیں مرد پر غسل جب تک کہ انزال نہ ہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور روایت کیا احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتوں میں سے

نیکو کا اور غسل فصل ہر کما ترمذی نے کہا اس باب میں روایت ہوتی ہے ہر بار وہ مالش اور انس یعنی ہاتھ نہ منہ سے لے کر کما کہ روایت
عمومی ہندو عنکی حسن ہے اور روایت کیا ہے بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابو داؤد رحمہم اللہ حضرت عمر رضی اللہ
خطبہ پڑھتے تھے دن جمعہ کے کہ ناگاہ ایک شخص آیا ہمارے پاس اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اگر عمر رضی اللہ
نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کما کہ یہ کیا وقت ہے آنے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام نے مجھ کو مشغول کیا تھا آج کے
روز اور میں گھر نہیں گیا تھا کہ ناگاہ آؤ اور اذان کی سنی ہو سی براہ میں مسجد میں آیا اور کچھ دیر کی بیٹھ کر واسطے وضو کر حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فقط وضو ہی نہیں کیا اور حضرت نے حکم کیا ساتھ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر ٹوٹے اور نماز پڑھی
اور عمر رضی اللہ عنہ نے ٹوٹنے کا حکم نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے اور ایک حدیث سنن ابو داؤد میں ثابت ہے کہ
کہ کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمعہ کے واجب دیکھتے ہو تم فرمایا کہ نہیں
لیکن غسل زیادہ پاک کرنے والا ہے اور بہتر ہے اس کے لیے جو غسل کرے اور جو شخص کرے تو کچھ اور سپروا جب نہیں آخر حدیث
اور کہتے ہیں کہ مراد واجب ہے ان حدیثوں میں ضروری ہے نہ واجب مطلقاً فقہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطنین لکھا ہے
اخْبَرَنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِجٍ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَالْغُسْلِ مِنْ الْجُمُعَةِ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجُمُعَةِ قَالَ لَنْ اِفْغُسِّلَ فَحَسَنٌ وَدَانَ ثَوْبَكَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ
الحكم ثبت یعنی خبر دی جو محمد بن ابان بن صالح نے انھوں نے سنا حدیث احمد علیہ سے کما حدیث احمد علیہ نے کہ پوچھا بیٹے
ابراہیم غمی رحمۃ اللہ علیہ دن جمعہ اور جماعت اور عیدین اور انھوں نے کہا کہ اگر غسل کرے تو اچھا ہے اور اگر ترک کرے تو کچھ
تیرے اور نہیں اور بھی روایت کیا صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی
علیہ وسلم نے جس نے کہ وضو کیا سچا کیا وضو کو پھر آیا جسے کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ یا بخشا جائیگا اور اس کے لیے جو کچھ کہ در بیان
لو سکا اور در بیان جمعہ کے ہے اور زیادہ تین دن آخر حدیث تک اور وہ جو ابو داؤد ابان بن عباس سے روایت کیا ہے سند اس کی صحیح ہے
میر نزدیک اور روایت کیا ہے ابان بن عباس رضی اللہ عنہ کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر نہانے تھے دن جمعہ کے اور ترک
کرتے تھے وضو اور اس حدیث بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے والدہ علم اور کچھ بیان اس کا باب جمعہ میں آو گیا اور اس جگہ
بہت سی روایتیں ہیں کہ ذکر کرنا اور کمالی طول سے نہیں **ص** دو شکر کو نو نون عیدوں کے واسطے یعنی عید الفطر اور عید النحر
ف مہاجر ہے کہ عیدین کے غسل میں کئی حدیثیں ہیں لیکن ضعف ظاہر نہیں ہیں پہلے تو یہ کہ روایت ہے فاکہ بن سعد رضی اللہ
سے کہ صحابی ہونا اور کمال مشہور ہے کہ انھوں نے کہ تھے حضرت غسل کرتے تھے دن جمعہ اور دن عید فطر کے اور دن غرور روز
عرس کے روایت کیا اس کو امام احمد اور ابو داؤد اور طبرانی نے اپنی مجموعہ میں اور سنن ابن ماجہ میں اور سند بزار میں بھی ہے
شیخ ابن الہمام نے کہا کہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی ذکر کیا نووی اور روایت کیا ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ کما کہ
تھے حضرت غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید النحر کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور سیوطی نے جمع البیہ میں لکھا ہے
کہ زیادہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہ جو غسل بیٹے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا وہی سے دیکھا کہ نہ غسل نہیں کرتے پہنچ عید
روایت کیا اس کو ابن سعد اور ابن عساکر نے اور کمال صحیح ہے مباح ہے اور زیادہ کمال صحیح نہیں انتہی تو اس میں حکام ہر کما کہ

میاں پلک ہی بانی داد کا اور اصل ہر مرد و عورت کا گناہ تہی نے کہ پوچھا میں محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس پیش کو تو کیا کرتے تھے
 کہ حدیث صحیح ہو اور بانی تفصیل اسکی جو شیخ ابن ابی اسحاق فتح القدیر حاشیہ ہادیہ میں لکھی ہے **ص** اور برف کے پانی سے
 اگر چاہا ہوا نہ ہو اور اگر چاہا ہو تو جائز نہیں **ف** ایونکہ مسرت میں برف مانند پانی کے ہو تو مکمل اور سکا پانی کا سا ہی وضو
 جائز ہوگا اور مسرت میں بھی ہوئی ہو تو وہ پانی میں داخل نہیں کیونکہ پانی کی حقیقت میں ہنسا ہی داخل ہے **ص** جائز ہے
 وضو اس پانی سے جو کھلے کھلے بہہ ہو دار ہو گیا ہو یا کسی گدی میں کھلے کھلے پانی کا چیز نے مثل خاک یا اشتان یا صابون یا زعفران کے
 مل دیا ہو **ف** اس واسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہو اور روایت کیا نہائی نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا
 روز فتح کے ایک بچہ کو اس میں اثر لے کے کا تھا اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو
 کہ بالکل آنا اس سے مقصود نہ ہو تا ہو تو وضو اس سے جائز ہے مگر یہ کہ غالب ہو جاوے اور پانی کے مثلاً گارھا کرے اور اسکی وقت اور سیلان
 یعنی بہنے کو کم ہو تو وضو اس سے جائز نہیں اور اگر وہ چیز ایسی ہو یعنی ماوس سے پاک کرنا مقصود نہ ہو تو اس صورت میں اسکو دونوں طریق
 ہیں ایک روایت میں غلبہ شرط ہے یعنی اگر غلبہ پانی پر نہ کرے تو وضو جائز ہے اور ایک روایت میں غلبہ شرط نہیں یعنی چاہے غالب ہو جاوے
 نہ وضو یا پس جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز کہ پانی میں لگنی یزین کی قسم میں ہو وضو اس پانی سے جائز نہیں اگر یہ
 غالب ہو **ف** اور احتیاطاً اس میں ہے جو امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے **ص** اگر پانی جاری میں کوئی چیز پھنسی جائے
 اور اثر اسکا یعنی رنگ و بو نہ بہہ وضو اس سے جائز ہے **ف** اس واسطے کہ نجاست اور مینہ ٹھہر گیا بلکہ برائی کی ایسا بھی
 ہے کہ میں اسکا علم ہو اب **ص** پوشیدہ ہے کہ جاری کسی کو کہتے ہیں ملا کا اس میں اختلاف ہے وضو کے نزدیک پانی جاری ہو تو
 کہتے ہیں کہ گمان اس میں سے کچھ نہ ہو یا لیجائے **ف** اسی کو صاحب شرح وقایہ نے اختیار کیا ہے وضو کے ایک ہادیہ میں ہے کہ کو
 لوگ جاری سمجھیں اور سیکور تختہ کرتے ہیں اختیار کیا ہے اور حق میرے نزدیک ہے کہ جاری اسے کہتے ہیں کہ مطلق جریان او سین بایا
 جاتا ہو اگر کسی ایسی ضعیف ہو والد اعلم **ص** تو اگر تہی او پر روکی جاوے اور پانی ریان ریان نکلتا ہو وضو اس سے جائز ہو
 کیونکہ وہ پانی جاری ہے اور پانی ضعیف میں جو آہستہ بہتا ہے اس طرح پر وضو کر کے بھر پانی مستعمل کو ناوٹھالیوے یا وہ پلٹان
 اتنی دیر کے کہ پانی مستعمل جاوے اور مستعمل پانی کا بیان آگے آجاوے گا **ف** کیونکہ پانی مستعمل محسوس ہو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
 نزدیک اور اسکا ذکر آگے ہم کریں گے **ص** اگر حوض درودہ کہ ہو اور ایک طرف سے او سین پانی آتا ہو اور دوسری طرف سے
 نکلتا ہا تا ہی ہر طرف میں اس میں وضو جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے **ف** در مختار میں ہے یہ بیٹھنے یعنی ای پر فتویٰ ہے
ص اور وضو کے نزدیک اگر بار بار جاری ہو یا کم تو جائز ہے اور اس سے زیادہ میں جائز نہیں اور اگر پانی بہہ ہو دار ہو تو اور حوض
 ہو جاوے کہ وہ اسکی نجاست سے وضو اس سے درست نہیں اور اگر معلوم ہو کہ وضو جائز ہے کیونکہ کسی بوسبت زیادہ رکھنے کے
 ہو جاتی ہے واللہ اعلم اور اگر ایسا ہو کہ گمان ندی میں پڑا ہو اور اس کے عرض کو بند کیا اور پانی کتنے کے اوپر جاری ہو اگر وہ
 پانی جو کتنے سے ملتا ہو کہ اس پانی سے جو کتنے سے الگ ہو اس کے نشیب میں وضو جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے بلکہ جو غفر
 نے کہا جو کہنے اسی پر اپنے مشائخ کو پایا ہے اور امام ابی یوسف مروی ہے کہ اگر کوئی وضو پانی کا نہیں لے لے اس کو وضو کرنا
 کچھ خوب نہیں اور اگر پانی میں ایسا جائز ہو جاوے کہ پانی میں بہہ جاوے تا کہ او سین میں نہ ہو جسے چھل اور سید کہ وضو اس سے جائز ہے

اور بلکہ کہ سنی جو صاحب ہادیہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہیں ہے واللہ اعلم **ص** اور جو بانی ہتھانہ و سمن
 اگر نجاست پڑی یا ہرچہ کہ تھوڑا ہو یا بہت وضو اس سے جائز نہیں **ف** جانا چاہیے کہ یہاں تین غیب ہیں پہلے تو یہ کہ
 پانی جو جاری نہیں اور سمن اگر نجاست پڑی تو نجس ہو جائیگا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ عوض دہ درہ ہو اور اسکا ذکر لگے
 آویگا تو اس حدیث میں مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام عظم کا یہود و نصاریٰ مذہب یہ کہ اگر دو کچال پانی ہو تو نجس ہوگا اور یہ مذہب
 امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور تیسرا مذہب یہ کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اسکا کوئی وصف نہ پانی نجس ہوگا اور
 یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا یہ امام عظم صاحب حدیث علیہ السلام کی دلیل یہ ہے کہ روایت کیا بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اور مسلم اور ترمذی
 اور ابو داؤد رحمہ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی شاکر سے ایک تم میں کا بیج لیا
 پانی کے جو جاری ہو پھر غسل کرے اور سمن اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غسل کرے کوئی تم میں سے پانی دو اہم کے اور جو کھجور
 کدکس طرح کرے یا ہر یکہ کدکس سے لینے کرینی کسی رتن سے مثلاً ایک روپہ پانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا جسے ہوئے پانی
 میں پیشا کرنے سے روایت کیا ان دونوں کے مسلم نے اپنی صحیح میں اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگوں نے روایت کیا اسکو مسلم نے
 کہی طریقوں سے روایت کی ہے اور جابر بن عبد اللہ بن ابی اسود و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہے اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا
 کہ جو پانی جاری نہیں ہو نجس ہو جاتا ہوا و الا منع کرنے سے کچھ فائدہ ہوگا اور بھی روایت ہے محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جاگے کوئی تم میں سے لینے خواب سے سوئے ہوئے ہاتھ اپنا بیج برتن کے یہاں تک کہ دھو کہ اسکو تین بار کھجور کے پانی
 کے گمان ہاتھ دھو اسکا اور یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقوں سے اور روایت کیا اسکو ترمذی نے
 اور کما کہ سن صحیح ہے اور اس باب میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داؤد و ابی ہریرہ
 اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہے اور بھی روایت ہے یاسکی کوئین کے بابین آویگی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل ہے
 کہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ماونھون نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے جو کہ ہوتا ہو جھگلوں میں
 اور پیتے ہیں اوس سے پانی چارپائے درندہ فرمایا آپ نے کہ جب ہو پانی قلین نہ اوتھا گنا پاک اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد
 اور ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن جہان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی
 عنہما و جابر اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایکہ روایت میں ابو داؤد کی ہے کہ وہ نجس ہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے
 اول کتاب میں چونکہ سند حسن و مستندون میں اس لفظ سے لائے میں اذ اکان الماء ان یبعین قلۃ یعنی جب ہو پانی
 چالیس قلۃ اول ان نوکا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقوں
 کہ بیچس ہے اور بعضوں میں کہ بیچسہ شئی او پینتا لیس اور طریقے ہیں ایک کہ بیچسہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ساتھ
 اس لفظ کے اذ اکان الماء قلین فمافوق ذلک کہ بیچسہ شئی اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
 ساتھ اس لفظ کے اذ اکان الماء قلین فصاعداً کہ بیچسہ شئی اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض
 روایتوں میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بعض میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اور چالیس قلون کی روایت ابن مسکد نے بھی کہی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں کہ قلین اور ثلثا یعنی قلین ہون ہیں

کیا وضو کرتے ہو تم اوسے اور اوس میں ایک کمال مردہ اونٹ کی ہر سو حدیث بیان کی ہے اپنے ہاں سے اوسوں حضرت علی
 علیہ وسلم سے کفر آیا ہے جب پہنچ چکا ہو بانی اور دو قلعے کے یا تین کے نہیں نہ کر گلاؤں کو کچھ اور روایت کیا ابو بکر بن ہاشم
 کہ حدیث ابو حمید المصنفی حدیث شاذلہ میں ہے اخبرنی ابو طعن عن ابی اسحق عن ابی جہاد عن ابی عباس
 قال اذا کان الماء قلیتین فصاعدا لم یغسلہ شیء یعنی فرمایا ابن عباس کہ جب ہو بانی قلیتین یا زیادہ نہیں کر گلا
 او کو کچھ اور روایت کیا و سکوا ابو بکر بن عباس نے اہل بیت اہل بیت ابو جہاد سے اوسوں نے ابی عباس سے ایسا ہی قول روکا اور ایک
 حدیث کی اس حدیث کی یہ بھی ہے کہ قلعے کے بہت سے لغت میں معنی ہیں اور علوم نہیں کہ اس جگہ پر کون سے معنی مراد ہیں قلعے کے
 معنی لغت میں شک کے ہیں اور شک کے اور چٹی پہاڑ کے اور ہر چیز بلند کے اور تبراس مقام میں امام شافعی کے نزدیک دو قلعے
 یعنی شک کے ہیں کہ نام ایک شہر کا ہے کہ وہاں کے شکے بڑے بڑے ہوتے ہیں اور اسکی تصریح حدیث میں آئی ہے جیسا کہ
 شافعی نے اس خبر کا مسئلہ بن خلدی الرضی عن ابی جہاد عن ابی اسحاق عن ابی جہاد عن ابی جہاد عن ابی جہاد عن ابی جہاد
 والسلام قال اذا کان الماء قلیتین لم یغسل خبنا وقال فی الحدیث یقول ابی جہاد قال ابی جہاد ثابت
 قلال ابی جہاد قال لعلہ تسع وثلاثون وثلاثون یعنی فرمایا حضرت علی علیہ وسلم نے جب ہو بانی دو قلعے نوٹھا بیجا نہاست کو
 اور کما حق حدیث کے کہ قلعے کے کما ابن جریج نے کچھ اپنے قلوب جبر کو پس قلم سانا تھا دو مشکون کو یا کچھ زیادہ امام شافعی جرحہ علیہ
 نے فرمایا کہ جتنے کچھ زیادہ کہنے کے موافق ہاں حاتی شک کر لی واسطے احتیاط کے اور بعضوں نے دو شکلاہ تعالیٰ رکھا ہوا اور امام شافعی
 کے مذہب میں موافق دو قلوب کے پنجہ شکین جوین اور شک حساب شرع کے پچاس سیر یا بی تو قلیتین دو سو پچاس سیر یا بی ہوا اور بعضوں نے
 کہا کہ کچھ زیادہ ایک شک کا سوط عراقی ہیں اور طرل عراقی ہاں ایک سوا تھا نہیں رہے ہوتا ہے وہاں علم جا تا ہے کہ اس روایت کے
 اخراج کیا ابن جہاد نے ابن جریج سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ وسلم نے جب کہ ہو بانی قلیتین قلوب سے نہیں نہیں کر گلا او کو
 کچھ اور ضعیف کیا اسکو ابن جہاد نے اور کہا کہ یہ قول من قلال ابی جہاد عن ابی جہاد عن ابی جہاد عن ابی جہاد عن ابی جہاد
 کینت او کی ابو بشر منکر الحدیث ہے علاوہ اسکے روایت کیا اسکو واقطنی نے ایک حدیث کہ اوس میں ابن جہاد ہے اور قلال ابی جہاد کچھ
 اکبر بن کر میں اور یہ امام شافعی نے شرط کی ہے اول تو خالی اسنا سے ہو دوسرے کہ مسلم بن خالد زہبی شیخ امام شافعی کا قال
 ابو حاتم لیس یکن الہ العقیبی منک الحدیث لا یکن حدیثہ ولا یجوز بہ وقال البخاری فی مشکوٰۃ احمد
 وقال علی بن المدینی لیس ہو شیء وقال احمد بن محمد بن العزیز لیس کان فقیہا علیہ ایضاً وہ الذہر
 قوی فی مسئلۃ مسنۃ ثمانین و عاشرہ و کان لکنیہ العلقی فی حدیثہ الی اخر ما قال یعنی کہا ابو حاتم نے
 کہ وہ قوی نہیں حدیث اسکی خلاف روایت ثقات کے ہے نہیں کلمی جائیگی حدیث اسکی نہیں جہت پوری جائیگی اوس کو کہا جاتا ہے
 کہ حدیث اسکی خلاف روایت ثقات کے ہے اور کما علی ابن المدینی نے کہ وہ کچھ نہیں اور کما احمد بن محمد بن الولید نے کہ وہ فقہیہ بخا
 نہ نہ تھا تاہم حدیث ثقات کی وجہ کے کہ سنائی اور اوس میں اور بہت غلطی کرتا تھا حدیث میں اگر کوئی کہہ کہ کما کہ کما کہ کما کہ
 فلو کما ابن ابی حاتم نے مسلم بن الحنفی امام فی الواقعہ یعنی مسلم زہبی امام ہی فقہ میں اور کما ابن جہاد نے کہ وہ حسن الحدیث
 وغیرہ کہ جواب اسکا ہے کہ جب ضعیف کہیں اسکو لیکن اند علی بن المدینی اور وہ بخاری اور ابو حاتم اور امثال انکے تو ضعف اسکا

میں سے روایت ہے

مگر باگین کرنا نجس کو **ف** اسی کو دھو کر مین اختیار کیا ہو اور اسی کو اختیار کیا ہو مشائخ عراق نے اور عظیم بن ہریرہ نے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تو اب وضو اس سے جائز نہ ہو گا کیونکہ یہ پاک نہیں کرنا اگرچہ خود پاک ہو اور صاحب بدایہ اسکے نہیں ہونے پر دلیل لائے ہیں ہر حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشاب کرے ایک تم میں کا اوس بانی نہ چھو جائیگا اور نہ ملے اسے اوس میں نہ جانتے اول حدیث کا بیان گذرا اور اس سے محبت پر نا ضعیف ہے کیونکہ اس میں یہ بات نخلی ہو کہ غسل نہایت تھے بانی مین جائز نہیں کہ بہت غری کر اور پانی سے نچوڑنے پر کچھ دلائل میں اللہ عزوجل اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک قبول قدیم میں پاک ہو اور پاک کرنا بھی ہر آدمی کہتے ہیں کہ پاک ہو اور پاک کرے بھی جائز نہ ہو گا غرض ہر وضو اس سے پھر نہ آیا اوس اور اس کا کوئی قول نہیں

فصل دباغت کے بیان میں

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے مگر سور اور آدمی کی **ف** دباغت سے معنی آگے بیان ہو ویسے تو کتے کی بھی کھال پاک ہو جاوے گی کیونکہ وہ بھی ہوسکا اور نوان میں داخل ہو اور صاحب بدایہ اسکی ذیل میں بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو کھال کہ دباغت کی جائے وہ پاک ہو جاوے گی اور اس میں کتا داخل ہو اور سور اس سے پاک نہیں ہو گا کہ وہ نجس عین ہو مگر کتے کے کیونکہ کوس سے نکلا کر یا کھانا ہو اور گھبانی کرانی جاتی ہو اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو عبد بن عباس رضی اللہ عنہ اور روایت کیا سلمہ وغیرہ اس حدیث کو اس نقطہ سے اذ ذیغ الا کھاب ففعل طحا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہ کتے کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور اس وجہ سے یہ کہ کتے کی کھال کو کتے میں نجس پاک ہو جاتی ہے اور جواب دہا تھا عشرہ یکہ صدہ ہوم میں مذکور ہے نیز وہ اسکے من لای تخصی بالفقہیہ میں جو ان کے مذہب کی کتاب ہے ایک روایت لایا ہے کہ اگر کھال سور سے ایک دن یا وین اور وین سے پانی کھجین وضو اس بانی سے جائز ہو تو اب کھنا چاہیے سور کی کھال نہ یا نجس ہو یا کتے کی اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی بسبب موت اسکی کہ ایسا ہی ہے ہر شے میں کہ شایع ابن العلام علیہ السلام کہنا یہ میں ہے کہ جب دباغت کی جائے کھال آدمی کی پاک ہو جاوے گی لیکن نفع لینا اس سے جائز نہیں اور حق یہ ہے کہ نزدیک ہی ہو کیونکہ اگر کھال آدمی اور زرت کو نہ پاک ہو نہیں کیا داخل ہو البتہ انتفاع میں ہو تو انتفاع اوس سے جائز نہ ہو گا اور وہ دباغت کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جائیگی کیونکہ روایت کیا ابو داؤد و نسائی صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور شعبان بن یحییٰ رضی اللہ عنہما کہ یحییٰ رضی اللہ عنہما بدیہ کیا گیا واسطے ایک لونڈی آزاد ہا کر کے ایک بکری سے کھانے سے سو وہ مگر بھی لوگ نہ سنا وہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا کیوں دباغت کر لیا تھے کھال اوسکی کو سو کھانا نہ کھوئے کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مدہ ہو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حرام کیا مگر کھانا اوسکا یعنی مرد کا کھانا حرام ہے نہ دباغت کرنا اور بھی روایت کیا ابو داؤد و نسائی صحیح کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا ہر کھال کے ساتھ کھالوں مرد کے جب دباغت کیجاوین اور روایت کیا اس میں ابو داؤد و سلم بن الجهم سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا ہر کھال کے پاک کرنا اور کھانا بھی روایت کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی باب میں اور روایت کیا ابو یوسف نے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا ہر کھال کے ساتھ کھالوں مرد کے جب دباغت کیجاوین مٹی ہو یا ریت یا نمک یا پانی اور سنا میرا ہر حدیث کی معروف بیٹے سان کے جھوٹا ہو اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مرد کی دباغت میں پاک نہ ہو گی کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے

یہ جو کما ہو کہ گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہیں جاتا بچ کرنے سے پاک ہو جاوے گا اسپر فتویٰ نہیں بلکہ فتویٰ ہے کہ کھانا
 اوسکی پاک ہو جاتی ہے اور گوشت نہیں پاک ہوتا جیسا کہ درختار میں ہے ہذا اصح مما یفتی بہ قلنا قال فی الغیض
 فتویٰ علی طہارتہ یعنی صحیح ہے یہ جو فتویٰ دیا جاتا ہے ساتھ اوسکے اور اگرچہ کما فیض میں کہ فتویٰ اوپر پاک کی اوسکی کھانے
 اوسے تقدیر میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے شارحین نے مانند صاحب عنایہ اور صاحب نہایت کے **ص** پانچ چیزیں
 مرد کی پاکیزہ بال اور ہڈی اور گھڑ اور سینگ اور ٹھٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہے کیونکہ روایت کیا
 دارقطنی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے گوشت
 اوسکا لیکن کھال اور صوف سو نہیں ہے حرج ساتھ اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ضعف عبد الجبار بن سلم کا اور یہ نوع
 کیونکہ ذکر کیا ابوہن جانی نے ثقات میں سوادیت درجہ حسن میں نہیں اور ترکی بچہ کالاد و سکودار قطنی نے ابی بکر ہڈی سے انھوں نے
 عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا انھوں نے سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے و شل
 لا آجد فیہما آفریحی لای فحق ما علی طہارۃ قطعہ الا کل شیء من المیتۃ حلال الا ما اکل
 فیہما فاما الخجل والفرق والشعر والصفوف والیسن والعظم فحلال الا کما لا ینسے
 یعنی لیکن کھال اور سینگ اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی ہول اوسکا حلال ہے اسواسطے کہ وہ تزیئہ نہیں کہے جاتے اور کما دار قطنی
 نے کہ ابو بکر پر مشرک ہے اور یہی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں حرج ہے ساتھ
 مسک مرکہ کے اور نہیں حرج ہے ساتھ صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کہ جب مھولیا جاوے ساتھ بانی کے اور ضعیف کیا اسکو ساتھ
 ابی یوسف بن ابی اسفر کے اور روایت کیا بقیہ نے عمر فاروق سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی
 علیہ وسلم گھسی کرتے تھے ساتھ علاج کے روایت کیا اسکو بھقی نے اور حق یہ ہے کہ حاج سے اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھسی کرتے تھے
 اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ کہ خبر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے خاطرہ نبی اللہ عنہ کے ایک بار عصبے اور دو گنگن
 علاج کے اور اسکی اسناد میں حمید اور سلیمان و فون اووی مھول بن اوڈو کہ کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً کہا کہ یہی نے بیچ ہڈی
 مرد کے مانند تھی وغیرہ کہ بپا پسینہ بہت لوگوں کو عکاس لکھی کہ گھسی کرتے تھے اوسے اور یل ڈالتے تھے او میں اور کچھ حرج نہیں
 دیکھتے تھے او میں اور ہلان زہری و صحابہ بن یاجرے جسے تابعین اور کما سواد کہ نہیں حرج ہے ساتھ ریشون مرد کے کے
 اور کما ابن ہریرہ را بر ابہم نہیں حرج ہے ساتھ تجارت علاج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مھول بن سبعتیہ بن ابی امام شافعی صا
 نزدیک یہ چیزیں جس میں اور دلیل لائے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرونا خون اور خون اور
 بالوں کو اسواسطے کہ وہ مردہ ہیں اور جواب اسکا یہ ہے کہ اسناد میں اسکی عبد اللہ بن عزیز بن کما ابو حاتم نے کہ مدین میں سکا
 منکرہ کذب ہیں اور نہیں محل اوسکا صدق نزدیک ہمارے اور کما ایسا ہی علی بن الحسین نے اور ایک حدیث یہ ہے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم
ص اور جس شخص نے اپنے فوٹے دانت کو پھر موندہ میں کھلایا اور غار نہری غار اوسکی جائز ہے اگرچہ درم سے بڑھ جاوے اور امام محمد
 کے نزدیک اگر درم سے زیادہ ہو گا نماز نہیں درست ہوگی **ف** ہمارے نزدیک اسواسطے نماز جائز ہوگی کہ دانت ٹہری ہو اور ہڈی انسان کی پاک

فتویٰ حجازیہ

منہاج

بک

مہد

مہد

فصل کونین کے بیان میں

فہا ناچاہیے کہ مسائل کونین کے معنی میں اتباع آثار تابعین اور صحابہ پلو صدیقین مرجع ہر مسئلے میں نبی صلی علیہ وسلم سے نہیں آئیں اور قیاس کو بھی اس میں کچھ دخل نہیں ہے اب جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہیں جنہوں نے یہ صاحب تیس قول جو ہا کرنے سے کئے ہو کیا ہو کیونکہ پانی تو اس کا بھی او میں باقی ہی دفع ہو گیا اس واسطے کہ اس امر میں تا بعد ازیں قوال تھا اور تابعین کی ہی اور وہ جو کہتے ہیں کہ کیا کوئی کے پانی سے ملائی اور لاتے ہیں یہ ادبی ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور تابعین رضی اللہ عنہم سے کیونکہ ہر مسئلہ ایسا نہیں کہ او میں قیاس کو دخل ہو کہ مثلاً قہر کرنے سے وضو ٹوٹ جانا اس میں قیاس کو دخل نہیں بلکہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ماثر ہی وہی طرح رکھا گیا اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تو کونین میں کسی ہی نجاست پڑ جائے یا پاک نہ ہو گا کیونکہ جب پانی دو قطر برابر ہو نہیں جس کراؤ سا کچھ یا کھانڈہ بے ہی جیسا کہ اوپر بیان اس کا تفصیل سے گذرا **اصل** اگر کونین میں نجاست پڑ جائے کوئی حیوان مر جاوے اور پھول یا پھٹ جاوے یا آدمی یا بکری یا کتا مر جاوے سب پانی اس کا کھینچ ڈالا جاوے گا اگر کونین **ف** مطلب اس کا یہ ہے کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی کھینچنا واجب ہو گا اور اگر فقط مر جاوے تو اگر آدمی ہی یا بکری یا جو خیرین شے میں انکے برابر ہیں تو بھی سب پانی کھینچنا واجب ہو گا دلیل اس بات کی کہ نجاست کرنے سے سارا پانی کھینچنا ہو گا یہ روایت کیا ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں خالد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے جو پیشاب کرے کونین میں کیا کہ پانی اس کا کھینچنا واجب ہو گا اور دلیل اس کی کہ اگر حیوان پھول یا پھٹ جاوے یہ کہ اس صورت میں نجاست جو اس کے پیٹ میں ہے سب کونین میں پھیل جاوے گی اور اس میں چھوٹا اور بڑا جانور سب برابر ہی اور دلیل اس کی کہ اگر آدمی مر جاوے تو سارا پانی نکالا جاوے یہ کہ روایت کیا داؤد قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کہ ایک عیشی گر کونین میں مرے کہ پھر گیا سو حکم کیا ساتھ اس کے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو وہ کھال لگایا اور حکم کیا یہ کہ کھینچنا واجب پانی اس کا کہ اگر پھٹ گیا اور کھال لگ گئی تھی کہ آیا کہ کی طرف سے تو نہ کیا گیا تو بے گے روزوں غیر سے یہاں تک کہ کھینچ ڈالا اس کا پانی سو جب کھینچ چکے اس کو جاری ہو گیا وہ شہرہ انکے اوپر اور یہ حدیث منقطع ہے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور نہ کچھ اذکو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے پیش سے انھوں نے منقولہ انھوں نے عطاء اور یہ صحیح ہے اور روایت کیا اسکو طحاوی صاحب برج عبد الرحمن سے **نَا سَعِيدُ بْنُ مَصْعُورٍ رَتَنَا هَيْثُمْ عَنْ مَقْصُودٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ حَبِشَةَ وَقَعَ فِي زَوْجِهَا كَهَاتَاتٍ قَامَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ النَّبِيِّ فَنَزَحَ مَا وَهَّاجَ لَهَا لَمْ يَنْقَطِعْ فَنَظَرَ فَإِذَا هِيَ عَيْنٌ بَجَرِي مِنْ قَبْلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ قَدْ آيَضًا صَحِيحٌ بِأَعْيُنِ ابْنِ الشَّيْخَةِ فِي الْأَمْثَالِ مَعْنَى كَمَا عَطَاءُ** کہ ایک عیشی گر پڑا بیچ مرے کہ سو حکم کیا عبداللہ بن سیرین نے کھینچنا پانی اس کا تو پانی ایسا ہو گیا کہ ٹوٹتا ہی نہ تھا سو نظر کیا گیا تو کیا ایک ایک شہرہ ہو کر جاری ہو چکر اس کی طرف سے تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بس کافی نہ ہو اور یہ بھی صحیح ہے ساتھ اور شیخ ترمذی الدین بن قیس العید کے امام میں ایسا ہی منسوخ القدر میں آوہ جو سفیان بن عیینہ نے کہا ہے کہ میں نے اس سر پرست ہوں دیکھا میں نے کسی بڑے چھوٹے کو کہہ چاہتا ہوں بدیث ربی کی کہ وہ گرا تھا زمر میں تو اس کا جواب ہے کہ سفیان بن عیینہ نے دیکھا کچھ دلیل میں نہیں ہو سکتی ہی باوجود اسکے کہ جب سند صحیح ہو تو دلیل اس بات کی کہ جب بکری مر جاوے تو سارا

۵۴
کتاب الطہارۃ
فصل کونین کے بیان میں

بانی کالاجا گواہ ہی ہوا جو پرنسپل اور کبریٰ کا پیشاب نجس ہو امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ حضرت علیؓ فرمایا کہ بچہ تم پیشاب سے اویسے مطلق ہو شامل ہر جانور کے پیشاب کو اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کو روایا کہ اوپر شرط بخاری اور سلم کے ہے اور روایت کیا اسکودار قطنی نے انس رضی اللہ عنہ اور بھی روایت کیا اسکوبرائج عبادہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب اون جانوروں کا جسکا گوشت کھایا جاتا ہے پاک ہے اور دلیل اوکی یہ ہے جو روایت کیا بخاری اور سلم نے کہ آئی ایک قوم عمر نہیں بیٹے میں حضرت پاس تو انکے بلند ہر ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ باہر نکلیں اور صفحہ کے اونٹوں کا دودھ اور موت پیوین آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہے کہ یکم اول اسلام میں تھا اور یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے جسکو حاکم نے روایت کیا ہے والد علم بالصواب اور دو امین موت اپنا جانوروں کا جو حلال ہیں امام غفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری میں جائز نہیں اور دلیل اوکی یہی حدیث ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کھی گئی شفا تمہاری اس چنبر میں جو حرام کی گئی تھا جسے اوپر اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے پہلا و کتابہ صفر کے بھی کیونکہ وہ اپنے نزدیک پاک ہے اور احتیاطاً اسمیں ہے کہ اسکو حتی الامکان شپیے اور امام ابی یوسف کے نزدیک حلال ہے واسطے دل کے اگر اور وہ پاک موجود نہ ہو اور یہی قول اصحاب ہے اور تاویل اس حدیث کی جس سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہیں یہ ہے کہ حضرت نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹوں کے وحی سے پہچانی ہوگی والد علم بالصواب

ص اور اگر ممکن نہ ہو تو دوا وحی جنکو بانی میں پہچان سو معین کر دیں اور جتنا پانی بتاوین کھینچ ڈالا جاوے اور امام محمد کے نزدیک نہ دو سو ڈول ازین کھینچیں **ف** اور زاد میں ہے کہ اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو بھی کافی ہو جاوے گا اور روایت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سونا یا جایگا رس متخوی پر اور ایک روایت میں اونسے سو ڈول کھینچنا چاہیے اور روایت امام ابی یوسف سے کہ ایک گر ٹھا بقدر کومین کے گھوڑے اور سین پانی بہرین جب وہ بھر جاوے تو پھر نہ کھینچیں ایسی ہی جزا ہے میں اور امام محمد کے نزدیک نیز سو ڈول نکلے جانور اور اسی رفتوی ہے ویسا کہ بیچ نصائب ہے **ص** اور اگر کوئرسے مثل یا مرغی کے مر جاوے چالیس ڈول سے ساٹھ تک کھینچیں **ف** کیونکہ روایت ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے بیچ مرغی کے کہ جب مر جاوے کوئرسے میں کھینچنے جاؤ اور بیچ چالیس ڈول ایسی ہی ہے میں اور یہ حدیث محکمہ نہیں ملی کہ کہنے اسکو روایت کیا ہے لیکن روایت کیا طحاوی شرح الترمذی حاد بن سلیمان کے کہا انھوں نے بیچ مرغی کے کہ پڑے کوئرسے میں اور مرتبہ نکلے جانور اور بیچ چالیس ڈول ایسا پس پھر ضرور کیا جاوے اور بیچ چالیس ڈول تہی ہوا نامد مرغی کے ہے اور خزانة الفقہ میں ہے کہ چالیس ڈول نکلے جانور کے جیساکہ روایت کی ہے محدثین بیان کرتے ہیں اور بیچ چالیس ڈول تہی ہوا نامد مرغی کے ہے اور نامد مرغی کے کہ پڑے کوئرسے میں کہ چالیس ڈول اور ہند اسکا صحیح ہے کہ اسکو امام میں روایت کیا انھیں سے کہ نکلے اب بیگئے سترو ڈول اور روایت کیا عبداللہ بن عمرو انھوں نے شعبی سے کہا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لینے پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مرغی کوئرسے میں گر کر مر جاوے کہ نکلے جانور کے بیچ چالیس ڈول سے سترو ڈول اور روایت کیا ابن ماجہ سے کہ کوئرسے میں گر کر مر جاوے میری یا ابی اور مرتبہ نکلے جانور کے چالیس ڈول واللہ اعلم **ص** اور اگر نامد چیز یا بچہ کے مرغی میں ڈول سے میری ڈول تک کھینچے جانور کے **ف** کیونکہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے بیچ چوبیس کے کہ مر جاوے کوئرسے میں کالاجا وہی وقت نکلے ربلوینکے اور بیچ چالیس ڈول ایسی ہی ہے میں اور یہ حدیث میں نہیں پائی اور روایت کیا طحاوی شرح الترمذی

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

فصل کوٹن کے بیان میں

ف جانا چاہیے کہ سائل کوٹن کے معنی ہیں اتباع آثار تابعین اور صحابہ پر اور حدیثیں صحیح ہر سنے میں نبی صلی
 علیہ وسلم سے نہیں آئیں اور قیاس کو بھی اس میں کچھ دخل نہیں ہے اب جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہیں جنہوں پر صاحب تیس قول
 چوہا کرنے سے نکلے تو کیا ہو ان کو نہ پانی تو اس کا اب بھی او میں باقی ہر دفع ہو گیا اس واسطے کہ اس امر میں تا بعد اسی اقوال صحابہ
 اور تابعین کی ہر اور وہ جو کہتے ہیں کہ کیا کوٹن کے پانی سے ملائی اور لاتے ہیں یہاں ہی ہر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور تابعین
 رضی اللہ عنہم سے کیونکہ ہر مسئلہ ایسا نہیں کہ او میں قیاس کو دخل ہو کہ مثلاً قہر کرنے سے وضو ٹوٹ جانا اس میں قیاس کو دخل نہیں
 بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم سے ماور ہر اسی طرح کہا گیا اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تو کوٹن میں کسی ہی نجاست چوہا پانی پاک
 نہ رہا کیونکہ جب پانی دو قطے برابر ہو نہیں جس کرنا اس کو کھد یا کو کا مذہب ہو جیسا کہ او پر بیان اس کا تفصیل سے گذر **اص** اگر کوٹن
 میں نجاست چوہا کوئی حیوان مر جاوے اور پھول یا پھٹ جاوے یا آدمی یا بکری اور کتا مر جاوے سب پانی اس کا کھینچ ڈالا جاوے گا اگر کوٹن
ف مطلب اس کا یہ ہے کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی کھینچنا واجب ہو گا اور اگر فقط مر جاوے تو اگر آدمی ہو
 یا بکری یا چوہا یا ہر شے میں ان کے برابر ہیں تو بھی سب پانی کھینچنا واجب ہو گا دلیل اس بات کی کہ نجاست کرنے سے سارا پانی کھینچنا چاہیے
 یہ کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں خالد بن عبد اللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
 جو پیشاب کرے کوٹن میں کیا کہ پانی اس کا کھینچنا چاہیے اور دلیل اس کی کہ اگر حیوان پھول یا پھٹ جاوے یہ کہ اس صورت میں نجاست
 جو اس کے میت میں ہر سب کوٹن میں پھیل جاوے اور اس میں چوہا اور ہر جانور سب برابر ہو اور دلیل اس کی کہ اگر آدمی مر جاوے تو سارا
 پانی نکالنا چاہیے یہ کہ روایت کیا دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کیا ایک مشی کہ کوٹن میں ہر مزم کے پھر گیا
 سو حکم کیا ساتھ اس کے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تو وہ نکال گیا اور حکم کیا یہ کھینچنا چاہیے پانی اس کا کہ اگر مر جاوے یا کوٹن کھینچنے
 کہ اگر کوٹن سے تو بند کیا گیا لوہے کے گزروں وغیرہ سے یہاں تک کہ کھینچ ڈالا اس کا پانی سو جب کھینچ چکے اس کو جاری ہو گیا تو
 ان کے اوپر اور یہ حدیث منقطع ہے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور نہ کچھ ان کو اور روایت کیا اس کو
 ابن ابی شیبہ نے اپنے سے انھوں نے منصور بن عوف نے عطاء بن یساف سے صحیح ہے اور روایت کیا اس کو طحاوی صاحب بن عبد الرحمن سے
نَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ شَا هَيْثُمْ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ حَبِشَةَ إِذْ وَقَعَتْ فِي زَمْرَمَ كَسَاتِ قَامَرَةً
عَبْدُ اللَّهِ بْنِ النَّبِيِّ فَنَزَحَ مَاؤُهَا فَجَعَلَ الْمَاءُ لَا يَنْقَطِعُ فَظَنُّوا أَنَّهُ جَرِيٌّ مِنْ قَبْلِ
الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ فَقَدْ آيَضْنَا حَيْثُمْ بَاعْتَرِثْنَا الشَّيْخَ يَهُوذَا بْنَ مَتَّى كَمَا عَظَّمْنَا
 کہ ایک مشی گر پڑا چھ مزم کے سو مر گیا تو حکم کیا عبد اللہ بن سیرین نے سو کھینچا گیا پانی اس کا تو پانی ایسا ہو گیا کہ ٹوٹا ہی نہ تھا
 سو نظر کیا گیا تو کیا ایک ایک شے ہر جاری ہو چھ اس کو کی طرف سے تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہ بس کافی ہو گیا اور یہ بھی صحیح ہے
 ساتھ اور شیخ تقی الدین بن قریب العید کے امام میں ایسا ہی ہر شے القدر میں آوے جو سفیان بن عیینہ نے کہا کہ میں نے اس میں
 سر پرست ہوں نہ کچھ ایسے کسی کو چھو کہ بھاتا ہو حدیث نہ بھی کی کہ وہ گر اتھا زمرم میں تو اس کا جواب ہے کہ سفیان بن
 نہ کچھ کچھ دلیل میں جہاں میں نہیں ہو سکتی ہر مادہ جو اس کے کہ جب منہ چھو اور دلیل اس بات کی کہ جب بکری مر جاوے تو سارا

۵۴
 کتاب الطہارۃ
 فصل کوٹن کے بیان میں

دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے ساتھ چھوٹے کپڑے کے ایک کپڑا لٹکاواؤ اور دلیل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلَيْسَ تَوَكَّرَ سَمْعُ عَيْنِي بِلِيٍّ مَدْنَدِهِ ہر اور درندوں کا جھوٹا کر وہ ہر روایت کیا اسکو حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور صحیح کیا اسکو اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے ساتھ ایک قصے کے اور دونوں سندوں میں عیسیٰ ابن مسیب ہجرت کیا اسکو حاکم نے بسبب توثیق اسکی کے اور ایک روایت میں ہجرت فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَلَإِذَا أَوَّلَعَ الْهَيْتَ تَغَسَّلَ مَنْ كُنْتُ عِنْدَ جِبِّ وَنَدَّ لِي بِلِيٍّ تَوْهَوِي سَابَا وَابْكَبَارَ أَحْزَجَةَ ابْنِي دَاوُدَ روایت کیا اسکو ابو داؤد اور مرغی چھوٹی ہوئی کا جھوٹا اس واسطے کہ وہ ہجرت کر دے ہجرت کی مخالفت کہ تی ہی نجاست کے اور اگر چھوٹی نہ ہوگا۔

قدیم میں جو اور جو اسکی اس کے قدم کے نیچے گناہ میں پہنچتی ہر توجھوتا اسکا کہ وہ نہیں اور شراٹ لاریٹ اور نہیں کہتے ہیں۔

بین رتہ میں جیسے چوہا اور نچوہا اور چھوٹا وغیرہ اور جھوٹا اسکا واسطے کہ وہ ہجرت کر دے ہجرت کی مخالفت کہ تی ہی نجاست کے اور اگر چھوٹی نہ ہوگا۔

بعض کے کہانی یہی کہ اس میں حرج لازم نہ ہو اور اگر اہمیت باقی رہی ہو حکم انکار یہ ہجرت کی جائز ہی استعمال انکار کا وجود ایچہ بانی ہونے کے لیکن مع اگر کہ جس کے قاضی خان نے لکھا ہے **بوص** اور جھوٹا کہ ہے اور چھوٹا مشکوک یعنی اس میں شک ہے کہ پال ہی نہیں تو اگر مشکوک پانی کے اور پانی نہ پاؤ تو وضو اور تیمم دونوں کرے اور جو کہ وہ پانی ہوا میں فقط وضو کرے اور پسینا بھی مانتہ جھوٹا

ف جب کا جھوٹا پاک ہو اسکا پسینا بھی پاک ہو اور جب کا جھوٹا ناپاک ہو اسکا پسینا بھی ناپاک **بوص** اگر سو انہیں تہذیبی جھوٹا کے پانی کے پانی نا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو اس کے کرے اور تیمم کرے **ف** کیونکہ روایت کیا امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ ابی ریتہ انھوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ الجحش کو کہ تمہاری چھائل میں کیا ہو ابون مسعود کہ لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاک ہو اور پانی پاک کرنے والا ہو سو وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابون مسعود نے یہ قول روایت کیا احمد اور ترمذی میں ہر دو سندوں میں اس حدیث عبد اللہ بن زراق اور یحییٰ سے بھی لائے ہیں اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ مصنف میں اور ترمذی نے ضعیف کیا اس حدیث اور کہا کہ ابو زید ایک مردی محل نہیں ہیچا تاہو نہیں اسکو سو اس حدیث کے میں اور میزان الاعتدال وہی میں ہے کہ بخاری نے بھی اسکی ضعیف کی اور کہا کہ ابو زید کہ راوی اس حدیث کا ہی ابو زید وہ بھی جھوٹا ہے اور امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو اس سے جائز نہیں بلکہ تیمم کرے اور وہ یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا ہر **فَإِنْ لَمْ يَجِدْ لِمَاءً فَيَغْتَسِلْ** ایدہ یعنی اگر نہ پاؤ تم پانی تو تم تیمم کرو آخر آیت تک اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وضو اور تیمم دونوں کرے اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس کے کہ انھوں نے وضو ساتھ نبی کے وضو اسکا ہجو پانی نہ پاؤ اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور روایت کیا ابو داؤد اور مسلم ابن سعود رضی اللہ عنہ کے کہ انھیں ساتھ حضرت کے لیلۃ الجحش میں اور ہجرت میں جواب اسکا یہ کہ **فَلَنْ لَا يَكُنْ لَكُمْ الْيَحْيَى كَانَتْ مُتَعَذِّدَةً** یعنی لیلۃ الجحش متعذبین تو دور اس جواب اسکا یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ وہ ساتھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجحش کو اور روایت کیا ابن شہاب نے ان سے **أَيُّكُمْ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْيَحْيَى** اور روایت کیا ابو نعیم نے علیہ میں ایک قصہ کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجحش میں اور ابو زید کے جھوٹا ہونے کا

مجلسیٰ عالیہ
دہلی

1

ہاں توفیق
مکتبہ دہلوی
نئی دہلی

۱۲۱

۴۴
تیمم کا حکم
مکتبہ دہلوی

۱۲۱

یہ جواب ہے کہ گمانی ہو جو غالی نے شرح منوی میں کہ ہونے پر حلی مرد بن حریث روایت کیا کہ اوست راشد بن کسان جیسی کہتی
 اور ابوہریرہ نے تو اس سے جماعت جاتی رہی اور ابوہریرہ کے موصول ہونے کا جواب یہ کہ کاشیغ تقی الدین بن رفیع الحنفی کے تحصیل
 ابوہریرہ میں نظر ہو کہ روایت کیا ہی اوست اس حدیث کہ ایک جماعت نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک اور حسان بن علی
 اور اسامیل اور قیس بن الربیع اور ابن ہشام کہ ابوہریرہ راوی اس حدیث کا مشہور ہو اور نام اس کا راشد بن کسان
 اور ایسا ہی کہ او قطنی نے اور وہ جو بعض علماء نے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا ٹھہرایا ہے غلط ہے کیونکہ ابن العمامہ نے یہ کہا ہے
 فَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ فِي أَهْلِ مَسَامِ آهٍ لَيْسَ كَاشِيغَ تَقِيِّ الدِّينِ إِمَامٌ مِنْ أُولِي الْأَمَامِ كِتَابُ شَيْخِ تَقِيِّ الدِّينِ بْنِ رَفِيعٍ الْعِنَبِي
 یہ سبکی کی اور قاضی غانی نے جمع امام عظیم کا اس قول سے لکھا ہے اور شیخ جواس نے کتب طبع کرتے ہیں امام ابو حنیفہ پر جہاں کو نہ
 اور کتاب بن ابی نعیم القاسمی نے لکھا ہے کہ بَأْسٌ بِالْتَّوَضُّعِيِّ بِالْتَّقِيْمِ الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلُّهُ ضَالٌّ
 یعنی نہیں جرح ساتھ ہو کر ہے کہ نبی سے اس واسطے کہ حضرت علی علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوست اور اس کا تفصیل کے کتب
 منظر فریقین میں ہو اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طریق سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اسناد میں اس کی
 حشر راوی ضعیف ہے اور ایسا ہی ابن کثیر اور روایت کیا ابو داؤد نے عطاء کے مضمون نے مکرہ رکھا وضو کو ساتھ دوہو اور
 نبی کے اور کہ تم جہاں ہی نزدیک میرے اوست اور غسل امام ابو حنیفہ کے نزدیک نبی سے ایک روایت میں جائز ہو
 ایک روایت میں ناجائز ہے کیونکہ کہا ابو حنبلہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا میں ابو العالیہ سے اوست شخص سے کہ پوچھی اس کو کہ جنت
 اور زمین ہی باہر اس کے پانی اور نزدیک اس کے نبی ہی کیا وہ غسل کیسے اوست سے کہ انہیں روایت کیا اس کو ابو داؤد نے
 وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونوں کرے
 اور یہ خلاف اس پانی میں جو شیریں رفیق ہو ہوتا ہو ان پانی کے اور اگر سخت ہو جاوے اور نہ دیکھ لگے کہ نزدیک اس وضو جائز ہیں

باب تیمم کے بیان میں

تیمم جائز و صحیح یعنی بد وضو کو اور جنب اور عافض اور نفسا کو ف اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ جنب کو تیمم ناجائز نہیں
 اور یہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائز ہے اور یہی مذہب مدینہ کے موافق ہے اللہ تعالیٰ
 فرمایا اَوْ كَلِمَاتٍ مِّنَ الشَّعْرِ أَوْ مِمَّا يَجْلِعُ كَرْتَمٍ سَامِعَةٍ مَّوْرُونَ كُنْ تَوَاسِعُ مَعْلُومُ هُوَا كَجَنْبٍ كَوْحِي تَمِّمُ جَائِزٌ لِّكَ خُفَّيْ
 رضی اللہ عنہ لیس کے معنی علاج کے نہیں لیتے اور وہ جو دلیل ہے صاحب ہدایہ لاتے ہیں کہ پھر لوگ جنگل سے آئے طرف
 حضرت علی علیہ السلام کے سو کہ ہم رہتے ہیں تیوں میں تین جہنمے چار جہنمے اور پوہین ہم میں جنب اور عافض
 ہونفا اور ہم نہیں پانی کو سو فرمایا حضرت علی علیہ وسلم نے اوپر تھا ہے بن میں پھر مارا تھا پنا اور پر زمین کے وسط
 موند اپنے کے ایک بار پھر بار دوسری مرتبہ سو مس کیا اوست اوپر وہ دونوں ہاتھوں اپنے کے کہیں ان تک روایت کیا اس کو
 ابن ابی حنیفہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ چونکہ اسناد میں اس حدیث کے شیخینے صہل کے ہیں کہا احمد اور ازہبی
 کہ وہ کہ نہیں اور کہ انسانی نے کہ متروک ہو اور دلیل صحیح ہے کہ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہ انہی پہنچو جبکہ جنابت کو تحقیق کہ میں لوٹا زمین میں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

دو ضرب ہیں ایک ضرب بری واسطے ہونیکے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک وایت کیا اسکو حکم غلط
 لہذا صحیح الاسناد پر او بنین اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے لو کہ واز فطنی نے رجالہ کلہم ثقات یعنی رجال
 اوسکے سب ثقہ ہیں اور مجاہد اکیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہی باب میں اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کو تیمم جائز ہو جیسا کہ آویگا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہ ہو یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی
 تو اگر جب سے موافق وضو کے پانی پایا وضو او سپر واجب ہو گا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہو گا اگر غسل کے لیے
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدث بھی ہو تو وضو واجب ہو گا سو تیمم واسطے جناب کے ہی بالاتفاق اور جب کہ بے وضو ہو واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض حصہ دھو سکتا ہو اور بعض نہیں دھو سکتا تو او میں بھی خلافت ہے ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض دھو کہ اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نیاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل **ف**
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **ص** اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہو اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 پانسو کر کا ہوتا ہو تا ہی جا رہا اگر کر **ف** کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جڑ کے تو قوت
 آیا حصہ کا قریب نیم من تو تیمم کیا اور مسح کیا موندہ اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پڑھی صحر کی پھر داخل ہو گئے مینے کو او
 آفتاب بلند تھا سونہ کوٹا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حنفی نام ایک حمام کا ہی اور مرد ایک میل پر رہی
 مدینہ طیبہ سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہو کہ تو تیمم جائز ہے یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہو گا مگر اگر توجہ
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہو **گیا ف** اور مختار قول اول ہی **ص** وہ تیار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہی لیکن خون زیادتی مرض کا ہی ہو سکتا تیمم جائز ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیار ہو تو
 خون تلخ غصہ کا ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی **وان کنتم مرضی** الا یہ یعنی اگر سو تم بیمار اخیر تک سو
 تیمم کر مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نفس سے دور ہی **ص** اور اگر استعمال پانی کا سوسے ضرر کر تا ہے یعنی بیمار
 کر دیا یا جان یا کوئی عضو تلخ کر دیا تیمم جائز ہی **ف** اور یہ جب ہی کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم کر
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہی دشمن کے خوف سے آگ یا درندہ وغیرہ کا اور بھی
 جائز ہی و یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہے گا یا پانی کی سینے فقط پینے کے واسطے مباح کیا ہی اور وضو
 یا غسل کی اوس سے اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رک گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہی مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اوس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہو اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مباح بھی ہو سکا جائز ہی اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہی اور
 اگر واسطے وضو کے ہی مباح جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو وضو بھی تیمم جائز ہی **ف** اس واسطے ان سے
 تیمم جائز ہی کہ قدرت پانی کے تو جو شخص نہیں **فی ص** اگر نماز عید کی قصا ہو کا خوف ہو ورنہ تیمم کر کے نماز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی نہیں تیمم سے بنا کر نماز جائز ہی

۴۱
 جانب توجہ میں ہو کہ تو تیمم جائز ہی
 اگر واسطہ وضو کے ہی مباح جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو وضو بھی تیمم جائز ہی
 اس واسطے ان سے تیمم جائز ہی کہ قدرت پانی کے تو جو شخص نہیں فی ص اگر نماز عید کی قصا ہو کا خوف ہو ورنہ تیمم کر کے نماز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی نہیں تیمم سے بنا کر نماز جائز ہی

لے
مذہب
مذہب
مذہب
مذہب

۱۰۱

۵۵
مذہب
مذہب
مذہب
مذہب

۱۰۲

یہ جہاں کہ گما قاضی ابو بکر غزالی نے شرح نووی میں کہ مجوزہ یزیدی مروی ہے حرث روایت کیا ہے اوسے راشد بن کسبان جیسی کوئی
اور ابو روق نے تو اس سے سماعت حاصل کی ہے اور ابو فراس کے جمہول ہے کہ جواب یہ ہے کہ کما شیخ تقی الدین بن رفیع الحدید کہ جمہیل
ابو فرارہ میں نظر ہے کیونکہ روایت کیا ہے اوسے اس حدیث کو ایک جامع نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک و حسان بن علی
اور اسرائیل اور قیس بن الربیع اور ابن عدی نے یہ قول شیخ تقی الدین سے روایت کیا ہے اور نام اوس کا راشد بن کسبان ہے
اور ایسا ہی کہا وادقطنی نے اور وہ جو بعض علماء نے یہ قول شیخ تقی الدین سے روایت کیا ہے غلط ہے کیونکہ ابن المہام نے یہ کہا ہے
قَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ فِي الْأَمَامِ الْإِسْلَامِ الْإِسْلَامِ الْإِسْلَامِ الْإِسْلَامِ الْإِسْلَامِ الْإِسْلَامِ الْإِسْلَامِ الْإِسْلَامِ الْإِسْلَامِ الْإِسْلَامِ الْإِسْلَامِ
یہ سبکی کی اور قاضی غسان نے جمع امام عظیم کا اس قول سے لکھا ہے اور شیخ جو اس جگہ طعن کرتے ہیں امام ابو حنیفہ پر یہاں کیونکہ
ابن ابی کتب بن لا یخبر الفقیہ میں لکھا ہے کہ بآسَ بِاللَّوْحِيِّ بِالْتَّيْمِذِ كَاتِبَ الدِّيْنِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَوْلُهُ
یعنی انہیں جو حج ساتھ ہو کر گئے نبی سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے اوسے اور دو اسکا تفصیل سے کتب
منظرہ فریقین میں لکھو ہے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طریق سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اسناد میں ابی
حشیر اوی ضعیف ہے اور ایسا ہی ابن یسیر اور روایت کیا ابو داؤد نے غلط کئے انھوں نے کہ وہ روایت کیا اسکا ساتھ دو حدیث اور
نبی کے اور کما کہ تیمم چھایا ہے نزدیک ہے اوسے اور غسل امام ابو حنیفہ کے نزدیک نبی سے ایک روایت میں جائز ہے اور
ایک روایت میں ناجائز ہے کیونکہ کما ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا میں نے ابو العالیہ سے اوس شخص سے کہ پوچھی اوسکو جنت
اور زمین پر باہر اس کے پانی اور نزدیک اس کے نبی ہے کیا وہ غسل کرے اوس سے کہا کہ نہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونوں کرے
اور یہ خلاف اس بابی میں ہے جو شیر بن رفیق سے ہوتا ہے ہونڈ پانی کے اور اگر سخت ہو جاوے اور نہ پانی کے کیسے نزدیک اوسے وضو جائز نہیں

باب تیمم کے بیان میں

تیمم جائز ہے محدث یعنی بد وضو کو اور جنب اور عائض اور نفسا کو ف اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ جب کو تیمم ناجائز نہیں
اور یہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائز ہے اور یہی مذہب مدنیوں کے موافق ہے اللہ تعالیٰ
فرمایا اَوْ لَا تَسْتَمْسِكُوا الدِّسَاءَ اَلَيْسَ بِاِجْمَاعٍ كَرُوْتُمْ سَامِعًا عَوْرَتُوْنَ كُتُوْا سَامِعًا مَعْلُوْمًا ہوا کہ جب کو بھی تیمم جائز ہے لیکن حضرت عمر
رضی اللہ عنہ اس کے معنی عام کے نہیں لیتے اور وہ جو دلیل اس پر صاحب ہدایہ لاتے ہیں کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا کہ ہم رہتے ہیں بیتوں میں تین مہینے چار مہینے اور سوتے ہیں ہم میں جنب اور عائض
ابو نفسا اور ہم نہیں پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تھا سے ہن میں پھر مارا تھا ہنا اوپر زمین کے واسطے
سوندہ اپنے کے ایک بار پھر مارا دوسری مرتبہ سو مسح کیا اوسے اوپر دونوں ہاتھوں اپنے کے کہ نہیں ہنک روایت کیا اسکو
ابن ابی حشیر نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسناد میں اس حدیث کے شنی بیٹے مہبل کے ہیں کما احمد اور رائی نے
کہہ کہ نہیں اور کما نسائی نے کہ متروک ہے اور دلیل مسیح یہ ہے کہ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کما کہ پوچھی جبکہ جنابت کو تحقیق کہ میں لوٹا زمین میں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

و ضرب ہین ایک ضرب ہر واسطے موندنے کے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک وایت کیا اسکو حکم غلط
 کہ کہ صحیح الاسناد پر اور نہیں اخراج کیا اسکو بخاری سلم نے اور کما دارقطنی نے رجا کہ کُلُّهُمْ ثِقَاتٌ یعنی یہاں
 اس کے سب ثقہ ہیں اور جہاں کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب میں اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تیمم جائز ہو گیا کہ آویگا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہ ہو یعنی اتنے پانی پر کہ ہمارت کو کافی
 تو اگر جب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو او سپر واجب ہو گا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب ہو گا وغسل کے لیے
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدیث بھی ہو تو وضو واجب ہو گا سو تیمم واسطے جہاں کے ہی بالاتفاق اور جب کہ بے وضو کی واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض ہضم دھو سکتا ہی اور بعض نہیں دھو سکتا تو او میں بھی خلاف ہی ہے اگر نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض دھو کے اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نہ پاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل **ف**
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **ص** اور میل تیسرا حد فرسخ کا ہوتا ہو اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 پانسو گز کا ہوتا ہو یا ہر ہزار گز تک **ف** کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ وہ چلے زمین اپنی سے بچ جوت کے وقت
 آیا عسکر کا خبر نہ تم میں سو تیمم کیا اور مسح کیا موندنے پر اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پر بھی صحر کی پھر داخل ہو گئے کہ او
 آفتاب بلند تھا سو نہ کوٹا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مجتہد نام ایک تمام کا ہی اور مرد ایک میل پر ہی
 مدینہ طیبہ سے **ص** حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہو کہ تو تیمم جائز ہی یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہو گا مجاہد و
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہو گا **ف** اور مختار قول اول ہی **ص** وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہی لیکن خوف زیادتی مرض کا ہی اسکو تیمم جائز ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب بیمار ہو تو
 کہ خوف تلف عضو کا ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ** یا **وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ** یعنی اگر سو تم بیمار یا بیمار ہو سو
 تیمم کر مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نفس سے دور ہی **ص** اور اگر استعمال پانی کا سوتھی ضرر کرنا ہو یعنی بیمار
 کر دینا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دینا تیمم جائز ہی **ف** اور عیب ہی کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہی دشمن کے خوف سے آگ یا درد وغیرہ کے اور بھی
 جائز ہی یہاں کے خوف یعنی اگر پانی سے وضو کر گیا تو یہ اسلحا ہی گایا پانی کیسے حفاظت پینے کے واسطے مباح کیا ہی وضو
 یا غسل کی اس سے اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہی مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہی اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہی
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی ہو سکا جائز ہی اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہی تو وضو جائز ہی اور
 اگر واسطے وضو کے ہی نہ جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو وضو بھی تیمم جائز ہی **ف** اس واسطے ان حدیث
 تیمم جائز ہی کہ قدرت پانی کے تو پھر نہیں ہی **ف** اگر نازعہ کی قصاص ہو تو کا خوف ہو تو تیمم کرے کہ نازعہ کر
 اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر نازعہ میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہی کہ اگر وضو کر گیا نماز جاتی رہیگی تیمم سے بنا کر نماز ہی

۵۹
 جانب توجہ میں ہو کہ
 تیمم جائز ہی
 اگر وہ رکوع
 اور جان غلط ہو
 جس کا وہ نہ ہو
 ارادہ میں ہو گا
 منہ سلمہ

حدیث شریف
مکتبہ دہلوی
بین ۳۳
مکتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ جہاں کہہ گا قاضی ابو بکر غزالی نے شرح نووی میں کہ ابو یزید علی مروزی نے بحریہ روایت کیا کہ اوست راشد بن کسبان جیسی کوئی
اور ابو روق نے تو اس سے مہالت جاتی رہی اور ابو فرس کے مہجول نے جواب یہ کہ کا شیخ تقی الدین بن رفیق البغدادی کہ تمہیں
ابو فرارہ میں نظر ہے کیونکہ روایت کیا ہے اوست اس حدیث کو ایک جامع نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک و حسان بن علی
اور اسراہیل اور قیس بن السبع اور ابن عدسی کہہ کیا ابو فرارہ راوی اس حدیث کا مشہور ہے اور امام اسکا راشد بن کسبان
اور ایسا ہی کہہ ادا قطنی نے اور وہ جو بعض علماء نے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا تھما ہے یہ غلط ہے کیونکہ ابن المہامی نے یہ کہا ہے
فَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ فِي الْأَمَامِ آدِئِنِي كَمَا شَيْخُ تَقِيِّ الدِّينِ إِمَامٍ مِنْ أَوَامِلِ كِتَابِ هَذَا شَيْخُ تَقِيِّ الدِّينِ بْنِ رَفِيقٍ الْعَبْدِ
نِسْبَتِ كِيٍّ أَوْ قَاضِي خُصْنِ رَجْعِ إِمَامٍ عَظِيمٍ كَأَسْرِ قَوْلٍ سَلَّمَ لَهَا بِأَوْ شَيْخٍ جَوَّاسٍ مَكْبُورٍ طَعْنٍ كَرْتِ هُنَّ إِمَامٍ أَبُو صَيْفٍ بَرَزَ بِهَا كِيُونَكُ
أَوَّلُ كِتَابِ بْنِ أَبِي خَلْفَةَ الْفَقِيهِ كَمَا هِيَ كَأَسْرَ بِأَلْتَوْجِي بِالْتَقِيْدِ كَانَ الْتَقِيْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلُّ وَصْلَةٍ
بِئْسَ نَمِينٍ جَرَحَ سَاحِدَ مَكْرُوفٍ كَيْفَ نَبِيذَ سَاسَا سَلَّمَ كَيْفَ كَرَفَضَتْ مَعْلَى اَللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفُضِّلَ هِيَ اَوَسَّ اَوْرَدَاوَا سَافِصِيلَ سَ كَرَب
مَنَافَرَةُ فَرَضِيْنَ مَرِيْنِ مَكْرُورٍ هِيَ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ حَدِيْثُ كَوَابِنَ مَاجِرَ نَ اَرْطَفِيْ سَ عِبْدِ اَللَّهِ بْنِ جَبَّاسٍ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ
حَشْرَ اَوِيْ صَيْفٍ هِيَ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ
نَبِيْذَ كَيْفَ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ
اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ
اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ
وَاللَّهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ
اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ

باب تیمم کے بیان میں

تیمم جائزہ میں حضرت علیؓ نے وضو کو اور جنب اور عافض اور نسا کو **ف** اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ جب کو تیمم جائزہ نہیں
اور یہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائزہ ہے اور یہی مذہب مدنیوں کے موافق ہے اللہ تعالیٰ
فرمایا اَوْ لَا تَسْكُمُ التَّسْلُكُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ اَبْنُ اَلْمَيْكَةِ اَوْرَدَاوَا سَلَّمَ اِسْ
رضی اللہ عنہ لیس کے معنی علاج کے نہیں لیکن اور وہ جو دلیل ہے صاحب ہدایہ لاتے ہیں کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف
حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے سو کہ ہم ہتھ ہیں تیوں میں تین مہینے چار مہینے اور ہوتے ہیں ہم میں جنب اور عافض
لو نسا اور ہم نہیں پانی کو سو فرمایا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے اوپر تھا ہے ہر میں پھر مارا تھا ہینا اوپر زمین کے وسط
موند اپنے کے ایک بار پھر ملو دوسری مرتبہ سو مس کیا اوست اوپر وہ وہاں ہاتھوں اپنے کے کہ نہیں تک وایت کیا اسکو
ابن ابی حنیبلہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس حدیث کے شنی میں مہل کے ہر کہہ احمد اور اس نے
کہہ کہ نہیں اور کہہ مانی نے کہ مکر وہی ہو دلیل مسیح یہ کہ روایت ہے عافض رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے او کہہ کہ نہی چکا جو جنات تحقیق کہ میں لوٹا میں میں تو فرمایا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے کہ تیس

دو ضرب میں ایک ضرب ہوا واسطے ہونے کے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کمینوں تک وایت کیا اسکو حاکم غلام
 لکھا کہ صحیح الاسناد ہے اور بنیٰ اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے اور کما دارقطنی نے رجالہ کلہم ثقات یعنی رجال
 اوسکے مستفق ہیں اور حجازی کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی باب میں اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کو تیمم جائز ہو جیسا کہ لکھا گیا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہ ہو یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی
 تو اگر جب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو اس پر واجب ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہوگا اگر غسل کے لیے
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدت بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جنانے کے ہر بالاتفاق اور جب کہ بے وضو ہو
 اتنا پانی ہو کہ بعض حصہ دھو سکتا ہی اور بعض نہیں دھو سکتا تو او میں بھی خلافت ہے پھر نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض دھوے اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نہاویں یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل **ف**
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **ص** اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہی اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 پانسو گز کا ہوتا ہی چار ہزار گز تک **ف** کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہ چلے زمین اپنی سے بچ جوت کے تو وقت
 آیا حصہ کو تیرہ فہم میں سو تیمم کیا اور مسح کیا موند اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پر بھی صحر کی پھر داخل ہوئے مینے کو او
 آفتاب بلند تھا سو کو نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور بحدیث نام ایک تمام کا ہی اور مرید ایک میل پر ہی
 مدینہ طیبہ سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں چوک تیمم جائز ہی یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں چوک کہ آنے جانے میں دو میل پہنچاویں تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز ہوگا
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہوگا **ف** اور مختار قول اول ہی **ص** وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہے لیکن خون زیادتی مرض کا ہی اسکو تیمم جائز ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تیمم جائز ہوگا
 لہذا خوف غصہ کا ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی **وَأَنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَتْكُمْ مَاءٌ فَاغْسِلُوا** یعنی اگر ہو تم بیمار یا خیر تک سو
 تیمم کر مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نفس سے دور ہی **ص** اور اگر استعمال پانی کا سوتھی ضرورت رہی یعنی بیمار
 کر دیا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیا تیمم جائز ہی **ف** اور یہ جب ہو کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اند شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہی دشمن کے خوف سے آگ یا دزد کے وغیرہ کے اور بھی
 جائز ہی یہ اس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کر لیا تو یہ اسکا رہیگا یا پانی کیسے نہ تھا پینے کے واسطے مباح کیا ہی وضو
 یا غسل کی اس سے اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی حفظ پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہی مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہی اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہی
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مباح بھی ہو سکا جائز ہی اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہی اور
 اگر واسطے وضو کے ہی مباح جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو نہ تو تیمم جائز ہی **ف** اس واسطے ان حدیث
 تیمم جائز ہی کہ قدرت پانی کے تو پھر نہیں ہی **ف** اگر نماز عید کی قصدا ہوئے کا خوف ہو دیت ہو کہ تیمم کر کے نماز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہو کہ اگر وضو کر لیا نماز جاتی رہیگی تیمم سے بنا کر نماز نہ ہو

۵۱
 جانب توجہ میں چوک
 تیمم جائز ہی
 اور مرید ایک میل پر ہی
 مدینہ طیبہ سے
 یہ حکم ظاہر روایت کا ہی
 اور حسن کی روایت میں
 دو میل جانب توجہ میں
 چوک تیمم جائز ہی
 یا ایک میل جانب غیر
 توجہ میں چوک کہ آنے
 جانے میں دو میل
 پہنچاویں تو اس صورت
 میں اگر جانب توجہ ایک
 میل ہوگا تیمم جائز
 ہوگا اور پہلی صورت
 کے موافق جائز ہوگا
 ف اور مختار قول اول
 ہی ص وہ بیمار جسکو
 قدرت پانی کے
 استعمال کی نہیں
 یا قدرت ہے لیکن
 خون زیادتی مرض
 کا ہی اسکو تیمم
 جائز ہی اور امام
 شافعی رحمۃ اللہ
 علیہ کے نزدیک
 تیمم جائز ہوگا
 لہذا خوف غصہ کا
 ہو ف کیونکہ اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا
 ہی وَأَنْ كُنْتُمْ
 مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ
 سَفَرٍ أَوْ جَاءَتْكُمْ
 مَاءٌ فَاغْسِلُوا
 یعنی اگر ہو تم
 بیمار یا خیر تک
 سو تیمم کر مٹی
 پاک پر اور امام
 شافعی کا مذہب
 ظاہر نفس سے
 دور ہی ص اور
 اگر استعمال
 پانی کا سوتھی
 ضرورت رہی
 یعنی بیمار
 کر دیا یا جان
 یا کوئی عضو
 تلف کر دیا
 تیمم جائز
 ہی ف اور یہ
 جب ہو کہ
 باہر شہر کے
 ہو اور اگر
 اند شہر کے
 ہو تو بھی
 یہی حکم ہے
 امام صاحب
 کے نزدیک
 اور صاحبین
 کے نزدیک
 تیمم کرے ص
 اور تیمم
 جائز ہی
 دشمن کے
 خوف سے آگ
 یا دزد کے
 وغیرہ کے
 اور بھی
 جائز ہی
 یہ اس کے
 خوف سے
 یعنی اگر
 پانی سے
 وضو کر
 لیا تو یہ
 اسکا رہیگا
 یا پانی
 کیسے نہ
 تھا پینے
 کے واسطے
 مباح کیا
 ہی وضو
 یا غسل
 کی اس سے
 اجازت
 نہیں دی
 تو اگر
 مسافر نے
 پانی
 پایا اور
 وہ جانتا
 ہی کہ یہ
 پانی
 حفظ
 پینے کے
 واسطے
 رکھا گیا
 ہے تیمم
 اسکو
 جائز ہی
 مگر جب
 کہ پانی
 بہت ہو
 تو اس سے
 معلوم
 ہو کہ
 پینے
 اور
 وضو
 دونوں
 کے
 واسطے
 ہی
 اور اگر
 پانی
 پایا
 اور
 وہ
 جانتا
 ہی
 کہ
 یہ
 پانی
 وضو
 کے
 واسطے
 ہی
 مباح
 بھی
 ہو
 سکا
 جائز
 ہی
 اور
 امام
 فضلی
 کے
 نزدیک
 اگر
 واسطے
 پینے
 کے
 ہو
 تو
 وضو
 جائز
 ہی
 اور
 اگر
 واسطے
 وضو
 کے
 ہی
 مباح
 جائز
 نہیں
 اور
 اسی
 طرح
 اگر
 ڈول
 یا
 رشتی
 ہو
 جو
 نہ
 تو
 تیمم
 جائز
 ہی
 ف اس
 واسطے
 ان
 حدیث
 تیمم
 جائز
 ہی
 کہ
 قدرت
 پانی
 کے
 تو
 پھر
 نہیں
 ہی
 ف اگر
 نماز
 عید
 کی
 قصدا
 ہوئے
 کا
 خوف
 ہو
 دیت
 ہو
 کہ
 تیمم
 کر
 کے
 نماز
 شروع
 کرے
 اور
 یہ
 بالاتفاق
 ہے
 اور
 اگر
 نماز
 عید
 میں
 اسکا
 وضو
 ٹوٹا
 اور
 جانتا
 ہو
 کہ
 اگر
 وضو
 کر
 لیا
 نماز
 جاتی
 رہیگی
 تیمم
 سے
 بنا
 کر
 نماز
 نہ
 ہو

ہذا فی باب تیمم
مستدللین
میں

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

یہ جہاں کہ کما قاضی ابوبکر غزالی نے شرح نووی میں کہ ابو یزید جلی مروی عن جریر بن عبد اللہ کہ روایت کیا کہ اوس راشد بن کیسان جیسی کوئی
اور ابو ریحہ تو اس سے سمجھا کہ جلی ہی اور ابو ریحہ کے موصول ہوئے کا جواب یہ کہ کما شیخ تقی الدین بن رفیع الحدیث کہ تمہیں
ابو فرارہ میں نظر کیونکہ روایت کیا ہی اوس سے حدیث کہ ایک جماعت نے اہل ملہ سے مثل سفیان اور شریک و حسان بن علی
اور اسراہیل و قیس بن الربیع اور ابن ہدی کہ کما ابو فرارہ راوی اس حدیث کا مشہور ہے اور امام اسکا راشد بن کیسان
اور ایسا ہی کہ ادا قاضی نے اور وہ جو بعض علما نے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا تھمرا ہے غلط ہے کیونکہ ابن امام نے یہ کہا ہے
فَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ فِي الْأَمَامِ الْكَاشِغِ تَقِيُّ الدِّينِ إِمَامٌ مِنْ أَوَامِلِ كِتَابِ الشَّيْخِ تَقِيِّ الدِّينِ بْنِ رَفِيعِ الْعِدِيِّ
یہ سبکی کی اور قاضی خان نے رجوع امام عظیم کا اس قول سے لکھا ہے اور شیخ جو اس جگہ طعن کرتے ہیں امام ابو حنیفہ پر یہ کہ کیونکہ
اولی کتاب من لا یخضر الفقیہ میں لکھا ہے کہ کما یاس یا لتَوْضِئِ بِالْتَّيْمِزِ لَا تَقِي كَاتِ الْفِي صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَوَضَّاهُ
یعنی انہیں جمع ساتھ ہو کر کھڑے نہیں ہوتا سوا اس کے کہ حضرت علی علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوس سے اور دو اسکا تفصیل سے کتب
مناظرہ فریقین میں مذکور ہے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طریق سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اسناد میں اسکی
حشر راوی ضعیف ہے اور ایسا ہی ابن ہدیہ اور روایت کیا ابو داؤد نے عطاء کے انھوں نے مکرر دیکھا وضو کو ساتھ دو وجہ اور
نہین کے اور کہ کما تیمم جہاں نزدیک ہے اوس سے اور غسل امام ابو حنیفہ کے نزدیک نہیں ہے ایک روایت میں جائز ہے اور
ایک روایت میں ناجائز ہے کیونکہ کما ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا میں نے ابو العالیہ سے اوس شخص سے کہ پوچھی اوسکو جنت
اور نہیں ہے یا اس کے پانی اور نزدیک اس کے نہیں ہے کیا وہ غسل کرے اوس سے کہ کما کہ نہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونوں کرے
اور یہ تھلاں اوس پانی میں جو شیریں اور قوی ہو بہا ہو پانی کے اور اگر سخت ہو جاوے اور شیریں لگے کیسے نزدیک اوس وضو جائز نہیں

باب تیمم کے بیان میں

تیمم جائز ہے محدث یعنی بد وضو کو اور جنب اور عافض اور نقاش کو ف اور جنھوں کا مذہب یہ ہے کہ جنب کو تیمم ناجائز نہیں
اور یہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائز ہے اور یہی مذہب مدنیوں کے موافق ہے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا اَوْ لَا تَسْتَمِرُّ التَّسْلُةَ یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتوں کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنب کو بھی تیمم جائز ہے لیکن جنس غیر
رضی اللہ عنہ اس کے معنی جماع کے نہیں لیکن اور وہ جو دلیل ہے صاحب ہدایہ لاتے ہیں کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف
حضرت علی علیہ وسلم کے سو کہ ہم بہتے ہیں تیوں میں تین مہینے چار مہینے اور ہوتے ہیں ہم میں جنب اور عافض
ابو یوسف اور ہم نہیں پانی کو سو فرمایا حضرت علی علیہ وسلم نے اوپر تھامے ہیں میں پھر مارا ہاتھ اپنا اوپر زمین کے واسطے
سوند پھنکے ایک بار پھر دوسری مرتبہ سو مس کیا اوس سے اوپر دو فون ہاتھوں لپٹنے کے کہ نہیں تکرار روایت کیا اسکو
ابن ابی حنیفہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اس حدیث کے شنی بیٹے صبل کے ہیں کما احمد اور راوی
کہ وہ کہ نہیں اور کما سائی نے کہ نہ روک ہو اور دلیل مسیح یہ ہے کہ روایت ہے عمار رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہ کچھ نہیں ہو جبکہ جنابت تحقیق کہ میں لوٹا زمین میں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیسیم

دو ضرب ہر ایک ضرب پر واسطے ہونگے اور دوسرا واسطے دو نون ہاتھوں کے گھسیٹنے تک وایت کیا اسکو حاکم غلو
 کہ کہ صبح الاسناد ہی اور نہیں اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے اور کما دارقطنی نے رجا لہ کلہم ثقات یعنی رجال
 اس کے سب فقہ ہیں اور جگہ کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی باب میں اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کو تیمم جائز ہو گیا کہ آو گیا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہ ہو یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی
 تو اگر جب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو واجب ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر جب ہوگا وغیرہ کے لیے
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدت بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے چاہیے کہ ہر بالاتفاق اور جب کہ بے وضو کی واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض حصہ دھو سکتا ہو اور بعض نہیں دھو سکتا تو اوہ میں بھی خلافت ہے چار نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض کہ دھو کر اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نہ پاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل **ف**
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **ص** اور میل سیر احمد فرسخ کا ہوتا ہو اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 پانسو گز کا ہوتا ہو یا چار ہزار گز **ف** کیونکہ روایت ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جڑ کے تو وقت
 آیا عسکر کثر بن نعم میں سو تیمم کیا اور مسح کیا موند پیٹنے اور دونوں ہاتھوں کو اور ناز پر بھی صحر کی پھر داخل ہوئے مینے کو او
 آفتاب بلند تھا سو نہ ٹوٹا ناز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور تاجرت نام ایک تمام کاری اور مرد ایک میل پر رے
 مدینہ علیہ سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت میں دو میل جانب ٹوجہ میں ہو تو تیمم جائز ہی یا ایک
 میل جانب غیر ٹوجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب تو بس ایک میل ہوگا چنانچہ روایت
 اور پہلے صورت کے موافق جائز ہو گیا **ف** اور مختار قول اول **ص** وہ یا جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہی لیکن خون زیادتی مرض کا ہی ہو سکتا تیمم جائز ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہوگا
 کہ خون تلف غصہ ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَلَا تَكْنُتُمْ مِّنْ خُصِيٍّ** ایدہ یعنی اگر ہو تم بیمار اختیار نہ سو
 تیمم کر دیتی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر ہے دور **ص** اور اگر استعمال پانی کا سوسے ضرر کرنا ہو یعنی بیمار
 کر دیا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیا تیمم جائز **ف** اور یہ جب ہو کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہو دشمن کے خوف سے آگ یا دزد و غیرہ کا ڈر بھی
 جائز ہو یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کر گیا تو یہ اسلار ہیگا یا پانی کیسے نہ تھا پینے کے واسطے مباح کیا ہی وضو
 یا غسل کی اس سے اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی حفظ پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہی مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہو اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی ہو اسکا جائز ہی اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہی اور
 اگر واسطے وضو کے ہو مینا جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رشی موجود ہو تو بھی تیمم جائز **ف** اس واسطے ان محدثوں
 تیمم جائز ہی کہ قدرت پانی کے تو چھو نہیں **ف** **ص** اگر ناز عید کی قصا ہونے کا خوف ہو دست ہو کہ تیمم کے ناز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر ناز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کر گیا ناز جاتی رہی تیمم سے بنا کر ناز جائز ہو

۴۱
 جانب تو بوجہ
 تیمم جائز ہے
 اگر وہ رکعت
 اور چنانچہ روایت
 جس حالت میں
 اگر وہ نہیں ہوگا
 مسئلہ

امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نہ کرے اور اگر تیمم سے شروع کی تھی اور تیمم سے بنا کی سبک نہ کرے اور اگر نماز جنازہ کی فوت ہوئے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہو **ف** باوجود اسکے کہ صحیح اور تند رسد سے روایت ہے کہ اگر نماز گزری ہو تو تیمم جائز نہیں **ف** یعنی لموس جہاد کا جو مالک اور ولی ہو اور سکو تیمم جائز نہیں سوائے کہ لوگ اسکا خود انتظار کریں گے **ص** اور اگر خوف فوت نماز جمعہ یا کسی ایک نماز کا یا بیچ ناز دن میں ہو تو تیمم جائز نہیں اور دوبارہ اتھا نا تیمم میں فرض ہی ایک تو واسطے مسح کرنے منہ کے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونوں ہاتھوں کے **ف** کنیون کے اور یہی قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد نزدیک ایک بار ہاتھوں کو ماس اور اس کے مسح ہونا اور اتھا کا ہتھیلیوں تک کرے دلیل ہمارے مذہب کی ایک تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری اور دوسری دلیل حدیث عمار بن یاسر کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلہ خون کو سوار ہتھیلیوں اپنی کو اوپر مسکی اور نہ بھار مٹی سے کچھ سو مسح کیا منہ اپنے کا ایک بار پھر مارا ہتھیلیوں اپنی کو مٹی پر مسح کیا ہاتھوں اپنے کو تو آٹا کیا اسکو بن جابر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت ہے کہ حدیث ابی ہریرہ کی جو اوپر روایت ابن ابی زری گزری اور سند اسکی ضعیف ہے تو چونکہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ایک شخص گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیچانے یا پیشانی سے لے گئے تو سلام کیا اس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو جواب دیا یا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کہ قریب ہوا تو شخص کہ ٹھپ چائے کسی گلی مین تو مارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دیوار کے اور مسح کیا اونسے اپنے منہ پر پھر مارا دوسری بار مسح کیا ہاتھوں اپنے کو کنیون تک پھر جواب دیا سلام کا اس شخص کو اور فرمایا کہ جواب سلام دینے سے بنی وضو ہونا مجھے مانع آیا تمہارا روایت کیا اسکو ابو داود اور ابن جریر طبرستانی اور روایت کیا اس حدیث کو طبرستانی مختلف الفاظ اور حاصل و نکاحی ہی اور یہ حدیث ضعیف ہے کچھ نکاحی سند میں اسکی صحیح بن ثابت بن ابی ورسن ابو داود میں ہے **قَالَ أَبُو دَاوُدَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ نَافِلٍ حَدَّثَنَا الشُّكْنُكِيُّ أَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ فَعَلُ بْنُ عَمْرٍو لَيْسَ كَمَا أَبُو دَاوُدَ كَسَانِيَةِ** امام احمد بن حنبل سے کہتے تھے کہ روایت کیا محمد بن ثابت ایک حدیث منکر کو تیمم میں کہا اپنی اس نے کہا ابو داود کہ نہیں متا بہت کیا جاوگا محمد بن ثابت ہی ہر قسم کے اوپر دوبارہ اتھا مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا ہی اسکو لوگوں نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتہی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا موقف صحیح ہے اور باوجود حدیث اسکی اور اس میں ہے کہ کھلا یا جھکونی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم ایک بار مانا واسطے منہ کے اور دوسری بار مانا واسطے دونوں ہاتھوں کی کنیون تک روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اور بھی خارج کیا اسکا ابن مردودہ وغیرہ نے اور سند میں اسکی ربع بن بدیع ضعیف ہے لیکن وہ تصدیق حدیث عامر کی اور چونکہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ دوبارہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دوبارہ اتھا مانا ہی ایک بار واسطے منہ کے اور ایک بار واسطے دونوں ہاتھوں کے کنیون تک روایت کیا اسکو دلقنی اور حاکم اور بیہقی نے اور سند میں اسکی حدیث میں ہے کہ ابو ہریرہ نے کہ منکر یہ حدیث ہے ساتوں دلیل ہے جو روایت کیا حاکم اور بیہقی اور طبرانی اور دلقنی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

مگر اتنا پایا کہ دونوں کے لیے کافی ہو۔ دونوں تیم ٹوٹ جاوینگے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہیں ہے تو تیم نہ ٹوٹے گا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہے پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی سب ہی معصومین میں اور وہ ہی حکم میں جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر مصلیٰ نے تیم واسطے جنابت کی اور پھر اسکو حدیث ہوا اور ابھی تیم حدیث کا نہیں کیا ہے اور پانی پایا اگر دونوں کے واسطے کافی ہے جنابت تیم ٹوٹ گیا اور غسل اور وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہے کہ سیکے واسطے نہیں جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدیث کے واسطے تیمم کرے اور سوخت بات ہے کہ اس پانی سے جتنی پیٹھ دھوئی جاوے دھو کر نہ کہ جنابت کم ہو کہ **ف** جلدی نے اس مقام پر لکھا ہے کہ یہ ایک پانی کا ضائع کرنا ہے جو اس کا یہ ہے کہ ضائع کرنا نہیں ہے کیونکہ اگر شاید لگے جاوے سنے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ تبقیہ پیٹھ کو کفایت کرتا ہے تو جنابت و سکی اوہو جائیگی تو اگر پہلے پانی سے پیٹھ نہ دھولیتا تو یہ پانی کفایت نہیں کرتا **ف** تاقتا مثل فی حدیث **و** اور اگر اتنا پانی پایا کہ پیٹھ کے واسطے کافی ہو دھو کر اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاوے گا اور حدیث کے واسطے تیمم کرے اور اگر پیٹھ کو کافی نہیں وضو کرے کافی ہے وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہے گا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہے تو جنابت میں سے جو باقی ہے اسکو دھو کر اور حدیث کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائے تو تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی اس سے موافق اس جگہ کے دھو کرے پایا لیکن پہلے اس نے حدیث کا تیمم کیا بعد اس کے پیٹھ دھوئی اب پھر تیمم حدیث کا کرے یا کرے امین و روایتیں میں یہ یاد آتی کہ روایت میں پھر تیمم حدیث کا کرے اور اصل روایت میں پھر کرے اور اگر اس کے بدن یا کپڑے پر ایک دم سے نجاست زیادہ ہو کہ تو پہلے نجاست کو دھو کر اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً اکہدے کہ ای جماعت تیمم کرنے والی یہ پانی تمہارے واسطے مباح ہے جو نہا شخص تم میں سے چاہے اس سے وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے وضو کے موافق ہے سب کا تیمم باطل ہو جاوے گا تو اس وقت میں جب ایک شخص اس سے وضو کر لے گا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کریں گے کیونکہ ہر شخص کو اکہدے لکھے قدرت پانی پر ہو گئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی سینے تم سب کو دیا اور انھوں نے سب کو سید کا تیمم نہا دیا کیونکہ اس پانی میں سب کا حصہ ہے اور اتنا پانی نہیں جو سب وضو کریں گے تو یا کہ سینے پانی موافق اپنی طہارت کے نپایا پھر اگر وہ سب مل کے سارا پانی ایک شخص کو دیدین نام غلط ہے کہ نزدیک تیمم اس کا باطل نہوگا اور صاحبین نے نزدیک باطل ہو جاوے گا اور تفصیل اصل کتاب میں اگر تیمم کرنے والا مرد یعنی کافر ہو جاوے معاذ اللہ تو تیمم اس کا نہ ٹوٹے گا تو اگر پھر اسلام لائے تو تیمم اس کا باقی ہو اس شخص سے نماز درست ہے اگر کسی شخص کو مہید پانی ملنے کی ہوتی ہے اسکو نماز کا تاخیر کرنا اور جب دل وقت میں اس سے نماز تیمم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا اور وقت باقی ہے پھر نماز کا اعادہ نہ کرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہاں سے ایک غلو ہو دھو ڈھنا پانی کا احب ہو جاوے گا اور غلو تین سو قدم سے چار سو قدم تک ہوتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لانے سے قافلہ غائب ہو جاوے گا تیمم جائز ہے اور صاحب مجاہد نے اسکو اچھا کہا ہے اور اگر مسافر کے اسباب میں پانی ہو کہ اور وہ بھول جائے تو تیمم سے نماز پڑھے پھر پانی یاد آئے اور اگر جب وقت موجود ہو نماز پھر نہ پڑھے اور یا امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف ابویوسف میں ہے کہ اس نے پانی کو خود یا غیر نے اس کے حکم سے رکھا ہو اور جسکو غیر نے بغیر حکم اس کے رکھا ہے بعض ہونے کا تیمم اسکو سب کے نزدیک جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس وقت میں بھی اختلاف ہے ایسا ہی بدیہ میں اور اگر وضو کا مانع بندون کی طرف سے ہو کہ تیمم جائز ہے جیسے مسلمان کافر کو کہنے میں ہوں اور وہ وضو نہ کرے یا قید میں ہوں اور اگر کسی شخص نے مصلیٰ سے کہا کہ اگر

حقے و نوکیا تو قتل کردگان ہم او سکوا زہر گر حبه ششخص میا جاو او ران جا تا بے نماز کو پھر وضو پڑھنا چاہیے ایسا ہی بود میر

باب مسیح موزون کے بیان میں

مسح مود کا احادیث سے جائز یعنی ثابت ہو اور قرآن شریف سے دھونا پیر کا ثابت ہو اور اس باب میں حدیثیں بہت آئی ہیں صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے مسافر کے واسطے مسح کی حدت تیرنی دن اور تیرن شاہ مقدور کی اور تقسیم کے واسطے ایک دن اور ایک اٹ اور صحیح ابن خزيمة میں حضرت ابو بکر سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علامات اہل سنت میں مسح خضین کو داخل کیا ہے اور عقائد میں درج کیا ہے فرمایا وَتُغَسِّغُ مَسْحَ الْخُضَيْنِ وَاللِّسَانِ وَالتَّخْضِيرَ اِیْنِیْ مَسْحَ کَرْتِیْنِ ہم اوپر روزوں کے سفر اور خضین اور کما امام صاحب نے کہ نہیں حکم کیا سینے ساتھ مسح کے یہاں تک کہ آیا میرے پاس نائز و شنی دن کے اور ایسا ہی سب ائمہ سے مروی ہے اور اتفاق کیا اس پر ائمہ اربعہ نے اور جو مسح مود کا جائز نہیں کہتا وہ بھی ہے اور اس باب میں قریشی صاحب جو نسخے روایت ہے اور تواتر المعنی ہر گو گو نے اس حدیث کو گناہ تفصیل اس کی شائستگی بیان دینے میں کہ کوری جو کجا جی چاہا ملاحظہ کرے اور یہاں بسبب اختصار کے ترک کیا **ص** بے وضو کو واسطے حد تک مود کو مسح درست ہے مگر یہ کہ جب ہو تو مسح جائز نہیں **ف** کیونکہ روایت ہے صفوان بیٹے عسال سے کہا کہ تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے کہ جو جب کہ ہو ہم سفر میں یہ کہ نا تو تاریخ روزوں اپنے کو تین بات و تیرنی دن تک مگر جناب سے اور نا تو تاریخ پیشاب پر سچا اور سوچے سے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ **ص** اور صورت اس کی یہ ہے کہ جب نے تیمم کیا بعد اوسکے اوسکو حد تک ہوا اور اوسکے پاس وضو کے موقع پانی ہو سنہ وضو کر کے موزہ پہنا بعد اوسکے موافق غسل کے پانی پایا اور غسل کیا اور پھر پانی کو پھر پانی مقدار وضو پایا سو اوچھیر تیمم کیا واسطے جناب سے تو اگر آب شکرے تو وضو کرے اور موزہ اذکار اور پھر دھو کر واسطے کہ جب کو مسح جائز نہیں اور سنت مسح موزہ میں یہ کہ تین اوچھیر تیمم کا ہندہ کی کشادہ کر کے بانوں کی اوچھیروں کے سر سے پٹلی تک تین خط موزے پر کھینچنے اور اگر اوچھیر کیا کشادہ کین مگر تین اوچھیروں سے مسح کیا جائز ہوا اور اگر پہلے ایک اوچھیر کی ترکی اور مسح کیا اور پھر ترکی اور مسح کیا تو میںوں درمیان میں جو جب کہ مسح کرے تو درست ہو لیکن اگر تینوں بار ایک ہی جگہ نہ چار دست نہیں اور اگر انگوٹھے اور شہادت کی اوچھیر سے مسح کیا جائز ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مسح جو کو سے پوچھے گئے فرمایا اپنے ہاتھ کی اوچھیروں کو موزہ چرخ سے تنیل کی یا پھیر تنیل کے پٹلی کے کھینچنے اور اگر اوچھیر کے سر سے مسح کیا درست نہیں مگر جب کہ موزہ متناثر ہو جاوے کہ جتنا واجب ہے تو جائز ہے اسی طرح لکھا ہے محیط میں اور ذکر کیرین لکھا ہے کہ اگر اوچھیروں سے قہر جتنے ہوں درست ہے اور مسح سنت ہے تنیل سے اور اگر تنیل کی پشت سے مسح کیا جائز ہوا اور پیر کی اوچھیروں کی طرف سے مسح شروع کرنا سنت ہے لیکن اگر پٹلی سے شروع کرے گا درست ہو جولوگ اور اگر مسح کو قبول کیا اور موزہ کا پانی اوسکے مود کی پیٹھ پر پڑا مسح درست ہو گیا اور اس طرح اگر سر کا مسح قبول کیا اور بانی نوکے سر پر پڑا مسح درست ہو اور اگر گھانس میں چلا اور ظاہر مود کا تر ہو گیا اگر چشم سے ہو تو درست ہے اور یہی صحیح ہے اور مسح ظاہر مود پر کرے **ف** ظاہر مود سے مرد و پشت و زونہ ہو اور باطن سے مرد و پیٹھ مود کے ہر وہیکہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے اور روایت کیا ابو داؤد حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ کا انھوں نے فرمایا کہ اگر کارہ باری کا غسل پر ہوتا ہے سو رکھلا ولی تمناح کرنے میں اوپر اوسکے سے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک

اور جو کہ کے مسح کرنا واسطے ادا فرمائی ہو اور نیچے سوچ کے واسطے ادا نہ کرے اور جو حدیث اس باب میں مذکور ہے
 رضی اللہ عنہ و اردی کہ وضو کرنا یا سینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غرضہ تو کہ میں سو مسح کیا آپ نے اور جو کہ کے اور نیچے اسی
 سوچ کے روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہے اور اتصال اسکی سند کا
 مفید نہ ثابت نہیں ہو گا کہ ترمذی نے جو چاہیے بخاری اور ابو زرہ سے اس حدیث کو دونوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے
 اور ابو داود نے بھی اسکو ضعیف کہا ہے اور بعض طریقوں میں امام احمد اور ابو داود کو علی ظاہر چھٹا کا لفظ واقع ہو چکی ہے مسح
 اور ابون ہریرہ کے **ص** اور روزہ اس کے کہتے ہیں جو ٹخنوں کو چھپا دے اور پیر کی جو چھوٹی انگلیاں ہیں اور سینے اگر تین انگلیوں
 کے برابر پیر ظاہر ہو گا مسح درست نہیں اور اگر اوستے کہ یہ درست ہے اور اگر روزہ ڈھیلہ ہو گیا اور پیر دیکھنے میں باقیوں کی گئی یا
 مسح اور سچائی اور جبرموق اس سے کہتے ہیں جو سوچ کے اوپر پہنچ جاتے ہیں واسطے حفاظت سوچ کے
 کچھ اور نجاست وغیرہ سے تو اگر چہ کے ہیں یا مانند اسکے اور پیر مسح جائز ہے اگر چہ فقط جبرموق ہوں اور روزہ اس کے نیچے
 اور اگر کپڑے کے ہیں یا مانند اسکے تو اگر ٹخنوں کے تین انگلیوں پر پہنایا ہو مسح جائز نہیں اور اسی طرح اگر سوچ بھی اسکے نیچے
 ہوں تب بھی جائز نہیں لیکن اگر تری اسکی سوچ کو پہنچ جاتی ہے تو مسح جائز ہے تو اگر جبرموق چہرے کے ہیں یا مانند اسکے اور روزہ
 مسح کر کے بعد سے انکو سوچ پر پہنایا ہو اور پیر درست نہیں سوچ پر کرے اور اگر قبل حد تک انکو پہنایا ہو مسح کیا اور پیر جبرموق تو اگر
 اور روزہ ان کو نہ اتنا روزہ ان پر پیر مسح دوبارہ کرے اور دو سوچ کے سوچ پر اگر مسح کیا بعد اسکے ایک تو اتنا روزہ دوسری تہ پیر
 مسح کرنا واجب نہیں ہے اور اگر ایک پیر کے جبرموق کو اتنا روزہ اسکے سوچ پر کرے اور دوسرے پیر کے جبرموق پر پیر دوبارہ مسح کرے
 اور امام ابی یوسف کہتے ہیں کہ دوسرے جبرموق بھی اتنا روزہ اسکے سوچ کرے دونوں پیر موزون پر **ف** مسح جبرموق پر ہو
 درست ہے کہ روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے
 عمامہ اور جبرموق پر **ص** اور جو رب پر مسح درست ہے اگر سخت ہو اور بغیر باندھنے کے تم سے اور نیچے انکو چھڑا لگا ہوتا تھا
 چہرے کا سوچ تو اگر بغیر باندھے تم سے نہیں لیکن چھڑا او سینے میں لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اور پیر درست نہیں ہے اور حنفیوں
 کے نزدیک درست ہے اور مروی ہے کہ امام صاحب فرج جو کہ کیا حنا جبین کے قول کی طرف اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے رحمہم اللہ تعالیٰ
ف جو رب اسکو کہتے ہیں کہ سوچ پر سبب حفاظت مروی ہے پہنایا ہو یا اور کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 جو رب پر مسح درست نہیں اور روایت کیا امام احمد اور ترمذی اور ابو داود ابی بن ماجہ نے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو ربون پر تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جو رب پر مسح جائز ہے اور یہ حدیث حجت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت
 امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اتنا روزہ اسکے اور ابو داود نے بھی اور حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جو ربون پر ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی عیسیٰ بن یسیر نے کہ میں ضعیف کیا انکو احمد اور ابن
 اور ابو زرہ ع اور نسائی وغیرہم نے سنن ابی داود میں کہ مسح کیا جو ربین پر حضرت علی اور ابن سعد اور بر بن عازب اور انس
 بن مالک اور ابو امامہ اور سل بن عبد اللہ عمر بن حمرہ رضی اللہ عنہم جمیع فرمایا ہے اور روایت کیا گیا ہے حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ عنہما بھی **ص** اور مسح موزون موقت درست ہے کہ بعد پہنچنے کے وقت حدیث کے طہارت تمام ہو کر تو اگر اس نے

نہیں

نہیں

وضو غیر مرتب کیا جیسے پہلے دونوں سر دھو کر موندنا بعد اسکے باقی اعضاء دھو کر بعد اسکے حدث لاحق ہوا پھر اس نے وضو کیا
 یا ترتیب سے وضو کیا تو دلہنے پر دھو کر موندنا اور دوسرے کو دھو کر موندنا بعد اسکے حدث ہوا تو دونوں صورتیں مسح جائز ہیں صورت میں
 وقت پہننے سو دھو کر طہارت اس کی تمام نہی اور دوسری صورت میں وقت پہننے دھونے سو دھو کر کے لیکن وقت حد تک دونوں صورتیں
 میں طہارت اس کی پوری ہو **صل** اور مسح جائز نہیں ہے عمامہ اور ٹوپی اور برقع اور دستاؤں پر **ف** امام محمد رحمہ اللہ
 موطا میں لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پونچھا ہوا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اوشے پونچھا لوگوں نے مسح عمامہ
 کہا انھوں نے جائز نہیں ہے یہاں تک کہ مسح بالون کا کرے اور اسی اندک کیا ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور
 نافع کہتے ہیں کہ سینے صغیر بنت ابی حبیبہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھیں اور کھینچتی تھیں اور منی اپنی او
 مسح کرتی تھیں سر پر اور پونچھا ہوا ہیکو کہ اول میں مسح اوپر سے عمامہ کے جائز تھا اور اب نسخ ہو گیا اور یہی قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا
 اور اکثر صحابہ کا اور شہام بن عروہ روایت ہے کہ دیکھا انھوں نے اپنے باپ کو کہ اوشے تھے عمامہ سے اور مسح کرتے تھے سر پر
 دستاؤں کو بھی عمامہ وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیے اور وہ جو صغیر کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اوپر عمامہ کے نسخ
 ہوا دلیل نسخ کی قول صحابہ و تابعین ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کلام امیرین ہے **و** اوشے پونچھا ہوا ہیکو کہ مسح کر
 اوپر سر وں اپنے **صل** اور فرض مسح سو دھو کر میں برابر تین نوکل کے ہیں ماتمہ کے اور اس سے زیادہ فرض نہیں اور نیت وغیرہ مسح
 میں فرض نہیں **ف** پہلے میں روایت ہے صغیر بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دھو کر دھو کر دھو کر دھو کر دھو کر دھو کر
 موزوں اپنے کے اور کھینچا انکو انو گلیو سے اوپر تک ایک بار اور گویا کہ میں نظر کرنا طرف نشان مسح کے اوپر سو دھو کر آنحضرت صلی
 علیہ وسلم کے کہ کئی خط تھے انو گلیو کے **صل** اور مدت مسح کی مقدار کو وقت حد تک ایک یا دو ایک دن ہوا اور مسافر تو تین
 اور تین یا **ف** مثال اس کی یہ کہ مثلاً ایک شخص نے ٹھکر کو وضو کیا اور سو دھو کر پہننے بعد اسکے عصر کے وقت حد تک ہوا تو اب
 مدت عصر کے وقت تک جانیگی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت میں قبل کو ربوئی اول اور مدین میں بھی اس باب میں آئی ہیں اور
 اکثر احادیث کا یہی ضمون ہے کہ مسافر کے واسطے مدت مسح کی تین دن اور تین یا **ف** اوپر تھیم کے واسطے ایک دن اور ایک یا **ف** اور ایک
 روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ مسح جب تک چٹکر یعنی کچھ مدت نہیں مگر جانتے ہو اتنا کر اور یہی قول ہے ابی ہریرہ قاص کا
 دلیل کہتے ہیں اس جو روایت کیا مالک نے انس رضی اللہ عنہ اور کہا صحیح ہے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے
 تم میں اپنے سو دھو کر پہننے سونہرے ٹھکر ہی اولیٰ دونوں موزوں میں اور مسح کرے اوپر اور نہاؤں اگر چاہے انکو مگر جانتے ہو اور
 ابن ابی حزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر عمل کیا ہے اور وہ جو ابن ماجہ اور ابوداؤد روایت کیا ہے ابی بن حمار
 رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مسح کروں میں موزوں پر فرمایا ہاں کہا ایک دن فرمایا اور دونوں
 کہا اور تین دن بیان تک کہ پونچھے سات دن تک سو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور میں لکھا ہے **وَقَدْ اخْتَلَفَ سَوِيَّةُ**
لِسَنَادِهِ وَلَكِنَّهُمُ بِالْقَوِيَّةِ فِي تَحْقِيقِ خِلَافِ كَيْفِيَّتِهِ اسناد میں اس کی اور وہ قوی نہیں دوسرے کے مخالف ہیں
 اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت علی اور ابی بکر اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہم سے اگر کوئی کہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ
 جسکو مالک نے صحیح کیا ہے اور داؤد طوسی نے بھی اسکو روایت کیا ہے متبرج و جابر ابوسکایہ کے کہ حدیث محمود بن عیینہ کی

عدت پر جیسا کہ مذکور ہے چوچیر کہ وضو کو توڑتی ہے مسح کو بھی توڑتی ہے **ف** کیونکہ پیر دھونا ایک جزو ہے نہ دو کا تو
 اس کا پتہ ہم مقام ہی تو جس سے وضو توڑیگا یہ بھی توڑیگا **ص** اور نکالنا سوڑ کا بھی مسح کو توڑنا ہی اور پیر دھونے پر
 دھونا واجب ہوگا کیونکہ جمع غسل اور مسح میں نہیں درست ہے اور جو سوڑ کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پیر بھیگ جاوے
 مسح ٹوٹ جاتا ہے اور فتویٰ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاتا ہے اور جب بات مسافر اور مقیم کی تمام
 ہو جاوے دھونا پیر کا اور پیر فقط واجب ہوگا اگر وہ با وضو ہو اور اگر بے وضو ہو تو سارا وضو کوڑے اور باہر نکلنا اکثر قدم کا
 سوڑ سے مسح کو توڑنا ہی اور یہی افظاقہ درسی کا ہے اور متن میں جو لکھا ہے کہ نکلنا زیادہ ایڑ کا طریق ہے پٹہ کی کے مسح کو توڑنا ہی
 مروی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق غیر با وضو چھوئی کے پٹہ جاوے اور پیر اتنا ہی سوڑ سے نکل جاوے
 مسح جائز نہیں اور اس کے اگر کم پٹا ہو تو درست ہے اور اگر لنگیا پٹا ہو کیا وہ میں تین اوٹھکلیاں برابر ساجاتی ہیں لیکن اتنا نکلنا
 مسح درست ہے اور اگر ملا ہوا ہی لیکن چلنے کے وقت اتنا نکل جاتا ہے مسح درست نہیں ہے جو موزہ رسی یا وغیرہ سے بنا ہوا درجے سے
 ٹخنا کھلا ہو اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اس طرح پر کہ کچھ اوٹھکلیاں نہیں رہتا تو اوپر جمع درست ہے اور اگر کھلا رہتا ہے تو اگر مقدار
 تین اوٹھکلی کے یا زیادہ کھلا ہوگا مسح درست نہیں بلکہ درست ہے اور اگر ایک سوڑ میں بہت جگہ پٹا ہوگا کہ جمع کرنے سے تین اوٹھکلی کے موافق
 ٹھہرے تو اوپر مسح درست نہیں اور اگر دونوں سوڑ جھٹھے ہوں اور دونوں جمع کر کے ہر قدر ٹھہرے تو مسح درست ہے اور اگر مقیم سوڑ پر مسح کیا
 اور ایک دن ات گزیرے سے پہلے مسافر ہوا تو اس دن کے بعد اوتار کے اور اگر ایک دن ایک گزیرے کے پہلے مقیم ہوا لیکن بعد اوتار کے
 بعد اوتار کے اور اگر مسافر بعد ایک دن سوڑ کے مقیم ہوا تو مقیم سوڑ کو پیر سے اوتار کے پیر سے دھو کے مسح شروع کرے

فصل پٹی پر مسح کرنے کے بیان میں

پٹی پر مسح درست ہے اگر جب وقت حدت کے باندھی ہو اور پٹی کا کھولنا مسح کو باطل نہیں کرتا ہی کیونکہ زخم اچھا ہو گیا ہو
 پٹی پر مسح کرنے کا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ اور سند اسکی حدیث
 ضعیف ہے اور اس واسطے کہ سوڑ کے اوتارنے سے زیادہ اوپر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہے اور جب سوڑ کا مسح درست ہو تو پٹی کا بھی
 درست ہو گیا اور اگر زخم لہجے چوچ کے بعد پٹی گری تو اس مقام کا دھونا فرض ہو گیا پھر اگر اس کا وضو ہو کہ تو فقط اسوی مقام کو
 دھوئے **ص** پھر اگر مسح کرنا پٹی پر ضرر کرے تو ترک کرنا اس کا درست ہے **ف** کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں
 کہ ایک شخص کو حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے زمانے میں مرنے کا حکم کیا اور اسکو حرام ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اس نے غسل کیا تو
 اگر شے گر گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کو اسکی خبر پہنچی کہا عطائے کہ پونہا پہلو کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے کاش وہ لوٹتا
 تمام بدن پنا اور چھوڑ دیتا سر پنا جس جگہ اسکو زخم کا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ **ص** اور اگر ضرر نہ کرے
 تو اوپر میں کہی روایتیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے ترک کرنا اسکا اور فتویٰ اسپر ہے کہ ترک کرنا درست نہیں
 اور اس میں کچھ شرط نہیں ہے کہ پٹی طہارت کے وقت باندھی ہو اگر چہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہے خواہ حدت چھینا
 جیسا کہ گذشتہ سیدہ ہو کہ مسح پٹی پر جب درست ہے کہ جب مسح اوس عضو کا کرے جیسا کہ دھونا نہیں سکتا اس طرح پر کہ پانی اسکو
 ضرر کرتا ہے یا پٹی بھی ہو اور کھولنے میں اس کے ضرر کا خوف ہو تو اگر عضو کے مسح بقادر ہو دیکھا پٹی پر مسح جائز نہیں **ف**

اس واسطے کہ یہ مسبب عذر کے ہو اور جب عذر نہ ہو دیکھا تو مسح بھی جائز نہ ہو گا **ص** اگر اعضا مصلی کے پٹھن اور ان کے
دھونے عاجز ہو کر پانی بہانا اور سپر لازم ہو تو اگر یہ مانہ سکے تو اسی جگہ کا مسح کر لو گے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہو کر نہ پائے
اور اگر وہ اسکے دھونے کے **ف** دلیل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری **ص** اور اگر ہاتھ اسکے پٹھن
کہ خود وضو نہیں کر سکتا دیکھ کر اور اگر وہ مسح سے اوسنے نہ کر لیا اور تیمم کر لیا جائے تو اور صاحبین کے نزدیک درست نہیں اور اگر اپنے
پیر کی پوئی کی جگہ پر وہانی لگائی ہو یا کوئی دوا پر گزرا ہو تو اگر پانی بہایا اور پھر وہ اگر پڑی اگر تندرستی سے گری ہو اس مقام کو
پھر دھو کر اور اگر تندرستی نہیں گری ہو تو نہ دھو کر اور اگر کسی شخص نے وضو نہ کر لیا اور گزری رکھے اور اسکے اوپر پٹی باندھی ہو
لوگوں کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہیں بلکہ گزری پر کرے اور وضو کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہو کہ بغیر دھونے کے آپ باندھ سکے
تو مسح اوپر جائز نہیں اور اگر آپ نہیں باندھ سکتا جب تک کہ وہ شخص باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہو **ف** اس واسطے کہ
عذر کے ہو اور جب پٹی آپ کھولتا ہو اور آپ باندھ سکتا ہو تو پٹی اتارنے میں عذر نہیں اور اگر آپ باندھ نہیں سکتا تو اس جگہ عذر
پایا جاوے گا تو مسح بھی درست ہو **ص** اور وضو کے نزدیک اگر کوئی کھولنے سے اور اس کے نیچے مسح کرنے سے عاجز ہو کر
اور زخم کو کچھ ضرر پہنچے تو مسح پٹی پر جائز ہو اور اگر نہیں تو پٹی پر مسح درست نہیں **ف** اور یہی قول مختار ہے **ص**
اگر کھولنا پٹی کا ضرر نہیں کرتا لیکن مقام حرج سے اتارنا ضرر کرنا ہی کھولنے اور اس کے نیچے کو مقام حرج تک نہ دھو کر اور پھر
باندھ لیا اور مقام حرج کا مسح کر لے اور اگر شرعاً اسپرین کہ پٹی پر مسح درست ہو اور گردن اور پٹی کے اگر بدن کھلا ہو مسح
اوپر درست ہے کیونکہ دھونے میں خون اس بات کا ہے کہ پٹی تر ہو اور تری اسکی زخم تک پہنچے **ف** جو پٹی گزری پر باندھی جائے
اوسکو عصاب بھی کہتے ہیں **ص** اور تمام پٹی اور عصاب کا مسح کرنا چاہیے حسن کی روایت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
اور بھی مذکور ہے اسرار میں اور وضو کے نزدیک اگر پٹی اور عصاب کا اکثر مسح کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر پٹی اور عصاب پر
مسح کر لیا اور پھر اوکو اتارنا اور پھر باندھ لیا مسح پھر کرے اور اگر مسح کرے گا تو بھی درست ہے اور اگر اوسکی جگہ دوسری پٹی
یا عصاب باندھ بہتر ہے کہ پھر مسح کرے اور اگر نہ کرے گا تو بھی درست ہے اور میں با مسح کرنا پٹی یا عصاب کا کچھ ضرر نہیں بلکہ ایسا
کافی ہوا پٹی کے مسح کے واسطے کچھ مدت نہیں جیسا کہ مسح ہو کر کیا مسح ہو تو اگر پٹی گر پڑی لیکن اچھے ہونے سے گری ہو اس جگہ کہ جو نا
واجب ہو خاص کہ اگر اسے پیچے ہو گری تو مسح باطل نہ ہو دیکھا ان مسح ہو کر کہ اگر ایک سوڑ کو اتار لیا تو وہ خون پیر کا دھونا واجب ہے

باب حیض کے بیان میں

میں خون خاص میں عورتوں کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اوس خون کو کہتے ہیں جسکو عورت بالغہ کا بھلا
اور عورت بالغہ برس میں آتی ہو بغیر کسی بیماری اور سن نامیدی کو بھی نہ پونجی ہو تو جو خون جسم سے نہ ہو دیکھا حیض نہیں اور
اسی طرح خون فبرس قبل آوے گا اور ایسا ہی جو بیماری آوے گا اور خون ہمیشہ جاری ہو بعض خون حیض ہو دیکھا بعض پریس
اور جو خون بعد جٹے کے عورت کو آتا ہو اوسکو نفاس کہتے ہیں وہ بھی حیض میں داخل نہیں اور مسح ہے کہ حیض مہینہ ایسا کہ نہیں
ف ایسا کہ مہینہ نامیدی کی مہینہ ہو گیا یا اوسمیں حیض نامیدی ہو جاتی ہے **ص** اور سن ایسا نہیں کہ نزدیک ساتھ
برس میں اور وضو کے نزدیک پچیس برس اور یہی تجویز کیا ہے مشائخ ہمارا اور خوارزمی نے **ف** بخار اور خوارزمی نے

ف اگر سنفاس کو کتنے مہینے جو مرتبہ تمام حیض میں اپنے ایک پڑا پاروئی کا ٹکڑا کتنی مہینے ص بخون ہو سکی ہے
بند ہونے سے فرج خارج نہ ہونے میں پونہا جو حیض متعلق ہو گا اور ناز کو تو تو ہو گا تو اگر سنفاس کے کتنے وقت حیض متعلق ہو گا کتنے
فرج خارج سے اگر سنفاس کے کتنے داخل ہو گا اگر سنفاس کے کتنے خارج ہو گا اگر سنفاس کے کتنے متعلق ہو گا اگر سنفاس کے کتنے متعلق ہو گا اگر سنفاس کے کتنے متعلق ہو گا
اگر سنفاس کے کتنے متعلق ہو گا اگر سنفاس کے کتنے متعلق ہو گا اگر سنفاس کے کتنے متعلق ہو گا اگر سنفاس کے کتنے متعلق ہو گا اگر سنفاس کے کتنے متعلق ہو گا
نہا نہیں ہے کوئی آویگا جسے حکم اور سنفاس متعلق ہو گا اور اگر سنفاس کے کتنے متعلق ہو گا اگر سنفاس کے کتنے متعلق ہو گا اگر سنفاس کے کتنے متعلق ہو گا
داخل ہو **ف** قلعہ اس سے کہتے ہیں جہاں تک کہ خستہ کیا گیا ہو تو اس میں اگر پیشاب آجائے اور ناز ٹوٹ جائے اگرچہ باہر ہو
ص اور کہنا اگر سنفاس کا اگر کرایا حیض میں سبب ہو اور شیب کو ہر وقت اور مقام رکھنے کر سنفاس کا مقام بکارت کا ہو تو
فرج داخل ہو کہنا کہ وہ ہو اور اگر کسی پاک عورت نے اول مدت میں کر سنفاس رکھا اور جب صبح ہوئی اور سپر خون کا دیکھا حکم
حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہو ہو گا اور اگر عورت ماضیہ نے کر سنفاس رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی کچھ تو حکم ہمارا
جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہو گا اور جو طہر کر دو حیضوں کے بیچ میں واقع ہو مدت حیض میں اگر ہو گا تو حیض ہو اور جو رنگ کے مدت حیض
میں جو سفیدی خالص کے کچھ سبب حیض ہو **ف** حیض سے پاک ہونے کو طہر کہتے ہیں اور بہت کم مدت طہر کی ہند
روز میں اور زیادہ کی حد نہیں اور طہر متعلق کہتے ہیں اس پاک کو جو عورت دو حیض کے بیچ میں دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے
اور خون کی رنگ میں سبب چھ رنگ علم نے بیان کیے ہیں شرف شہر سیاہ تیر رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیر رنگ اور
مٹی کے رنگ میں یہ فرق ہے کہ تیر میں سفیدی اعلیٰ ہوتی ہو اور مٹی کے رنگ میں سیاہی تو حاصل ہونے کا یہ ہے کہ عورت ماضیہ ان چھ
میں سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہے اگر سفید ہے ہو تو وہ حیض نہیں اور اب طہر متعلق کیا بیان شروع ہوتا ہے تفصیل اس کی جیسے بیان نہیں کی
جو قول مفتی ہے اور اس کو ذکر دیا اور باقی مطالب کو شرح عربی پر چھوڑا **ص** جو طہر کہہ پندرہ دن کے کم ہو جو جب وہ خون کے بیچ میں آئے
تو اگر تین دن سے بھی کم ہو تو وہ سب نزدیک حیض ہو اور اگر تین دن سے زیادہ ہیں تو امام ابی یوسف کے نزدیک اور امام عظم سے ایک دن آٹھ
میں بھی حیض میں داخل ہو اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے کہ چونکہ ہمیں آسانی ہو فتویٰ ہو چھنے طہر اور فتویٰ دینے طہر پر
ف پہلے میں لکھا ہے **وَاِنْ كُنْتُمْ لَا تَدْرُونَ اَلْحَيْضُ اَلَّذِي يَنْتَبِهُ عَلَيْهِ الْمَرْءُ فَاسْتَحْضِیْ** اس کے آسان ہو اور یہی ہے آخر
قول امام صاحب کا اور بائیں مذہب میں اور میں امام محمد کی روایت امام صاحب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہم سب ابن المبارک کی
روایت امام صاحب ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب ابو فضیل میں ان مذاہب کے خواص کا فقط فائدہ ہو
عوام کا کوئی فائدہ منصوص نہیں ہوا سبب نہ کیا **ص** رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہو اور اسی طرح اگر
خوب زرد ہو تو سب بھی صحیح مذہب میں حیض ہو اور زردی و زردی ضعیف اور تیرگی اور خاک کے رنگ کے نزدیک حیض ہو **ف**
اور فرق ان دنوں میں بیان کر چکے اور بعض لہا کوں کے نزدیک یہ سب رنگ حیض میں دلیل الہی ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور بخاری
ام طہر سے لکھا انھوں نے ہم نہیں کہتے ہیں تیرگی اور زردی کو بعد پاک کے کچھ یعنی حیض میں داخل نہیں کہتے اور روایت کیا اسکو
ابن ماجہ بھی اور حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے سنن ابن ماجہ میں اور یہ ہمیں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوائے
سپردی کے سب کو حیض گردانا ہو اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے **ص** عورت ماضیہ

نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہو جائے تو روزے کی قضا کے اور نماز کی قضا کرے **ف** کیونکہ حضرت ابوہریرہ
 رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں جب کبھی عورت نے نماز پڑھتی ہو تو روزہ رکھتی ہو
 روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کیا ابو داؤد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے
 ساتھ قضا کرنے کے اور نہیں حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کرنا لازم
 اور یہ مذہب مخالف احادیث مشہورہ اور مردود ہیں **ص** بلکہ کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوسکے فقہ پر
 ساقط ہوگئی اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی تو آخر وقت میں نماز واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دن میں پاک نہ ہو
 اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہو کہ غسل اور تکبیر تحریر ہو سکتی ہو نماز واجب ہوگی اور اگر اس سے کم وقت ہو واجب ہوگی اور اگر روزہ
 عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت ہو تو دس دن کے بعد پاک ہو کر روزہ فرض ہو قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہو قضا اوسکی واجب ہوگی
 اور نماز میں اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہو اگرچہ نفل ہو اور اگر عارضہ عورت رمضان میں ن کو پاک ہوئی ہو کچھ نکاح یا روزہ کا
 ہوگا لیکن نکاح اوسکو واجب ہو اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کاروزہ رکھنا واجب گا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہو
 و اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ غسل اور تکبیر تحریر کر سکتی ہو تو کل کاروزہ واجب ہوگا اور اگر اس سے کم ہو تو
 واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت رات میں باقی تھا اور اوسے غسل نہیں کیا روزہ اوسکا باطل ہوگا اور عارضہ کو دور شد میں مجہد
 میں آئے اور طوان خاند کے حکم کا کرے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ انھوں نے کہا کہ جب آئے ہم
 صرف میں کہ ہم ایک مقام کا ہو تو عارضہ ہوئی میں ہو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کر جو کرتے ہیں حاجی لوگ سو اس بات کے کہ
 طوان کرنا عارضہ کا جب تک کہ پاک نہ ہو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور مسجد میں داخل ہونا اس واسطے منع ہے کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلیٰ کو مسجد سے لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلیٰ کو مسجد سے لے کر
 و فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہو اور اسی واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو مسجد میں
 و نہ پڑھیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں حلال کرتا ہوں مسجد کو واسطے جنب اور عارضہ کے روایت کیا اسکو
 بودہ اور ابن ماجہ و بخاری تاریخ میں اور طبرانی نے تصنیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہ اسناد میں اسکی افلت بن حلیفہ
 و فی مہول الحال ہو کر کہا ابن ابی نعیم نے کہ وہ متروک ہے و جواب اوسکا یہ ہے کہ ابن ابی نعیم کا قول صحیح نہیں مردود ہو اور کسی امام حدیث نے
 یہاں بیان نہیں کیا بلکہ کہا احمد کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اوسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور حسن کہا اوسکو بخاری
 قطاری و اللہ اعلم **ص** اور اگر طوان کر لیا حلال ہو جائیگی **ف** یعنی وہ چیزیں کہ وقت احرام محرم ہو جاتی ہیں
 حلال ہو جائیگی **ص** اور عارضہ کہ ان سے نیچے زانیہ کی چھو نا درست نہیں اور چھو نے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کرے یا زانیہ
 ان طوائف اور بوسلینا اور اس مقام کے سوا کا چھونا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور
 فی سبب سبب استقام اور فائدہ لینا درست ہے **ف** کیونکہ روایت ہے بن ابی بن اسلم سے کہ انھوں نے کہا ایک شخص نے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت کی درست ہے جس حالت میں وہ عارضہ ہو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اندھو لو سپر زار پھر کیا اختیار نہ کرے اور کہا تو وہ جو حیض میں اس حدیث کے ایک ہی مسئلے پر تو جواب اوسکا یہ ہے کہ مباشرت

ف اگر سمن او کو کہتے ہیں چھو ترین مقام حیض میں اپنے ایک کپڑا یا رٹی کا ٹکڑا کوئی تین ص یوں خون لو سکی ہو
بند ہو یعنی فرج خارج نہ کہ میں پونہ پاؤں حیض تحقق ہو گا اور غار کو نہ توڑیگا تو کر سمن کہتے وقت حیض حقیق ہو گا کہ خون
فرج خارج سے کر سمن تک پہنچے تو اگر فرج داخل ہو کر سمن سرخ ہو گیا اور فرج خارج کا سرخ نہیں ہو حیض تحقق ہو گا کہ جب
کر سمن اٹھا لیا جاوے تو اوٹھا کے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی کم یوں خون اتنا خدا اور فاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج سے
نہا نہیں ہے کوئی آدمی کا تپہ حکم او سکا تحقق ہو گا اور اگر وہ اپنی اہلیل میں یعنی سوراخ ذکر میں دئی رکھی ہو مگر یہ اور قلعہ خارج میں
داخل ہو **ف** قلعہ اسے کہتے ہیں جہاں تک کہ خستہ کیا جاتا ہو تو اس میں اگر پیشاب آجھا ہو گا یا ٹوٹ جاوے گی اگرچہ باہر
ص اور کہنا کر سمن کا اگر کیا حیض میں نہ ہو اور شیب کو ہر وقت اور مقام کہنے کر سمن کا مقام بکارت کا ہو
فرج داخل میں نہ کہنا کرو یہی اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات میں کر سمن رکھا اور جب صبح ہوئی او سپر از خون کا دیکھا حکم
حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہو و گیا اور اگر عورت مائتہ نے کر سمن رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی بھی تو حکم طہارت
جس وقت رکھا تھا ثابت ہو گا اور جو طہر کہ دو حیضوں کے بیچ میں واقع ہو مدت حیض میں اگر ہو گا تو حیض ہو اور جو رنگ مدت حیض
میں ہو اس سفیدی خالص کے دیکھا سب حیض ہو **ف** حیض سے پاک ہونے کو طہر کہتے ہیں اور بہت کم مدت طہر کی پندرہ
روز میں اور زیادہ کی حد نہیں اور طہر متخلل کہتے ہیں اس پاک کو جو عورت دو حیض کے بیچ میں دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے
اور خون کی کمی رنگ میں سب چہ رنگ علمائے بیان کہ یہ ہیں شریخ شبنر سیاہ تیرو ۔ ۔ ۔ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور
مٹی کے رنگ میں یہ فرق ہو کہ تیرہ میں سفیدی مل ہوئی ہو اور مٹی کے رنگ میں سیاہی تو حاصل نہ کایہ ہو کہ عورت حائضہ ان چھ
میں سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہو مگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہیں اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہو تفصیل اس کی ہم نے بیان میں کی
جو قول مفتی ہے او سکو ذکر دیا اور باقی طالب کو شرح عربی پر چھوڑا **ص** جو طہر کہ پندرہ دن کم ہو جو جو خفگی سے حیض
تو اگر تین دن بھی کم ہو تو وہ سب نزدیک حیض ہو اور اگر تین دن چوک یا زیادہ ہیں تو امامانی پوسٹ کے نزدیک اور امام غلام سے ایک دن آت
میں بھی حیض میں داخل ہو اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسی پرفوی ہو کہ یوں کہ اس میں آسانی ہو پرفوی ہو چھٹے طے اور پرفوی دینے والے پر
ف ہر دن میں لکھا ہو کہ اخذ فی هذا القول ایسے معنی تمسک کرنا ساتھ اس قول کے آسان ہو اور یہی ہے آخر
قول امام صاحب کا اور پانچ مذہب میں اور میں امام محمد کی روایت امام صاحب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب امام النبار کی
روایت امام صاحب ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب ابو فضیل میں ان مذاہب کے خواص کا فقط فائدہ ہو
علوم کا کوئی فائدہ تصور نہیں ہوا اسلئے ترک کیا **ص** رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہو اور اسی طرح اگر
خوب زرد ہو کہ تہی سب میں حیض ہو اور زردی و زردی ضعیف اور تیری اور خاکی ہلکے نزدیک حیض ہو **ف**
اور فرق ان دنوں میں بیان کہ چکے اور بعض لہاموں کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہیں لہا لکھی ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور حاکم
ام علیہ سے کہ لہاموں کے نہیں کہتے ہیں تیری اور زردی کو بعد پاک کے کچھ بھی حیض میں داخل نہیں کہتے اور روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عایضہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے سن ابن ماجہ میں اور پھر یحییٰ بن یزید نے حضرت علی بن ابی حمزہ سے
سیدی کے سب حیض گردانا ہو اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہو **ص** عورت مائتہ

نہ روزہ پڑھے اور روزہ نہ کرے اور جب پاک ہو جائے تو روزے کی قضا کے اور نماز کی قضا کرے **ف** کیونکہ حضرت ابوہریرہ
 رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں جب کھا لیں تو بیہوش ہو کر نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے
 روایت کیا اسکو بخاری و مسند میں اور روایت کیا ابو داؤد و غیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے
 ساتھ قضا کرنے کے اور نہیں حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا لازم نہیں
 اور یہ مذہب مخالف ائمہ دین مشہور و معروف ہیں **ص** مگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوسکے فقے سے
 ساتھ ہو گئی اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت میں نماز واجب ہوگی اگر یہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دن کے بعد
 اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہو کہ غسل اور تکبیر تحریر ہو سکتی ہے نماز واجب ہوگی اور اگر اس کے وقت ہو واجب ہوگی اور اگر روزہ
 عورت کو حیض آیا اور اگر یہ آخر وقت ہو تو دس دن کے بعد پاک ہو کر روزہ فرض ہے قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہے قضا اوسکی واجب ہوگی
 اور نماز میں اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہے اگر یہ نفل ہے اور اگر حائضہ عورت رمضان میں دن کو پاک ہوئی تو کچھ کھا یا روزہ کا
 نہ تو کھا لیکن کچھ نا اوسکو واجب ہے اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کاروزہ رکھنا واجب ہے اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہو
 اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ غسل اور تکبیر تحریر ہو سکتی ہے تو کل کاروزہ واجب ہوگا اور اگر اس کے وقت ہو
 واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت رات میں باقی تھا اور اسے غسل نہیں کیا روزہ اوسکا باطل ہوگا اور حائضہ کو درست نہیں ہے جب
 میں آئے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ انھوں نے کہا کہ جب آئے ہم
 شرف میں کہ نام ایک مقام کا ہے تو حائضہ ہوئی میں نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کھاتے ہیں حاجی لوگ سو اس بات کا کہ
 نہ طواف کرنا کعبہ کا جب تک کہ پاک نہ ہو روایت کیا اسکو بخاری اور مسند میں اور مسجد میں داخل ہونا اس واسطے منع ہے کہ فرما چلتے
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلے کو مسجد کیلئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہوں
 تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے اور اسی واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 آؤ ہم لے جائیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں حلال کرتا ہوں سجدہ کو اس واسطے جنبا اور اعضاء کے روایت کیا اسکو
 ابو داؤد اور ابن ماجہ و بخاری تاریخ میں اور طبرانی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد میں سبکی افلت بن حلیفہ
 کوئی موصول الحال ہے کہ ابورکبان الرضی نے کہ وہ متروک ہے تو ابورکبان الرضی نے کہ وہ متروک ہے تو ابورکبان الرضی نے کہ وہ متروک ہے تو ابورکبان الرضی نے کہ وہ متروک ہے
 ایسا بیان نہیں کیا بلکہ کہا کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزمہ نے اور حسن کہا اوسکو بخاری
 بن قطان نے واللہ اعلم **ص** اور اگر طواف کر لیا حلال ہو جائیگی **ف** یعنی وہ چیزیں کہ وقت احرام حرام ہو جاتی ہیں
 حلال ہو جائیگی **ص** اور حائضہ کو ناف سے نیچے زانوں تک چھونا درست نہیں اور چھونے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کے یا لٹکن
 ران ملنے اور بوس لینا اور اوس مقام کے سوا کچھ چھونا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے بچ کر رکے اور
 باقی سب سبک استماع اور فائدا میں درست ہے **ف** کیونکہ روایت ہے بن سلم سے کہ انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھ کو اپنی عورت سے کیا درست ہے جس حالت میں وہ حائضہ ہو سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ہاتھ تو اوپر لے کر نہ کرنا اختیار کرنا اس کے اوپر کا اور وہ جو بعضوں نے اس حدیث کو کہا ہے کہ میں اس سے تو جواب دے سکتا ہوں کہ میں اس سے

تھے ہونے والے یوں کے مقبول ہوا اور راوی اس حدیث کے شیعہ ہیں۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مالک و دارمی نے اور روایت ہر
 معاذ بن جبل سے کہ کہانی نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورت سے جبکہ وقت حیض کے کیا حلال ہو گا اور ازاں کے اور پھر
 اسے افضل ہو روایت کیا اسکو زین نے اور محمد بن اسد نے کہا ہو گا اسناد اسکا قوی نہیں اور جماع کرنا عورت سے مالک حنفی میں حرام
 اور گناہ کبیرہ بالاتفاق منوع ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جماع کرے
 حائضہ سے یا کسی عورت کی درمیان یا کسی کا پس آئے اس سے خبر لو چھنے کو سو لو سنے کا حکم کیا اسکا جو محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پر نازل ہوا اور محمد بن مری و حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہ میں ازاں باندہ ملیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
 مباشرت کرتے تھے اور میں حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو
 بھیجا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا پاس کہ پوچھے کہ کیا مباشرت کر مجھ پر عورت اپنی سے اور وہ حائض ہو سو کہا عایشہ
 رضی اللہ عنہا کہ باندہ لے ازاں اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت میں ابو داؤد اور نسائی کی ہے کہ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم مباشرت کرتے تھے عورتوں اپنی سے اور وہ حائض ہوتی تھیں جیسا وہ لوگ ازاں ہوتی تھی نصف راتوں تک راتوں
 اور ایسی ہی بہت روایتیں صحیح اس باب میں آئی ہیں اور روایت کی ابی حاتم و دیگرہ رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے سنا بعض
 ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبارہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اوکھ لکھتے
 اور شاید اسی سے یہ حدیث کہ امام محمد صاحب کا ہے **ص** اور حائض اور جنب اور نسا کو قرآن پڑھنا درست نہیں اگر چاہے کہ کسی
 کہ ہو کہ وہ نبی ہے یا نبی کریم رضی اللہ عنہ کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کم کا درست ہے اور یہ اختلاف اوسمیں ہے کہ قرآن
 کے قصد سے ہو کہ اگر کوئی قصد سے ہو جیسے کہ کہ **لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَسْمَعُوهُ أَوْ لَا تَعْلَمُونَ** یا **لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَسْمَعُوهُ أَوْ لَا تَعْلَمُونَ**
 قرأت واسطے جنب اور حائض کے اس واسطے جائز نہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور جنب کچھ قرآن میں
 روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور داؤد و حنفی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا اسکو ترمذی
 نے فرمایا اور بعض نے ان دونوں حدیثوں کو ضعیف کیا ہے واللہ اعلم **ص** عورت حائضہ کو بھی قرآن کی درست ہے **و**
 اس واسطے کہ یہ قرأت قرآن کی نہیں کہلاتی **ص** اور جو عورت کہ پڑھاتی ہو اسکو اگر حیض آیا امام کرخی کے نزدیک ایک ایک کلمہ پڑھاؤ
 اور ہر کلمے کے اوپر پڑھاؤ اور امام طحاوی کے نزدیک آدمی آدمی آیت پڑھاؤ اور آدمی کے بعد پڑھے پھر باقی آدمی پڑھاؤ اسی طرح کہ پڑھا
 اور عاقبت کا پڑھنا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہیں اور تہنیت و نفل
 پڑھنا مکروہ ہے **و** اور اسی طرح زبور بھی **ص** اور محدث بنے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہے **و** اس واسطے کہ **و**
 ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں وہ کئی تھی کوئی چیز کو قرآن پڑھے سے مگر جنابت روایت کیا اسکا احمد اور صاحبنا
 اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ماجہ و داؤد و حنفی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن سکین اور حنفی
 اور یونانی شرح السنین اور روایت ہے محمد بن مری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں دس آیتیں اخیر سورۃ آل عمران کی
 قبل وضو کے **ص** اور چھوٹا اسکا حائضہ اور جنب اور نسا اور محدث چاروں کو جائز نہیں **و** اس واسطے کہ
 قرآن شروع میں آیہ **يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ** میں نہیں چھوٹے ہیں اسکو مگر بالکل لوگ **ص** مگر خلاف کے

اوپر سے درست ہو اور غلاف اچھے کہتے ہیں کہ جدا ہو سکے تو اب جلد کا جدا ہونا ممکن نہیں لہذا چھونا بھی اوسکا درست نہیں اور لکھنا قرآن کا لکھنا نہیں جانا یہ لکھے ہوئے کو درست ہے نزدیکاً نام ابی یوسف کے اور نزدیکاً امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نہیں اور بے طہارت کے استہین سے چھونا مکروہ ہے اور اوس میں وہی ہے جس کو جبہ پر آیت قرآن کی گھسی ہو چھونا مکروہ ہے مگر تحصیل میں ہونے تو چھونا تحصیل کا جائز ہے مکروہ نہیں اور جو عورت کہ دس دن میں حیض سے پاک ہوئے قبل غسل کے اوسے صحبت کرنا درست ہے اور وہ جو اسے قبل میں پاک ہوئے قبل غسل کے اوسے صحبت جائز نہیں اور یہی نفاس کا حکم ہے **ف** یعنی اگر نفاس کی مدت پھر دینی یعنی لپٹا ہونے کے بعد پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوسے صحبت درست ہے اور اگر کم میں اسے پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہیں اور وہ جو اسکی صاحبہ دینے نہ لے لکھی ہو کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہے اور کبھی بند ہو جاتا ہے اور جب دس دن میں حیض سے فارغ ہوئی اور چالیس دن میں نفاس سے تو یہ تو اکثر مدت ہے اس سے زیادہ حیض نفاس نہیں ہو سکتا اور جو کم میں پاک ہوئی تو حال ہی کہ شاید خون پھر جاری ہو جاوے اور جب غسل کر لیا تو مائتہ غلطی کو ترجیح ہو گئی واللہ اعلم **ص** اور اگر دس دن کے کم میں پاک ہوئی اور اوپر وقت موافق غسل اور تکبیر تحریر کے گذر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے درست ہے **ف** کیونکہ نمازوں اور سپر فرس ہو گئی تو حکماً گویا پاک ہو گئی اور اگر خون اوسکا بند ہو گیا اوسکی حادث کے کم میں تین دن سے زیادہ میں قریب ستاویں جائز نہیں جب تک حادث موافق وقت گذر جاوے اگرچہ اوسنے غسل بھی کر لیا ہو کیونکہ عادت میں خوف ہونے کے پھر آجائیکا تو احتیاطاً پھر تین دن کے کذا فی الجہد آیۃ **ص** اور اگر عورت مائتہ دن کے کم میں پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گذر گئے ہیں مگر عادت اسکی کم ہی واجب ہے اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ نہ ہو جاوے و جب نہ ہو جاوے قضا کا اوس وقت غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر عادت کے برابر ہو جائے یا زیادہ عادت ہو جاوے عورت مبتدئہ ہو تو تاخیر کرنی غسل کی استحب ہے **ف** مبتدئہ اوس عورت کو کہتے ہیں جو اول بار حائضہ ہوئی ہو اور پہلے اوسکے کبھی حیض نہ ہوا ہو **ص** اور اگر تین دن کے کم میں پاک ہوئی نماز کی تاخیر کرے اور قیض نہ ہونے کا خوف ہو غسل کرے اور پڑھ لے اور ان سب صورتوں میں اگر عورت دس دن کا اند خون گیا حکم طہارت کا باطل ہو گیا مبتدئہ یا مستادہ ہوا و اگر کوئی عورت دس دن یا زیادہ میں پاک ہوئی دس دن کے گذرنے سے حکم طہارت کا لیا جاوے گا اور غسل اوپر واجب ہوگا اور مستادہ کے اگر لیکھن خون نکھا اور دوسرے دن طہر تو جس دن خون دیکھے اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے تو تیس دن بھر نماز ترک کرے اور جو تھے دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کم مدت کی پندرہ دن میں اور اکثر مدت کی حد نہیں **ف** ایسا ہم غمی سے بھی ایسی ہی رعایت ہے اور اکثر گناہ حال ہے کہ کبھی بڑی بڑی تک طہر رہتا ہے **ص** مگر مستادہ کا موافق حادث طہر ہوگا اور اختلاف ہی طہر کے انداز میں اوس سے یہ کہ ایک گھڑی کم ہے چھ بیسے دن صورت اسکی دین کے لیکھن رت کا اولیٰ جزئی تھا اوسنے دس دن دیکھا اور چھ بیسے پاک ہی پھر خون اوسکا بار بار جاری حادث اسکی اوس دن میں گھڑی کم ہوگی اس کے تین دن میں ایک مینا پہلو تین دن بھر تک نہ لکھنے ہونے سے تین گھڑی کم نہیں ایک ایک گھڑی سے تین دن میں ایک گھڑی

فصل استحاضہ کے بیان میں

جو خون کہ تین دن میں یا اس کے کم ہووے یا دس روز یا زیادہ ہووے یا ان کے چالیس روز یا زیادہ ہووے استحاضہ ہے اسی طرح جو خون کہ عورت کے حیض کی حادث زیادہ ہووے دس دن کے بڑے جاوے یا نفاس کی حادث زیادہ ہووے اور لپٹا ہونے کے بعد پاک ہو جائے

دونوں کے واسطے ایک غسل کرے اور احادیث میں بھی مختلف وارد ہوئی ہیں خانم اور حضون کا مذہب یہ ہے کہ ہونٹ پر کر
اور یہی مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسکا الوداؤ اور دلی کرنا عورت مستحاضہ سے درست ہے روایت کیا ہے
عکرمہ رضی اللہ عنہ کا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھیں اور جماع کرتے تھے اور نسہ فاوند ان کے اور سنا میں ام حبیبہ کی
معلیٰ راوی بعض لوگوں نے ضعیف کیا ہے اور انکو اور امام احمد ان سے روایت نہیں کرتے تھے لیکن کہ ابھی بن عیینہ کہ وہ فقہ بن ابو
اسی کو اختیار کیا ہے محمد بن اسحق اور سراج بھی اس سے روایت کیا ہے ہر وقت نماز کیا واسطے وضو کرے اور اوقات میں جتنی چاہے نماز پڑھے
نوافل پڑھے اور اسکے وضو کو وقت کا ہانا تو دیتا ہے اور امام زفر کے نزدیک وضو کرنا آتا تو دیتا ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک
دو لوگوں وضو ٹوٹ جاتا ہے جس شخص نے قبل وقت نماز کے وضو کیا وہ وقت لگنے کے بعد نماز کی نماز پڑھے آخر وقت تک ہرگز نزدیک امام ابی یوسف
کے نزدیک درست نہیں کہ بیک وقت کے داخل ہونے سے ان کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعد ازاں کے بچنے کے وضو ہرگز نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور امام
کے نزدیک نہیں بیجا کہ بیک وقت کا ہرگز نزدیک وضو ٹوٹتا ہے اور امام زفر کے نزدیک نہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی ٹوٹ جاوے گا

فصل نفاس کے بیان میں

نفاس اوس خون کو کہتے ہیں جو جتنے کے بعد آتا ہے اور اوسکی کم مدت کی نہیں اور اکثر مدت اوسکی پچیس دن ہیں **ف**
حضرت امام سلمہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ کما انھوں نے نفاس والی عورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بعد نفاس چالیس
دن ہتھی تھیں روایت کیا اسکو الوداؤ اور احد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت میں ہے الوداؤ کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو
مکرم کیا ساتھ قضا کرنے نمازوں نفاس کے اوجھ کیا اسکو چاکم نے **ص** اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت ساٹھ
دن ہیں **ف** اور حدیث امام سلمہ رضی اللہ عنہ کی اوپر حجت ہے **ص** اور جس عورت کا ایک مہر پیدا ہوگا اور چھ مہر سے
کم من دوسرا مہر پیدا ہوگا تو انکو قاضی کہتے ہیں اوسکی ماں کا نفاس اول ایسے سے معتبر ہوگا اور مدت اوسکی دوسرے
شک کے گزریگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے شک سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور چھ مہر پیدا ہوگا بعضہ حصہ
اوسکے مخلوق نہ ہو ان اور اوسکے بعد خون آئے تو وہ خون نفاس کا ہے اور ایسے پر پیدا ہونے سے لڑھی ام ولد ہو جاوے گی **ف**
ام ولد لڑھی کو کہتے ہیں کہ جس سے اوسکے مالک کی اولاد ہو سکے کہ یہ کہ بعد شکر اوسکے کے آزاد ہو جائی تو یہ بیان کیا گیا کہ اگر لڑھی
سے ایسا ہو بھی ہو تو وہ مالک سے ام ولد ہو جاوے گی **ص** اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہیں اگر کسی خاوند شجرہ کو شک کہ
مکرتہ جنے کی تو بچہ طلاق ہو اور وہ سقطہ جنی تو بچہ طلاق ہو جاوے گی اور عورت پر طلاق پڑجاوے گی اور مدت تین مہر ہو جائیگی

باب نجسوں کے بیان میں

ف نہاست کو پاک کرنا واجب ہے نماز کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہ کہ نماز پڑھتا ہے کہ جو کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
فَرِشَاتٍ بَاطِئَاتٍ یعنی کپڑوں کو اپنے سوا پاک کرنا اور احادیث میں بھی حکم ہے **ص** اگر بدن یا کپڑا یا کپڑا یا کپڑا
جس پر نہاست ہو ایسی نہاست جو دکھائی دیتی ہے یا نہاست اور کلاب اور جو جگہ کہ بتی ہو یا نہاست کی کسی اوس سے پاک کرے
اور اگر نہاست کا اثر باقی ہو تو زائل ہو کر نہاست بھی پاک ہو جاوے گی **ف** یا نہاست کے مثل کیا سنی کہ جب بچہ یا کپڑا یا کپڑا یا کپڑا
جس پر نہاست ہو ایسی نہاست جو دکھائی دیتی ہے یا نہاست اور کلاب اور جو جگہ کہ بتی ہو یا نہاست کی کسی اوس سے پاک کرے

پاک کرنا اگر باقی سے **ص** جو چہ کہ ناپاک ہو جاوے اوس نجاست کہ دکھائی نہیں دیتی زمین باو کے دھونے اور ہر دھونے کے پھوٹنے سے پاک ہو جاوے گی اور تیسری بار میں خوب موافق مذکور اپنے کے چوٹے نو لکڑی خوب زور سے پھوڑے گا تو پاک ہوگا ایسا ہی چوٹیا اور جب کا پھوڑنا حکم نہیں زمین بار دھونے اور ہر دھونے کے پھوٹنے سے پاک ہو جاوے گی اور خشک کرنا یہ ہر کہ قطو نہ بے اور چکنا سو فون ہو جاوے اگر سو میں ایسی نجاست جس کا دل ہو و بھرجا و او خشک ہو جاوے زمین پر پٹنے سے پاک ہو جاتا ہی اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تردا از بھی ہو و او خوب پاک ہو جاوے گا اور اوس پر فتویٰ ہے اور جو دلدار ہو و دھونے سے قطو پاک ہوگا جیسے کہ پیشاب قطو دھونے سے پاک ہوتا ہی **ف** روایت کیا ابو داؤد حضرت ابی ہریرہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھرجا و تم سے جوتے میں نجاست تو مٹی اوس کے واسطے پاک کرنے والی ہے اور ایسا ہی مروی ہے حایشہ رضی اللہ عنہا بھی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست تردا ہو تو وہ بغیر دھونے کے پاک ہووے گی اور لیل اونکی وہ ہے جو روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیر کپڑے میں چلنے سے کوئی نجاست تیر بھرجا و تو دھوا و اسکو اور اگر خشک ہو تو کچھ لازم نہیں تیر کو پر روایت کیا ابو زین **ص** اگر کسی چیز میں ہی بھرجا و تیر ہو یا خشک دھونے سے پاک ہوتی ہے **ف** حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ تر مٹی سے بغیر دھونے کے پاک نہیں ہوتا اور سوکھی سے بھی دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اور سوکھی مٹی اگر کپڑے سے کھرجے تو بھی پاک ہو جاوے گا لیکن جب ہر کہ مٹی اعتدلیہ ہو کہ قابل کھرچنے کے ہو کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ دعوتی تھیں مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داؤد و دیگر اور یہی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھونے مٹی کو پھر نکلے تھے نماز کو اوس کپڑے میں اور میں کچھ تھی نشان دھونے کا اوس میں روایت کیا اسکو شیخین رحمۃ اللہ علیہما اور ایک روایت میں سلم کی ہر کہ میں کھرتی تھی مٹی کو آپ کے کپڑے سے پھر نماز پڑھتے تھے لوی کپڑے میں اور ایک روایت میں ہر کہ میں کھرتی تھی سوکھی مٹی کو ناخونے کے کپڑے سے اور کہا امام طحاوی نے شکل الاتار من حد ثنا یونس ثنا یحییٰ بن حسن ثنا عبد اللہ بن المبارک و یثرب بن الفضل عن عمر بن مکی عن سلیمان بن سنان عن عائشہ قالت کنت اغسل المٹی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الی الصلوۃ وان بقع الماء لعی نق یہ یعنی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں دعوتی تھی مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور تحقیق کہ نشان پانی کے اون کے کپڑے میں جوتے تھے **ص** اگر سر زکاک پاک ہر اس طرح پر کہ پیشاب نے نزع سے تباوڑ کیا اور بعد پیشاب کے استنجا کیا اور مٹی خشک ہو گئی کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی کپڑے کو یا بدن اور حسن بن نبیاد نے امام صاحب سے روایت کیا ہے کہ بدن میں اگر مٹی لگے کہ خشک ہو جاوے کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی جب تک نہ دھوے گا **ف** صاحب ہدایہ وجہ اسکی یوں بیان کی ہے فأت حمر لرا البدن جاذبہ لا یصح الی لیم والبدن لا یسکن فلو کہ حرارت بدن جاذب ہی سونہ عود کہ علی مٹی طرف جرم خشکی سے اور بدن کھنکھاتا ہو حکم نہیں **ص** تنوار یا بھری یا اور جو لو کے مثل چیزیں ہیں مٹنے سے پاک ہو جاتی ہیں زمین پر یا کسی اور چھوٹے اور چھوٹے ایسا ہو کہ دھونا و اسکا دشوار ہو ایک سات دن اوپر باقی ہو جاوے گا اور ایٹمین ناپاک یا ایٹمین بھی یا زمین یا نرمل یا کھر اور دھونے اور گھاس لگائی نہ ہو و او خشک ہو جاوے اور اگر نجاست کا باقی نہ رہے پاک ہو جاوے گی اور یہی مختار ہے اور زمین

موندن قبلہ کے کہ اس نوح ہو وقت پہچانے کے اور بعضوں نے رخصت ہی پر قبلہ کی طرف موند کر کے کی جبکہ قبلہ اور اسکے درمیان میں کوئی چیز محال ہو جیسا کہ روایت ہر مردان صغیر سے کہا انھوں نے دیکھا سینے این عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بٹھلایا انھوں نے اونیٹنی اپنی کو طرف قبلہ کے پھر بیٹھے اور پشاپ بکرنے لگے طرف اونٹنی کے پس کہا سینے اونٹنے کیا نہیں منع کیا گیا اس کے کہا انھوں نے کہ ان منع ہر میدان میں لیکن جب ہو درمیان میں اور درمیان قبلہ کے کوئی چیز کہ جھپٹے بجھو سو کچھ حرج نہیں اخراج کیا اسکو ابو داؤد نے اور بعضوں نے مطلق رخصت ہی پر لیکن موند کر کے میں طرف قبلہ کے سو دلیل ہے کہ میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم موند کر کے میں طرف قبلہ کے پشاپ میں ہو دیکھا سینے اونکو ایک سال بشر قبل وفات کے کہ نہ کر کے تھے طرف قبلہ کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور کہا ترمذی سے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے کہ شایخ ابن القیم نے کہا ترمذی نے کہ پوچھا سینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا انھوں نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کیا اسکو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی ہے ایمان بن صالح سے اور وہ مجهول ذین اور میں حجت کو قبول کی روایت سے اور جواب دے سکا یہ کہ کہا ابن منذر نے کہ ابان بن جہل ثقہ ہے شوری حدیث الائمہ اور وہ ابان بن صالح بیہائم کا ابو محمد قرشی ہے روایت کیا اس سے ابن جہل ہو ابن عثمان اور ابن ابی نعیم اور عبید اللہ بن ابی جعفر نے اس شہادت لایا ساتھ روایت اسکی کے بخاری اپنی مجمع میں مجاہد اور حسن بن علی اور حاکم اور توفیق کی اسکی بھی ابن عیین اور ابوجاتم اور ابو زرہ رازی نے اور سنائی نے اور الدبر محمد بن ابان کا روایت کیا اس سے ابو یوسف اور ابو داؤد و طحاہی اور حسین بن علی وغیرہم نے اور اس حدیث پر انھوں کو کیا محمد بن یحییٰ نے اور نہیں حجت پکڑی جاوگی اور اس سے احکام میں تو پھر بھلا معارض کیونکر ہوگی احادیث صحاح کی اور حرج منسوخ ہوگئی ہے حدیث میں منع کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہو سکتی ہے کہ شاید یہ مکان میں ہو کہ اون لوگوں کے مذہب پر جو مکان میں نجات دیتے ہیں یا یہ امر تنگی مکان سے تھا کہ شایخ ابن القیم نے بعد اسکے بیان کہ فَكَيْفَ تَقِيُّمٌ عَلَى النَّصُوهِ الْقِيَمَةِ الْقَصِيرَةِ نَحْوَهُ بِالْمَنَعِ یعنی پس کس طرح مقدم کی جاوگی یہ حدیث اور خصوصاً صحیح بخاری بلوغ کے پھر اگر کوئی کہے کہ تسلیم کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے سو کیا کہتے ہو روایت عراق میں عایشہ رضی اللہ عنہا نے بائیں حصے کے جواب دے سکا یہ کہ یہ حدیث صحیح نہیں یہ موقوف نزد پر عایشہ رضی اللہ عنہا نے یہ ترمذی نے کتاب العلل میں انھوں نے بخاری اور کہا بعض حافظوں حدیث کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور اسکے سبب کو بڑے عالم لو کہ نہ حدیث پہچانتے ہیں اور وہ یہ کہ اسناد میں اسکی جو خالد بن ابی الصلت کا ہے اونٹنے اس حدیث میں کو یا نہیں کیا اور نہ اسکی اسناد کو قائم رکھنا مخالفت کی اسکی اور اسی حدیث میں ثقات صاحبہ کر کے نام اسکا جعفر بن یوسف ثقیفی ہے سور روایت کیا اونٹنے اسکو عراق سے اونٹنے عروہ اونٹنے عایشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ انکار کرتی ہے سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراق سے اونٹنے عایشہ رضی اللہ عنہا منقطع ہے اور صحیح جعفر بن یوسف باوجود کہ اسکی مخالف جانباً تھا صحیح وارد ہوئی ہیں اور کہا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المرسل میں اثرم سے کہ اس نے سینے ابو عبد اللہ کہ نہ ذکر کیا بعضوں نے حدیث خالد کو عراق سے اونٹنے عایشہ رضی اللہ عنہا اونٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا انھوں نے کہ یہ حدیث منقطع ہے اور زبیر بن جہل اسکی شرح ابو داؤد میں ہے اس جگہ سبب خوف درازی کتاب اختصار کیا اور تفصیل کو راہ ندی اور پھرنے میں طرف قبلہ کے قبول لائے ہیں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں پھرتے دیکھا کہ وہ نہ تھا آپ کا طرف شام کے اور پھرتے طرف قبلہ کے اور روایت کیا اسکو بخاری سلم ابو داؤد سنائی نے اور حنفیہ پر کہ رخصت میں بھی حدیث صحیح وارد ہوئی ہیں فائدہ

ابن ماجہ

عبد الرحمن بن ابی حاتم

آفتاب کے ڈوبنے تک اور مغرب کا اور نہ وقت شفق غائب ہو تک اور شفق کہتے ہیں سرخی کو صاحبین کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہو
 اور امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی کو کہتے ہیں جو سرخی کے بعد ہوتی ہو اور عشا کا اوسن قیسے اور وتر کا عشا کے بعد صبح تک
 و نون کا وقت نہ تھا ہر طرف ظہر کا آخر وقت میں بہت اختلاف ہو اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت میں تو اکثر امام اور فقہا
 اس طرف میں کہ وقت ظہر کا چہرے کے سائے کے برابر ہو تک ہر سو اسایہ زوال کے اور مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ ظہر کا وقت دو تہائی تک تھا ہر اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ اخیر وقت مغرب کا پس
 آفتاب کا آدھنا ہو کر اور آسمان میں نہ ناخیر کی جاوے کہ مغرب بعد اختیارات کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب میں حدیث جبریل علیہ
 السلام کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبریل علیہ السلام ساتھ میں
 دو بار نزدیک نماز کے پہلے سو بڑھی نماز ظہر کی پہلی امامت میں جب ہوا سایہ مثل تیسے جوتی کے پھر نماز پڑھی عصر کی تیس وقت کہ ہوا سایہ
 ہر چہر کا مثل اوسکے پھر نماز پڑھی مغرب کی سو وقت کہ غروب آفتاب اور نظر کیا روزہ اگر پھر نماز پڑھی عشا کی سو وقت کہ غروب آفتاب
 پھر نماز پڑھی فجر کی سو وقت کہ طلوع ہوئی فجر اور یوم ہوا گھٹا روزہ اور پھر پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت میں سو وقت کہ ہوا سایہ ہر چہر کا
 مثل اوسکے سو وقت کہ نماز عصر کی پہلے روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی سو وقت کہ ہوا سایہ ہر چہر کا دونا و اوسکا پھر مغرب سو وقت کہ فجر کی
 اور عشا سو وقت کہ گئی تھائی رات پھر نماز پڑھی صبح کی سو وقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر اتفاق کیا طرف میں جبریل علیہ السلام اور کہا کہ کہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ وقت ہر اندیہ علیہ السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونوں وقتوں کے ہر روایت کیا اوسکا ہوا دو طور پر مدنی
 اور کہا امامت کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن حبان اپنی تصحیح میں اور کماؤنے اور کماؤنے کے صحیح الاسناد علیہ السلام میں اسکی
 عبدالرحمن بن عمار کے کضعیف کیا اوسکا احمد اور نسائی اور بخاری بن یسین اور ابو حاتم رازی نے اور توفیق کی اوسکی ابن سعد
 اور ابن حبان حمۃ اللہ علیہ نے متابعت کی گئی اوسکی روایت کیا عبدالرزاق نے عمر بن ابی اسحاق نے عمر بن یسین نے حمۃ اللہ علیہ نے انھوں نے
 اپنے ہاتھ سے انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ماندا اسکے اور سناد میں اسکی عمری ہو اور وہ ضعیف ہے لیکن کہا شیخ تقی الدین بن
 دقیق الصمدی کہ یہ بھی متابعت ہو اور صحیح کیا اوسکا ابن العربی اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ مانے اور مروی ہو حدیث امامت کی چند صحابہ
 رضی اللہ عنہم سے انھیں سے جابر بن رضی اللہ عنہ میں اور روایت میں اوکلی یہ ہے کہ نماز پڑھی عشا کی دوسرے جب کہ گدھری آدھی رات اور
 یا تھائی رات اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ کماؤنے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہو عبداللہ بن عمرؓ اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 کہ فرمایا آپ نے وقت ظہر کا جب کہ زوال ہوا آفتاب کا اور ہوا سایہ ہر چہر کا مانند طول اوسکے کے جب تک کہ نہ آئے وقت عصر کا اور وقت
 عصر کا جب تک کہ نہ آئے بیوہ آفتاب اور وقت مغرب کا جب تک کہ نہ غروب ہو شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اور
 وقت فجر کا جب تک کہ نہ طلوع کرے آفتاب وایت کیا اوسکو مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اول وقت مغرب کا
 جب تک کہ غروب ہوا آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہوا اتفاق میں روشنی اوسکی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جب کہ غائب
 ہو اور آخر وقت اوسکا آدھی رات تک اور اول وقت فجر کا جب کہ طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہوا آفتاب روایت کیا
 اوسکو ترمذی نے اور یہ حدیث صحیح ہے میں امام شافعی ہر اور مالک رحمۃ اللہ علیہ ہر اس بات میں کہ وقت مغرب کا جب تک کہ غائب ہووے
 شفق اور عصر کا وقت جب کہ غروب تک ہر سو دلیل اوسکی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ اذ عرض علیک بالعباسی ان آفتاب

بَابُ ثَمَانٍ
فِي تَرْغِيْبِ النَّاسِ
إِلَى النَّاسِ

اور نووی نے اس کی شرح میں لکھا کہ سایہ ٹیلون کا بہت اخیر وقت پڑتا ہے اور جب آفتاب بیت محل آیا تا پہلو چپ ثابت ہو گیا کہ ظہر کا وقت بعد سایہ مثل کے آتی رہتا ہے اور حدیث ابوداس باب میں تا صبح حدیث مامت ہو گئی تو اوّل وقت عصر میں حدیث مامت میں ہے ہوئی کہ کوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا بَاتَتْ عَلَيْهِمْ اَوْ تَوَقُّوْا ۝ یعنی تحقیق کہ نماز ہو سلا تو جی وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت علیہ علیہ اور اس محبت میں امام صاحب کی کلام ہے اور جی لکھی کہ وقت ظہر کا ایک مثل کہ ہوتا ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ لیکن انہی بات پر کہ شخص شقاق احتیاط اور متعبد جزا فقہاء و علمائے شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو لو سکو چاہے کہ نماز ظہر کی ایک مثل سے پہلے پڑھے کہ سب اباموں کے نزدیک سست ہوا اور عسکری نے دخول کے کہ جب نزدیک سست ہوا اور گرمی میں تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان آگے بھی کچھ آویگا اور غنی نزدیک اکثر طحا کے اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہ کے سرخی کا نام ہے اور ایک روایت میں امام صاحب نے فرمایا کہ شفق ظہر سفیدی کا ہے اور بعض شروح میں ہے کہ امام صاحب نے رحم علیہ اس کو لوگ کہتے ہیں کہ سرخی نام شفق کا ہے اور جی محبت یہ ہو کر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ شفق سرخی ہے جب غائب ہو جائے اور جب ہو گئی نماز روایت کیا اسکو ابن عساکر نے بیح غائب مالک کے حدیث عقیق بن یحویس سے انھوں نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے مرفوعا اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور طریق سے اور صحیح کیا یہی ہے وقت اسکا اور کہا صاحب نے وَمَا دَاوُدُ مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اور روایت کیا اسکو حاکم نے دخل میں اور روایت کیا دارقطنی اور محمد بن خزیمہ صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ اور رفع کیا اسکو اور صحیح کیا اسکو اور کہا ابن خزیمہ نے کہ لکھ صحیح ہو جاتا یہ روایتیں تو پھر بڑے بڑے ہو جاوے سب اباموں لیکن متفرد ہوا ساتھ اسکے محمد بن یزید کا ماضی بن مخبر نے محمد بن یزید سے لیا اور کہا بھی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مروی ہے یہ حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عباد اور شدا اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم احسن او کوئی حدیث ابی جہنم سے نہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حسن محبت ہے مثل صحیح کے اور صاحب ہوائیہ و لیل امام صاحب نے یہ لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جبکہ سایہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے اوپر مراد یہ ہو کہ شنی آسمان کے کناروں میں ظاہر ہووے اور اسکو صبح صادق کہتے ہیں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دو میں ایک فجر کہ حرام کرتی ہے کھانے کو اور حلال ہے اور میں نماز اور ایک فجر وہ ہے کہ حرام ہے اور میں نماز اور حلال ہے اور میں کھانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو ان دونوں نے اور ایک روایت میں حاکم کی ہے کہ حرام کرتی ہے کھانے کو یعنی ایک لنبی و عاری افق کے کنارے آسمان میں جاتی ہے اور یہی صبح صادق ہے اور صبح کا ذب کہ بیان کیا آپ نے کہ مانند م سرطان **ص** تاخیر فجر کی یہاں تک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہے اتنی کہ پچاس آیتیں پڑھے اور پھر اگر فاسد ہو و وضو تو لوٹ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کرو فجر کی کا سین بہت اجر ہے **ف** روایت کیا طحاوی ساتھ اسانید متعدد کہ اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک روایت میں ہے یونس ابی الفحج لنبی بنو فجر کو اور ایک روایت میں ہے اَصْبَحُوا بِالضُّمِّ فَإِنَّهُ اَعْظَمُ لَكُمْ جُزْءًا کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن جابر نے اور روایت کیا طبرانی نے **ف** يَا لَيْلًا يَا لَيْلًا قَدْ مَآ يَجُوزُ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ یعنی روشن کر ای لیل فجر کو اس قدر کہ دیکھیں لوگ تمام گرنے تیر اپنے کو اور

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ مصنف میں اور کہا کہ روایت ہر اس باب میں بخیر بن شیبہ اور ترمذی اور حسن بن علی اور ابی الدرداء اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم جمیع سے اور بہت سے تابعین بعنوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرف گئے ہیں اور روایت ایک عیش سے کہ تھے اصحاب عبداللہ بن مسعود کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہر اس باب میں بخیر بن شیبہ مصنف میں اور طحاوی نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے توخیر فجر پر روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ مصنف میں اور طحاوی نے تو اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہو سکتا تو اس حدیث ثعلبی مبنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیر میں پڑھنا منسوخ ہو گا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیح ترین بھی مؤید ہمارے مذہب کی ہے اور امام شافعی کے نزدیک اندھیر میں پڑھنا مستحب ہے کیونکہ روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو بھرتی تھیں جو تین اونچے پچانی جاتی تھیں تاریکی سے اور صبح ہی پر نہ ناخیر کرنا فجر کی مستحب ہے اور یہی مذہب ہر اکثر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علماء نے جو اس حدیث کے معنی یوں بیان کیے ہیں کہ قرات کرو یہاں تک کہ روشن کرو فجر کو خلاف ہے صحابہ و تابعین کے ہے اور خلاف ہے تاد کے واللہ اعلم خصوصاً گری میں تاخیر کرنا مذہب کی مستحب ہے اور جاکو میں جلدی کرنا صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیک وقت پر نماز نہ کرنا کیونکہ شدت گرمی کی جو شرجہ منہ سے نکلے اور صبح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے

ص اور مصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ بدستحب ہے کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبدالواحد بن نافع سے کہا انھوں نے کہ میں نے کوفہ کی مسجد میں داخل ہوا سواذان ہی انھوں نے مصر کی اور ایک شیخ نے ملائمت کی اوسکو اور کہا خبر دی میرے پاس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس زمانے کے اور میں نے پوچھا نام اور شیخ کا سوا بیان کیا اور لوگوں نے کہ عید بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ضعیف کیا اوسکو عبدالواحد کے سب سے اور روایت کیا اوسکو بخاری میں تاخیر تکبیر میں اور کہا کہ شہادت کیا ہوگی عبدالواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث ہے صحیح روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز مصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر قربانی کو جاتی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر بکائے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم بکے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا شیخ ابن الہمام کہ یہ ممکن ہے غروب تک اور جسے باہر بکائے والوں کو دیکھا ہو گا تو کچھ اوسکے نزدیک بعینہ صحت اور تاخیر شام کی تھائی رات تک مستحب ہے کیونکہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر تو اللہ تاخیر کرتا میں عشائی رات تک یا آدمی ات تک اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کے قبل سونا اور بعد عشاء کے باتین کرنا منع ہے کیونکہ روایت کیا چھ عالموں نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کہتے تھے سونا قبل عشاء کو اور باتین بعد عشاء کو اور بعضوں نے جائز رکھا ہے باتون کو بعد عشاء کے گرمیوں میں اور دلیل اونی یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی نے خصلۃ میں اور شافعی نے منافقین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کچھ راست کسی ہرمین ملائمت اور اس کو صحیحین میں بھی ملتا ہے رضی اللہ عنہ کی حدیث جواز اسکا معلوم ہونا ہے اور روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہے باتین کرنا بعد نماز عشاء کے مگر واسطے دو شخصوں کے صلی اور مسافر اور ایک حدیث میں ہے کہ واسطے دو شخصوں کے اور بعضوں کے یا گرمی میں جلدی ہو چکی جاوے اگر باعث کم نہ ہو اور آدمی ات تک تاخیر کرے

اذان سنت ہی یا بچوں فضل اور نواز جسے کے واسطے اور سوا اور اسکے نوافل غیر میں اور قبل وقت کے سنت نہیں **ف** تو اب
حیدر سے کہ اذان ہی جاوگی روایت صحیح مسلم بن حبان بن عبد بنی المدینہ کہ نماز پڑھی بیٹے عید کی ساتھ آنحضرت صلی
علیہ وسلم کے ایک بار یا وہ بار بغیر اذان اور اقامت کے اور اسی طرح مدی ہو کہ سون میں اذان میں حدیث سابقین برید کی
صحیح ہوا و ترمذ میں اس واسطے اذان نہیں کہ وقت اسکا اور وقت عشا کا ایک ہی ہو تو حاجت علم اذان دینے کی نہیں **ص**
تو اگر قبل وقت اذان کہے پھر لو کہ وقت میں اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کے واسطے آدمی راست اذان درست ہو
ف اور پھر نزدیک اس واسطے جائز نہیں کہ اذان اسطے آگاہی کے ہو اور قبل وقت کے تمیز بھی ہو ان کے نزدیک اس واسطے جائز ہو کہ اذان
کا ہی عمل ہو اور ان سب پر بحث یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کہ اذان دیاں تاکہ ہر جہاں
فجر ہو پھیلایا تاکہ اپنے کو عرض میں روایت کیا اسکو ابو داؤد بلال رضی اللہ عنہ کو وضع کیا اور سکوا و یحییٰ نے وضع کیا اور سکوا
شد انہیں بلال رضی اللہ عنہ کو سورہ مفتح ہوا ابن القطان نے کہا کہ شرا و محمول نہیں بیجا ناجائز روایت جعفر بن برقان
اور روایت کیا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اذان بلال رضی اللہ عنہ تک طلوع کرے فجر کہا امام میں کہ یہاں
صحیح ہو اور روایت کیا عبدالعزیز بن ابی داؤد انھوں نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان ہی قبل
فجر کے سو گئے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اذان کو پون
کیا تھے ایسا کہ میں اذان میں سو جانا سینے کے فجر طلوع ہوئی فرمایا آپ نے کہ چار روایات کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کیا
ابن عبد اللہ ابن ابی ہریرہ سے کہ انھوں نے اذان دیا تھا موزن قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اوسے ڈال دے اور اعادہ کر اذان کا اول
اہل حرم کا کچھ شریعت میں وقت و رواد حدیث صحیحہ کے اوسے خلاف رجحان نہیں **ص** اور قضاء کے واسطے بھی اذان کہنا بعد
کے سنت ہو اور موزن کو چاہیے کہ وقتوں کو خوب پہچانتا ہو تاکہ ثواب موجود ہو نیچے **ف** حدیث میں آئی ہے کہ **لَا تُؤَذِّنُ لَكَ**
یعنی اذان کہ تم میں سے جو لوگ بہترین اور امامت کریں جو تم میں قاری ہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد اور اسناد میں اوسکی سین تین
سکرا ہی بیٹھ کر کہا یہ بوزرہ اور ابو جاتم نے اور حدیث میں آیا ہے کہ موزن لنگی گردن ڈالے ہو گئے دن قیامت کے اور بہت سی حدیثیں
فضیلت میں اذان کے آئی ہیں **ص** جب اذان دو قبلے کی طرف نہ نہ کرے اور دونوں اٹھو ان کو شہادت کی کانون میں
کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ابو الشیخ نے کتاب الاذان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے
دونوں اٹھو ان کو اپنے کانون میں اور کہنا کہ بلند کر تا ہی تیری آواز کو اور روایت کیا ترمذی ابو یحییٰ رضی اللہ عنہ کہ بلال رضی اللہ
کو اذان میں دیکھا کہ دونوں اٹھو ان کو ان کے کانون میں تمہیں اور کہنا کہ یہ حسن ہے **ص** اور ٹھہر ٹھہر کے کہے **ف** کیونکہ
روایت کیا ترمذی جابر رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان دو ٹھہر ٹھہر
کہے اذان ہی کے اور جب اقامت کہے تو قہجی جلدی جلدی کہہ دو تو وقف کر دیاں اذان اور اقامت کے اوس قدر کہ فارغ ہو جائے
کمانے والا کھائے اور پیئے والا پیئے سے اور پیچازہ چہرے والا مضامنا حاجت سے اور نہ کھڑے ہو نا ذکر اس واسطے جب تک نہ دیکھو مگر ابو
یہ حدیث ضعیف ہو اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے
اقامت کو اور ذکر کیا واقطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اذان کے **ص** اور نہ گاتے اس طرح پر کہ کچھ حرکت یا حرف یاد کو

مگر وہیں کے جلدی جلدی کسی اور بعدی علی الفلاح کے دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے **ف** روایت کیا ابو داؤد و ترمذی نے ابی یسی سے انھوں نے سنا رضی اللہ عنہ حدیث طویل اور آخر اس کا یہ ہو کہ بعد اذان کے ٹھہر کے پھر کمر ہوا فرشتہ سوکھا مثل اذان کے مگر کہ بعدی علی الفلاح کے دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ زیادہ کیا اور ابی یسی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا لیکن وہ بہتے نزدیک حجت ہو اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کہ دیکھا میں نے خواب میں ایک شخص کو آخر حدیث تک سوا اذان ہی آؤ وہ دو بار اور اقامت بھی دو بار اور ایسا ہی مروی ہے سنن ترمذی وغیرہ میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اقامت ایک ایک بار ہی دلیل اسکے جو روایت کیا ہماری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ دو بار کہے اذان کو اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہ ابوالفرج ابن جوزی کہ تھی کہ اذان دو بار اور اقامت بھی ایسی توجہ تھی کہ بنی ہاشمہ کو اذان اقامت کو ایک ایک بار اور اذان اور اقامت میں بائیں کمرے اور بعد اذان کے پھر کچا زامتا خربین کے نزدیک اچھا ہی ہو اور اسکو توثیب کہتے ہیں **ف** اور یہ زمین پر کہ توثیب نماز فجر میں اچھی ہو اور باقی سب نمازوں میں مکروہ ہو اور لکھا ہے کہ یہ توثیب کمال لیا اسکو طحا کو فو نے بعد حدیث صحابہ رضی اللہ عنہم جمعین کے بسبب لہذا احوال آدھوں کے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں تشریف لیکھا اور سنا ایک نوذن کو کہ توثیب کی ہے تو کہ انھوں نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ ہمارا اس معنی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسکا انکار مروی ہو اور کہ امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں دیکھا نہ یوں مرجع کیلئے واسطے اس پر کہ اذان سب نزول کے اَلْاَمَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا الْاَمِیْنُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَبَرَکَاتُہٗ حَتّٰی عَلَی الصَّلٰوۃِ حَتّٰی عَلَی الْفَلَاحِ الصَّلٰوۃُ بِرَحْمَتِ اللّٰہِ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مستبعد جاکو کہ آدمی سب برابر میں حکم جائے اور امام ابی یوسف اس واسطے ان لوگوں کو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول تھے وہیں مسلمانوں کے امور میں نسبت اور لوگوں کے اور اسی حکم میں ہیں قاضی اور مفتی **ص** اذان اور اقامت میں بیٹھے مگر غرب میں اور جو نماز قضا ہو گئی ہو اسکو فائتہ کہتے ہیں تو ایک فائتہ کی واسطے بھی اذان اور اقامت کہنے اور جب بہت سی فائتہ ہوں پہلی فائتہ کی واسطے اذان اور اقامت کہے **ف** کہو کہ روایت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سچ قصہ ہے کہ اس کے پھر اذان ہی بلال رضی اللہ عنہ نے ساتھ نماز کے سونا پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ پھر بار پڑھی سچ کی سو کیا جیسا کہ تھے اور اخراج کیا اسکا مسئلہ نے اور روایت ہوئی داؤد وغیرہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جسوقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھا تھا اسکو بعد نکلنے لفتاب کے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن ابی ہریرہ اور عمران بن حصین اور ذی محمد حبشی صحابی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو مالک نے موطا میں ابن سیرین سے مروی اور ذکر کیا اوسمیں اذان کو اور مراسلات بن سیرین کے بمنزلہ عرفات کے ہیں اور صحیح مسلم میں جو یہ کہ حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو صحابہ کی ان سے نماز اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ان کے صبح کی منافی اذان کی نہیں اور ابو یوسف نے روایت کیا اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسوقت کہ مشغول تھا اول کو کھانے فقہان کی نمازوں کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی بار نمازوں کے واسطے اور باقی کی واسطے اختیار ہی ہے ہر میں اذان اور اقامت کے یا فقط اختصار اقامت پر کہے اور بے فو کو اذان کہنا درست ہے **ف** اس وجہ سے کہ اذان مگر نماز نہیں تاکہ اس کے واسطے طہارت شرط ہو **ص** اور کبیر کہ وہ اور اگر کہہ دے تو عاودہ ہوگا اور اذان جنب کی مکروہ ہو اور ایسی ہی اقامت اس کی تو اگر جب نے اذان کی پھر عاودہ کیا جاوے گا اور اگر اقامت کی

توقاات کا اعادہ نہ ہوگا **ف** کیونکہ اگر اذان کی شروع ہو اور نکر اقامت کی یا شروع اور اگر اذان کا بھی اعادہ کرے تو ناجائز کیونکہ اذان اور اقامت سنت میں **فصل** اور اذان غورتا و مست اور مجنون کی بارود ہو اور اعادہ اس کا مستحب ہو اور اگر مسافر یا کوئی شخص جمع مسجد میں جائے سے نماز پڑھتا ہو اذان اور اقامت کو ترک کرے مگر وہ ہو لیکن اگر مسافر اقامت کو فقط کے قیام پر **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاسطے بیٹوں ابی بلیدہ کے جب آیا وقت نماز کا اذان نہ تو تم دو بیٹوں اور اقامت اور اقامت کرے بڑا تم میں ایسا بھیجیں اور ترمذی میں **ص** جو شخص کہ شہر میں گھر میں اپنے نماز پڑھتا ہو اگر اذان اور اقامت دونوں کو ترک کرے اور محض اذان یا اقامت ہو تو یہ جائز ہو کیونکہ عبد اللہ بن عمرو فرمایا کہ محلی اذان یا اقامت کرے تو **ف** روایت کیا اسکو سبط ابن الجوزی **ص** اور دیہات میں اگر ایسی مسجد ہو کہ اذان و اقامت او سمیع تی ہو تو اسکا حکم شہر کا ہے اور اگر او سمیع ایسی مسجد نہ ہو جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہو اگر اذان یا اقامت دونوں کو ترک کرے تو مکروہ ہو اور فقط اذان کا ترک کرنا جائز ہو اور جب تکبیر کہنے والا علی الصلوٰۃ کے امام نماز کے واسطے کھڑا ہو اور جب قدامت الصلوٰۃ کے نماز شروع کرے

باب نماز کی شرطوں کے بیان میں

و شرطین ہاکی بدن کی بر خاست حقیقی اور علمی سے اور بالی کبرے کی اور سجا نماز کی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَشِئَاكَ فَطَقْصَ یعنی کبرہ کو اپنے پاؤں کر اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ فَاطِقُوا اِیْسٰی اگر جب تم سو بال کرو **ص** اور چھپانا عورت کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خُذْهُ اِزِیْنَتِکُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ تو مہر نہت اپنی کو نزدیک ہر نماز کے یعنی وہ کہ چھپا کر عورت اپنی کو اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں ہر نماز حاضر کی کہ اساتھ چادر کے روایت کی یہ ابو داؤد و ترمذی اور حسن کہا اسکو کوا و بنا کہ نے اس صحیح کہا اسکو اور ابن خوزیمہ نے اپنی صحیح میں **ص** یا بوجہ قیام کی طہارت نہ کرنا چھینے نہ کرنا **ف** دلیل اول کی یہ ہر قیام کو اوجو مکر شطرت کا یعنی پیر و مومنہ اپنے کو طہارت کی یعنی قیام کے اور دوسرے کی دلیل قول ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلَا تَعْمَالُ یَا لِبِشَاتٍ یعنی ثواب علون کا ساتھ نہت کے ہر روز مملوہ خود موضوع ہر حصول ثواب کی واسطے بخلاف وضو کے کہ وہ شراب ہو ایک امر و جب ثواب کا **ص** عورت سر کی بار کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک **ف** روایت کیا واقطنی نے عطاری نے ایسا انھوں نے یوب رضی اللہ عنہ کہا انھوں نے سنا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت او پر گھٹنوں کے ہر او سر ہا دین اسکی ہوا دین داؤد نہت کیا اسکو و عقیل نے کہا قیام کی او کلی با بن میں اور روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ زانو عورت سے ہر اسنا دین اسکی عورت کی خفیہ کہا او کو ابو حاتم اور واقطنی نے اور روایت ہی عمر بن العاص سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے سے روایت کیا اسکو واقطنی نے اور ابن خوزیمہ نے اسکو معلوم ہوا کہ نون ستر میں داخل نہیں بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے کہ او ٹھنڈا ستر میں ہر بخلاف شافعی رحمہ اللہ کے کہ او راج ستر میں ہر اگر امام مالک کے نزدیک در و نیل ہا رہی یہ ہر کہ فرمایا حضرت صلی علیہ وسلم نے اَلْیَخْدُ عَوْنُکَ یعنی ہر عورت ہر او ر ستر ہو واللہ اعلم بالصواب **ص** اور اوٹھ کی کی بھی ہر ہر مگر بہت اوٹھ بھی اسکی عورت ہر او ر عورت آزاد کی عورت تمام بدن ہر گریہ مومنہ اور دونوں بتیلان اور دونوں قدم عورت عورت میں داخل نہیں **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اَلْمَرْءُ لَا یَعْلَمُ عَوْنُکَ یعنی عورت عورت

باب نماز کی شرطوں کے بیان میں

جیسا پہلی ہادیہ حدیث ہکیمین مذکور ہے کہ شیخ ابن الہمام نے روایت کیا ترمذی نے کتاب الرضاع میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت عورت پر آخر حدیث تک اور لفظ ستھو کا اوپر نہیں ہر گز ترمذی نے ہذا حدیث میں سن کر یہ حدیث حسن غریب ہر گز روایت کیا ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت بالذہنیں چاہیے کہ دیکھا جاوے اور ہاتھ اور ہاتھ اس کے بند دست تک اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا عورت اور صبح یہ عورت نہیں ہر گز انی اللہ ایہ صبح جو حضور کو عورت میں داخل ہو اس کی چوٹائی اگر کھل جاوے نماز جائز نہیں ہوتی جیسے چوٹائی پٹ یا پٹلی یا زان یا دبر یا ذکر یا فوط یا بال عورت کے اور سر الگ عضو ہو اور بال الگ ایک عضو ہو یعنی بال اوترے والے جو سر پر ہیں اور فوط الگ عضو ہیں اور جو شخص کہ پاک کپڑا نہیں کھتا اور نجاست کا زائل کئے والا اس کے پاس موجود نہیں نا پاک کپڑے سے نماز پڑھ لیکو اور پھر اس کا اعادہ کرے اور اگر اس نے ننگے ناز پڑھی اور چوٹائی کپڑا اس کا پاک ہو درست نہیں ہوتی اور اگر چوٹائی سے پاک ہو فضیلت ہے کہ ننگے پڑھے اور جو شخص ننگا ہو نماز اس کی بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا افضل ہے روایت ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے ننگا نماز پڑھے بیٹھ کے اشارے سے اور ایسا ہی مروی ہے عطار اور عکرم قنادہ رضی اللہ عنہم اور روایت ہے انھوں نے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوا سو گشتی میں ٹوٹ گئی لشتی سو نکلتے دیکھتے تو نماز پڑھی انھوں نے بیٹھ کے کہا سب اب بھڑکی روایت کیا اس کو حلال نے اور نہیں پایا ترجمہ نے اس حدیث کو کسی کتاب میں حدیث کی ص اور اگر کھڑے ہو پڑھ لیکو درست ہے اور اگر قبلہ کی طرف ہونہ کرنے میں کچھ خوف ہو جس طرف ہونہ کر گیا نماز درست ہو جاوے گی اور اگر قبلہ اس سے معلوم نہیں اور کوئی ایسا نہیں جس سے پوچھے سوچ کے پڑھ لیکو تو اگر بعد نماز کے معلوم ہو کہ اس طرف قبلہ تھا نماز کو پھر پڑھو اور اگر نماز کے اندر قبلہ اس کو معلوم ہو گیا یا اس کی بدل گئی نماز ہی میں پھر جاوے اور نماز کو تمام کرے **ف** اس واسطے کہ مسجد کے لوگوں کو نماز میں خبر قبلہ پہنچے کی پونجی اور وہ عین نماز میں اس طرف کو پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اچھا جانا **ص** اگر اندھیری رات میں ایک قوم نے نماز پڑھی اور ہر ایک نے اپنے سوچ کے موافق قبلہ کی طرف ہونہ کیا اور امام کا حال کوئی نہیں جانتا کہ اس کا ہونہ کہ ہو لیکن یہ جانتے ہیں کہ امام ان کے پیچھے نہیں اور کئی نماز جائز ہوگی تو اگر کسی نے جانا کہ امام کا ہونہ اس طرف ہے اور پھر اپنا ہونہ اور طرف کیا یا اسے جانا کہ امام اس کے پیچھے ہے اور پھر وہیں کھڑا ہوتا نماز اس کی جائز نہوگی **ف** اور اگر علم بر بستی کے تھے ہم سفر میں ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندھیری رات میں ہوئے نہ جانا کہ کس طرف قبلہ ہے تو ہر شخص نے ہم میں نماز پڑھی جدھر اس کی عقل میں آیا تو جب صبح ہوئی سوئے بیان کیا اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت نازل ہوئی **فَاَيْتَسَّمَا تُولُوْا فَتَقَرُّوْا وَجْهًا لِلّٰهِ** یعنی جدھر تم ہونہ کرو اسی جانب کو ہونہ اس کا ہی اضعیف کیا اس کو ترمذی اور بیہ لوگوں نے اور روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم سفر میں سوا بر تھا نہایت تو سوچا اپنے قبلہ کو تب نماز پڑھی ہر شخص نے ہم میں علیحدہ علیحدہ ہر شخص ہم میں خطا کر لیتا تھا اپنے آگے جب صبح ہوئی تو پتہ نماز پڑھی تھی غیر قبلہ کی طرف سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ جائز ہوئی نماز تمہاری ضعیف کیا اس کو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ یکایک لوگ پڑھ رہے تھے نماز صبح کی کہ ایک شخص نے خبر دی کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور حکم ہوا کہ ہونہ کرین طرف قبلہ کے اور ہونہ تھا اون کا شام کی طرف تو ہونہ پھر لیا انھوں نے طرف کعبہ شریف کی روایت کیا اس کو بخاری

پہلے اللہ علیہ نے اور مسلم نے **ص** نماز فرض میں نہ رخص کا معین کرنا نیت میں شرط اور زبان سے گناہ اور نیت میں
افضل اور نوافل و سنت تراویح میں طلق نیت کافی ہو اور قنوتی کو نیت پائی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے

باب نماز کی صفت کے بیان میں

فرض نماز کے اندر سات میں پہلے اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع میں **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَسَبِّحْ تَبَّكَ تَكْلِمًا
اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث میں آیا ہر وقت تَحِيَّاتُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحِيَّاتُ التَّكْبِيرِ وَتَحِيَّاتُ
التَّسْلِيمِ یعنی کلمہ نماز کی طہارت ہو اور تحریم اور سبکی تکبیر ہو یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال منافی صلوة میں سب حرام ہو گئے
اور اسی وجہ سے اسکو تحریم کہتے ہیں اور تحلیل اسکی تسلیم ہو یعنی جو چیزیں حرام ہو گئی تھیں وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاتی
روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے اور حسن کہا اسکو نووی نے **ص** اور اسکو تکبیر تحریم کہتے ہیں اور ماتھ اور ثناء
پہلے ذکر و تحمید کا ہونا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ فِي وَقْتٍ مَّا لَلَّهِ قَائِمِينَ یعنی کھڑے ہو
واسطے اللہ کے ساکت اور چپ یا خشوع خضوع سے **ص** تیسرے قرات یعنی پڑھنا قرآن **ک** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ
فَاَقْرَأْ مَا تِلْكَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن **ص** چوتھے رکوع یا چوبیس سجدہ ماتھ اور ناک
اور نقطہ ناک سے بھی امام غزالی علیہ کے نزدیک جائز ہو لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہیں اور اسی پر
فتویٰ ہو **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ فِي اَرْكَعُوا وَاسْجُدُوا رُكُوعًا كَرَامًا اور سجدہ کرو **ص** چھٹے اخیر کھڑے
یعنی بیٹھنا آخر نماز میں **ف** کیونکہ روایت میں ابوداؤد کی ہے ابن سعد رضی اللہ عنہ جب سکھایا تھا اسکو آنحضرت صلی
علیہ وسلم نے تشہد کہہ کر فرمایا یہ اور ادا کیا تو نے یہ سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑے ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ
تو بیٹھ اور روایت ارقطی میں ہے اِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ اور بعضوں نے کہا ہر جگہ حدیث میں
داخل نہیں بلکہ کلام ابن سعد رضی اللہ عنہ کا ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اِنْ تَقَوَّى الْحَقَّ طَلَعَ عَلَيْكَ مَدْرَجَةٌ
یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ درج ہو یعنی حدیث میں داخل نہیں اور کہا شیخ ابن المامون نے اس کے جواب میں
وَالْحَقُّ اَنْ غَايَةَ الْاَدْرَاجِ هُنَا اَنْ تَصْدِرَ مَوْقُوفَةً وَلِلْمَوْقُوفِ فِي مِثْلِهِ حُكْمُ الرَّفْعِ يَنْبَغِي فِي هَذِهِ
غایت اور راجع یہ ہو کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اس کے مثل حکم رفع میں ہو واللہ اعلم بجمع خلاف ہو قعود کے
انداز میں لیکن صحیح یہ ہو کہ خدا تشہد کے یعنی عہدہ و رسولہ تک اور ہی کو اختیار کیا ہو کافی میں اور فتح القدیر میں **ص**
ساتویں اپنے کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ میں پہلے فاتحہ کا پڑھنا اور پھر سورت طہ یا ناسر رعایت ترتیب
کی ہون کا ہون میں جو نماز میں مکرر آتے ہیں تو تکبیر تحریم اور قعدہ اخیرہ میں رعایت ترتیب کی فرض ہے چوتھے قعدہ اول یعنی جو بعد
دو کو تو تکبیر چار کو تیس نماز میں بیٹھتے ہیں یا چوبیس تشہد و نون قعدہ اول میں اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ پہلا قعدہ سنت ہو اور اخیر کا
قعدہ واجب ہو اور پہلے میں لکھا ہے کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدہ میں سنت ہو اور دوسرے قعدہ میں واجب ہو لیکن صاحب قایہ کا مذہب
یہی ہو کہ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے چھٹے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ فرض ہو **ف** اور
دلیلین دونوں ہب کی ہا پر گزیرن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل فعل ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تَحِيَّاتُ الصَّلَاةِ

یعنی تکمیل نماز کی تسلیم اور جاری ہلکے حدیث میں مسعود بنی الدین کی ہوجا اور بگڑی **ص** ساتویں زمین کا قنوت پر معنا
 آٹھویں دونوں عید و کئی تکبیریں کہنا نوین قرأت کا متعین کرنا پہلی دور کمنون میں دسویں ٹھہر ٹھہر کے سب ارکان اور
 اسکو تعدیل ارکان کہتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہوا اور اسی طرح ٹھہرنا
 رکوع اور سجود میں اور دونوں سجود کے بیچ میں کیا رکوع میں بکار کے پڑھنا یعنی ہر کرنا حسین بکار کے پڑھا جاتا ہوا اور سترہویں
 پڑھنا حسین آیت پڑھا جاتا ہوا اور سوا ان اجبات اور فرائض کے سب چیزیں نماز میں سنت ہیں خوب اور جب نماز میں شروع کرے
 دونوں ہاتھ اوٹھا و دونوں کانوں کی لٹیک اور انگلی سے کان کی کوچوں اور پھر تکبیر کہے یعنی **اللہ اکبر** اور سنت
 یعنی ہاتھوں کا اوٹھنا کو نیکو انابت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر بعد رفع یدین کی ہے
وَهُوَ الصَّحِيحُ وَالْقَوِيُّ اور اسی کی توثیق جو روایت کیا انسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے
 ہاتھ کانوں تک پھر تکبیر کہتے تھے اور لفظ ٹھہر کا یہ حدیث میں لالت کرنا ہوا اور پرتراخی کے بنا پر قواعد جو کہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے
 نزدیک ہاتھوں کو کانوں تک اوٹھا و ہلکے اس کے جو روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہ میں خوب
 جانتا ہوں نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے اوٹھ کر تکبیر کہتے تھے اوٹھاتے تھے ہاتھ کانوں تک اور جب رکوع
 کرتے تھے رکعت تھے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر پھر بیٹھ کر اوٹھاتے تھے اور جب اوٹھاتے تھے سر اپنا خوب سیدھا ہوتا ہے یہ ایک
 تہہ اپنی جگہ پر رہتی تھی پھر جب سجدہ کرتے تھے رکعت تھے ہاتھوں کو نیچا لگا کر اور نہ کھینچ کے اوپر کی اوٹھکیوں کا رخ قبل
 کی طرف تھا اور جب بیٹھتے دور کھینچ کے بعد بیٹھتے بائیں پر پراور کر کے اسیدہ کو اور جب بیٹھتے بغیر رکعت میں لگے کیا بائیں پر
 اور کر کے اکیلا دوسرے کو اوڑھتے اور وضع کیا اوٹھ کر نماز ہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کہ یہ حدیث موی ہوئی محمدت دوسرے طرف پر ہوا
 اور میں محمد اور ابو حمید میں اسطرح شخص کا ہوا نماز اوٹھ کر کو زمین اور اس قیادت میں بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی واسطہ کو زمین
 اور یہ عمل معمول ہوا یہی راجح ہے کیونکہ میں تم کا میں جمال رکھتا ہوا اس قدر اور زمین ثابت کرتا ہوا کوئی سماع محمد کا مگر عبد الحمید اور وہ
 حدیث میں یہ روایت بن کر محمد بن عمر بن حفصہ ابو یوسف اور ابو قتادہ کے قبل اس کے قبل یہ گئے تھے
 حضرت علی رضی اللہ عنہ اور نماز میں وہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شیخہ و زمین اور زمین ہر متصل حدیث یہ کلام طحاوی کا ہے اور
 عبد اللہ بن جعفر مینا کو انسانی کا ضعیف کیا اوٹھ کر کوئی القطان اور ٹورٹی اور توثیق کی واسطہ کی بنی حدیث میں غریب اور محمد کا سماع
 ساتھ ہی مسجد اور ابی قتادہ کے ثابت کیا اوٹھ کر عافہ بلغی نے اور اگر بالفرض صحت کو بھی یہ حدیث پونجی تو معارض ہی اس کی جو مرقی
 صحیحین میں مالک بن انور سے کہ کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھتے اپنے دونوں ہاتھوں کو میان تک کہ یہ ہاتھ
 کرتے انکو وہ دونوں کانوں سے کیا راہیسا ہی روایت ہوا اس سے صحیح مسلم میں تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھتے تھے دونوں ہاتھ
 کانوں تک اور روایت کیا ان رضی اللہ عنہ مثل اس کے طحاوی اور سلیمان اوٹھ کر کوئی بن امییل ہوا اور یہ زمین ابی زید اوٹھ کر کیا گیا
 ٹول کہ باقی زمین کہ میں اس کی سو بیان کرنے لگا میں حفظ اور یاد سے بہت ہو میں خطا میں آگئی اور یہ ضعیف کیا اوٹھ کر
 علی اور بنی المبارک اور ابو عامر رازی نے اور بخاری اور انسائی نے اور کہا بن جہان کہ تھا سہا مگر یہ کہ جب ہوا اوٹھ کر
 حفظ اور بیان اور ارفع جو میں کہ یہ زمین اوٹھ کر کوئی توجہ سے اس سے قبل نہیں کہنا تو سننا اس کا صحیح ہے اور روایت کی حدیث میں اللہ عنہ

یہی ہے۔ ثانیاً مالک بن انور نے کہا ابو الفرج نے اسناد اوسکا صحیح ہوا ایک مرج سے معارضہ باقی نہیں کیا کہ جس میں
 نہایت بات نہ اوسا تھے کاذبون تک مراد یہ کہ ہاتھ کا نہ جھون تک وہ کہہ تھے تو تک کاں کی ایسی ہی تاویل کی امام شافعی
 رحمۃ اللہ علیہ نے **واللہ اعلم** اور اوکھلیوں کو نہ بہت ملاؤ اور نہ بہت آسادہ کہے بلکہ اپنے حال پر چھوڑے اور عورت
 دونوں ہو جھون تک اچھا ہے اور اس کے ساتھ والد کے اور اس کے ابا رسا تھلنے علت در میان بن اور س کے کہے اور
 اگر بجائے کہ اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمن الکریم یا لا الہ الا اللہ کہے درست ہو جاوے گا اور فارسی یا ہندی
 یا کو کسی زبان میں اگر کسی کو مسئلہ کہے اللہ بزرگ بہت طالع بزرگ ہی اقوات فارسی میں یا کو کسی زبان میں حدیث پڑھے
 باطن ذبح کرنے کے وقت فارسی وغیرہ میں کہے تو درست ہوا اگر وہ علی اللہ کہے جیسے اللہ اعظم یا لا الہ الا اللہ یا لا الہ الا اللہ
 درست نہیں **ف** او طعن ابن ابی بنیجا جو اب اسکا نور الانوار وغیرہ کتاب میں مذکور ہے **ص** اور وہاں ہاتھ نہ
 پڑھنے ناٹ کے نیچے اور غارت جہاں میں بھی ہاتھ باندھے اور بعد رکوع کے جب کھڑا ہو اور عیدین کی لمیروں میں چھوڑے
 اور ہاتھ نہ باندھے **ف** اور امام مالک کہ فرمایا کہ سب نمازوں میں چھوڑو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینے پر ہاتھ
 بیسے ہمارے مذہب میں عورت سینے پر باندھتی ہے دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہے جو امام الحدیث ابو بکر بن خزیمہ نے اپنے سند
 میں روایت کیا ساتھ سند صحیح کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھے دونوں ہاتھ اوپر سینے کے اور روایت کیا احمد بن قیس
 بن مہلب سے اوصوفی نے اپنے باپ سے کہ دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ سکتے تھے ہاتھوں اپنے کو سینے پر دھکے ہاتھ نہایت
 حدیثیں چند صحیح بخاری میں مروی ہیں جن سے عمت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر قائم ہوتی ہوا کہ شیخ ابن السمان نے ذیل قواعد صلی اللہ
 میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت نبویہ بات یعنی رکنا اپنے ہاتھ کا اوپر بائیں کے نیچے ناٹ کر یہ سنت مرفوعہ
 نہیں معلوم ہوتی ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سنت ہر کھانا ایک کھان کا اوپر دوسرا کھان کے نیچے ناٹ کر روایت کیا
 اسکا ہوا و اوٹو اور احمد اور ارقطنی اور زرین اور یحییٰ نے اور سنا میں اسکی عبدالرحمن بن سنان کو فی نہایت بیضعیف کیا
 لہذا احمد وغیرہ نے اور اس سے ضعف حدیث کا لازم نہیں آتا کیونکہ ابونعیم مقدم ہیں اوپر اور کہا بعض جہلانے کہ نہیں ہر
 کوئی حدیث مرفوع صحیح اس باب میں واسطے خفیہ کے اور یہ بات غلط ہے کیونکہ روایت کیا ابن شمیم نے مصنف میں حدیث شکا
 و کتب عن موسیٰ بن عمر عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابيہ رضی اللہ عنہ قال رأیت علی بن ابی طالب
 اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ تحت الشتر یعنی روایت ہوئی بن حجر سے کہ بکھانے نبی صلی
 علیہ وسلم کو کہہ سکتے تھے ہاتھ اپنا اپنا اوپر بائیں کے نیچے ہاتھ کے کہا بعض علمائے و کذا حدیث صحیحہ مر جیحہ السنہ
 لأن فیہ رجلا کا ہم سووی الثحابی ثقافت یعنی یہ حدیث صحیح ہے واسطے کہ تھے راوی میں اوس میں صحابہ و تابعین
 سنیہ میں اوس صحابی کو چھوڑ کر اسو سے کہا کہ صحابی سبقت میں کسی میں تحمل کذب کا نہیں کیا ثقہ ہوا کیسے کا تو کہاں فقط بن حجر
 تہذیب التہذیب میں کہ کیسے مینا جراح بیاض روایت کا کہایت اوکھی ابو سفیان ہی روایت کی و کھوٹا اپنے ہاتھ اور تحصیل
 بن ابی لؤی ابن ابی ہریرہ بن عوفی غیر ہم سے اور روایت کیا اوس نے اوکھی یونس بن سنان اور طبرانی اور بیہقی اور شیخ نے ان کے
 سفیان ثوری اور ابوبکر بن شہاب و عثمان بن ابی نعیم و یونس بن ابی نعیم و یونس بن ابی نعیم و یونس بن ابی نعیم و یونس بن ابی نعیم

کہ جس سے اس کا انصاف نہ ہو کہ جسے وہ کبھی بطبع ماخوذ اور کیا انصاف نہ ہو کہ جسے امام مسلم ان کے اپنے وقت میں اس کا بیان نہیں کیا
 میں نے انصاف کو کبھی سے تو کہا گیا کہ اب ان المبارک کو فضل تھا کہ ان کو کوئی فضل تھا لیکن میں نے یہ بھی انصاف کو کبھی سے مستحق
 اور ظاہر کرتے تھے حدیث کو اور قیام کرتے تھے رات کو اور روزہ رکھتے تھے دن کو اور فتنی و خبیثہ کمال امام ابو حنیفہ پر اور دوسری
 موسیٰ بن عمر مرقی تیسری کوئی کہا بھی بن حنین اور ابو حاتم نے اور محمد بن عبد اللہ بن مبارک و حنیفہ اور علی اور دلالی کے کہ وہ ظہر
 اس کا ہونے کے لا کاس یہ یعنی انہیں حرج و مرج اور ساتھ اس کے اور سنان بن حسین اس کی ایک حدیث ہے صلوة میں اس کی ایک حدیث ہے کہ
 ذہبی نے میزان الاعتدال میں کہ علقمہ یہ صدوق ہے اور کہا حافظ بن حجر نے تہذیب میں کہ اگر کیا اس کو ابن جہان ثقات میں ہو نہ کہ کیا
 اس کو ابن عساکر نے ثقات میں اہل کوفہ سے اور کہا کہ کان ثقیلہ قلیل الخیر بشیئ منی تھا تھوڑی حدیث الا اور کاشیخ قاسم
 علقمہ کا بیانی ہے کہ جو صحیح اس حدیث کے انتہا کے بعد نقل کرنے اس حدیث کے مصنف ابن ابی شیبہ کے یہ نہ جیہ ہو کہ جسے یہ اصحاب اعلام
 اور موسیٰ بن عمر توشیح کی اس کی ابو حاتم نے اور روایت کیا اس سے سنانی اور علقمہ نے ابن ابی حاتم نے تھوڑی حدیث ہے یہ حدیث
 میں اور مسلم نے بھی صحیح میں اور جابر بن عبد اللہ اور ثقیفہ اس کو ابن جہان سید شاہ ہے اس حدیث میں بھی اس حدیث کا بیان ہے کہ
 کلام کی اس حدیث کے جسے کہ انہیں لیل پر خفیہ کی اس سے میں واللہ اعلم بالصواب بعد ترجمہ کے ہاتھ ہاتھ کے شاہ جہاد
 سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ اور توحید بنی لیل و تھوڑی حدیث ہے
 لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَقِيقًا وَمَا آتَانَا مِنَ الشَّيْءِ لَيْلَانِ بِشَيْءٍ اور امام ابی یوسف کے نزدیک
 ہے دلیل اس کی حدیث میں بھی اس حدیث کی طول کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا نبی اور روایت جابر بن عبد اللہ کے
 تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نہ کو کہتے تھے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى
 جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَجَعَلَ دَعْوِيَّ لِلَّهِ دَعْوَةَ الْقَائِلِينَ روایت کیا اس کو بیہوشی نے اس طرح کہ امام صاحب ہانی
 دلیل جابر بن عبد اللہ بن مسعود کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے تھے نماز کہہ کرتے تھے اور فرماتے تھے سُبْحَانَكَ
 اللَّهُمَّ آخِرُ کَلِمَاتِ لَوْ نَبِيتُ لَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ اور روایت کیا اس کو بیہوشی نے اس طرح کہ امام صاحب ہانی
 جابر اور عمر بن سعد رضی اللہ عنہم سے اس حدیث کو مروا مگر حدیث عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کیا اس کو بیہوشی نے اس طرح کہ امام صاحب ہانی
 دلقطنی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ کر ماخوذ ہے کہ یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہی اور صحیح مسلم میں ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے
 ساتھ ان کو کہ اس حدیث میں اور روایت کیا اس کو بیہوشی نے اس طرح کہ امام صاحب ہانی جابر اور عمر بن سعد رضی اللہ عنہم سے اس حدیث کو مروا مگر حدیث عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کیا اس کو بیہوشی نے اس طرح کہ امام صاحب ہانی
 لیکن صحیح مسلم نے اس حدیث کو فیروز آبادی اور روایت کیا اس کو دلقطنی نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قول سے اور روایت کیا اس کو
 سعید بن مسعود نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول سے اور سنن ابی داؤد میں ہے ابو سعید کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
 رات کو کہہ کرتے تھے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ تین بار کہہ کر تین بار اعوذ
 بِاللَّهِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَتَقِيَهُ وَتَقِيَهُ بِحَقِّهِ اور خارج کیا اس کا تہذیب
 سنانی ابن ابی کثیر نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے اس باب میں توحید کا کہا گیا اسناد میں اس کی تھے
 یہ حدیث صحیح کلام کرتے تھے علی بن علی رضی اللہ عنہ اور کہا احمد کہ میں صحیح یہ حدیث اور توشیح کی علی بن علی کی کہ اس حدیث میں

۹۸

علی بن علی

اور ابو زید ابو محمد نے اور جب ثابت ہو فعل صی۔ ضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرات سکتی تھیں کہ یہی اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور یہی اخیر نماز کے فعل سے اور محسن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک اور حدیث میں ہے اور یہ میں اور دعائی ذکر کیا اور کوشش بن المہم رحمہ اللہ علیہ نے اور کہا وہو اصح من النکلی لانه متفق علیہ و صح ذلک کہ یقولون سنہتم علینا احد من الاثنین الا انہما بعد یعنی صحیح ہر کل دو تینوں سے سولہ کے اتفاق کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور باوجود اسے نہیں کہا کہ اسے ساتھ سنیت خاص سبحانک اللہم کے نو اور وہ دعائیہ کے بدلے پر کچھ حرج نہیں اور بانیہ جو حضور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معمولی اور پروا فل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہائیہ اور یوید ہر اسکی وہ جو مروی ہے صحیح الی عوانہ اور سنن نسائی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے غافل کو کہتے تھے اللہ اکبر و جہت و جہی آخر تک بخلاف سبحانک اللہم کے کہ وہ ثابت ہے ورائض میں ص اور بعد بتا تو یوسفی یعوفہ باللہ من الشیطان الرجیم کے و کیونکہ فرمایا رسول جبارہ و عم نوالہ فی و اذا قرات القرآن فاستمعنا یا اللہ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لیجا طرت اللہ مراد یہ ہے کہ شیطان نہ پناہ لے کہ وہ مارج نہو قرات قرآن میں ص اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور سبوق پڑھے تو تعوذ یا بقرات کا ہر نہ تابع شاکا سمجھ و کثرت پڑھے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرات نہ پڑھے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اس کے یشیم اللہ الخیر الخیر کہے اور فاتحہ اور سورت کے چرچ میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آپ کہے اور امام شافعی کے نزدیک تسمیہ کو بلند پڑھے اور بہت سی حدیثیں صحیح وارہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلی علیہ وسلم قرات کو اچھا لکھتے تھے و یث علیہ من سے شروع کرتے تھے و تو اس سے معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے ہوں گے اور صاحب ہائیہ لکھا ہے سب قول ابن سعد کے جلد میں کہ آہستہ کہے تو کو کام اور ذکر کیا اور میں تعوذ اور تسمیہ اور امین کو روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ابن جریر بنی رحمہ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی وائل سے انھوں نے عبد اللہ کہ وہ تھے آہستہ یشیم اللہ الخیر الخیر کہے اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی میں ہے نسیم مجبر سے کہ نماز پڑھی سینے سے پچھلے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوا چھ انھوں نے یشیم اللہ الخیر الخیر پھر پڑھی فاتحہ بیان تک کہ پونچھے و کا الضالین پھر کو امین پھر سلام پھر کہے کہ قسم یہ اس قرات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تحقیق کہ میری نماز مشابہ تری ہے ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا ابن خزیمہ نے نہیں شک ہے اسکی تحسین اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم ہے کہ وہ نہیں کہوں کہ جائز ہے ستائیم کا باوجود آہستہ پڑھنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیونکہ جب تک مبارک ذکر سے اعتناء میں تہ تک سنانی دیتا ہے جو وصایا اسکی مقتدی کو اور صحیح ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بسم اللہ کا کا حکم نے صحیح ہے بنیہ علیہ کے اور صحیح کیا اسکو دا قطنی نے اور کہا ترمذی نے نہیں ہے اسناد اسکو قوی اور ضعیف کیا اسکو اکثر تین نے اور کہا بعض حفاظ نے نہیں ہے کوئی حدیث صحیح ہے مگر اسکی اسناد میں مشکوہ ہے اور اسی سبب سے صاحب ہائیہ انیدار بعد اور عام احمد املیث جہر کہہ کر انرا ج نہیں کیا باوجود اشتغال انکے کے علویہ ضعیف ہے کہ امام العلما میں الحدیثین شیخ تفسیر ابن تیمیہ نے اور روایت کی ہے دا قطنی سے کہ میں صحیح ہے جو فی حدیث صحیح ہے مگر کوئی حدیث اور مروی ہے دا قطنی سے

کہ تصنیف کی اسے ایک کتاب میں بیچ چہ بسم اللہ کے اور ارادہ کیا بعض مالکیہ نے کہ جب اگر بن اوس سے صحیح صحیفہ سے
 کہا کہ میں صحیح پہلی جہ میں کوئی حدیث اور کہا حاضری سے کہ احادیث جہ کی اگرچہ بکثرت ماثور ہیں لیکن کوئی حدیث ماثور
 نہیں اور روایت کیا امام طحاوی جہ کو قرات اعراب کی اور بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ میں جہ کی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے بسم اللہ کا یہاں تک کہ وفات کی اور یہ معارض ہوا اس حدیث بن عباس رضی اللہ عنہ کے جو جہ میں گندری نووہی
 ہو واقع ہوئے اس کے کہ کبھی بھی اور صحیح موجب حل جہ روایت مسلم کی اس رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھی میں نے پیچھے بنی علیہ وسلم
 اور ابو بکر اور عثمان رضی اللہ عنہم جمع میں کہ میں نے سیکھا نہیں کہ کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس سے کہ روایت
 نہیں ہو کہ نفی جہ جہ دلیل دوسری روایت کہ میں جہ کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی
 ساتھ ساتھ صحیح کے اور بھی روایت ہو ان میں سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ
 پس سب لوگ اختیار کرتے تھے بسم اللہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی نعیم اور ایک لفظ میں کہ کہہ سکتے تھے ساتھ بسم اللہ کے اور روایت کیا
 طبرانی نے بن عباس رضی اللہ عنہ کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اور ابو بکر و عمر اور
 عثمان رضی اللہ عنہم روایت تھے تابعین تھے اور وہی مذہب ہو سفیان ثوری اور ابن المبارک کا اور کہا ابن عبد اللہ وابن منذر نے لکھی
 قول ابن خواتم ابن ابی یزید عمار بن یزید عبد اللہ بن مسعود اور حاکم ابن ابی یزید شعیب بن ابی عمیر اور ابی یزید عبد اللہ بن المبارک اور قتادہ و عمر بن العزیز
 اور شاذلی و زہری اور یزید و عمار اور ابی عبد اللہ و احمر بن اسحق کا اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے بن شہاب بن ابی انس بن مالک بن انس بن ابی
 بن مغل سے انھوں نے اپنے آپ سے بنی مغل کے انھوں نے نماز پڑھی بسم اللہ کہ اسکو بکار عبد اللہ بن مغل نے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر و عثمان اور بنی عبد اللہ کے کہ کہہ سکتے تھے جہ کرتے نہیں سنا اور کہا انھوں نے اپنے بیٹے سے اور
 بنی محمد یعنی جہ کہ انھیں اللہ الرحمن الرحیم کا حمد اور جہت ہو اور بعد تسمیہ کے فاتحہ اور سورت پڑھے
 اور فاتحہ پڑھتا ہمارے مذہب میں کہ نماز میں فرض نہیں اور سبط سورت اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فاتحہ فرض اور امام مالک
 رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نوافل فرض ہیں امام مالک کی یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طویل آخر حدیث یہ کہ کہ میں نے نماز پڑھا
 احمد کے اور ایک سو کہ کہ شیخ ابن الہمام نے روایت کیا اسکو ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
 اور مختصرا کیا اس پر لا صلوات لیکن گوئی کہ آخر تک اسکو ترمذی نے اور صحیح بنی ساتھ ابو سفیان ثوری طریق
 بن شہاب کے اور ابی روایت کی ابو حنیفہ نے سند میں اور نقل کی ابی یزید عمار بن شہاب سے تنسیف اوسے اور تلمیذین کی اسکو
 ابن جہری نے اور کہا کہ روایت کی اوس ثقافت لیکن وہ اتنا ہی مستون میں آئی جہ کہ میں نے لانا کوئی اسکو مولا اسکے اور اس کے ساتھ

یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن میں سے اور بغیر واحد ہو اور خبر واحد سے زیادہ کی کلام اصغر پر نہیں جائز ہو اگر واجب العمل ہو تو کہا جائے
 ساتھ دو جو فاتحہ اور سورۃ کے اور دلیل امام شافعی کی ہے جو روایت کیا ہماری سلم نے کہ **مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي صَلَاتِهِ لَمْ يَكُنْ يَتْلُوهُ إِلَّا بِحُجْرَةٍ**
 یعنی نہیں پڑھا کر تھمنا تھا لکن کے اور تقدیر اوسکی یہ کہ جو نہیں پڑھا کمال نماز کا مگر فاتحہ الکتا ہے جیسے دوسری حدیث
 میں فرمایا **لَا يَأْتِيَانِ لِحَدِّ آيَةٍ وَلَا وَجْهٍ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ** یعنی نہیں ہوا ایمان اور شخص جس کا عہد نہ تھا
 اور نہیں پڑھتا اوس کا جس کا عہد سالم نہیں تو مراد اس سے نفی ایمان نہیں بلکہ یہ نہیں ہوگا کہ کمال ایمان اور دین میں یہ چیزیں باعث
 خلل کی ہیں **وَاللَّهُ أَكْبَرُ** اور بعد تسمیہ کے فاتحہ اور سورۃ پڑھو اور بعد **وَاللَّهُ أَكْبَرُ** آیت کے آئیں کہے اور مقتدی
 بھی جہری نماز میں کہتے ہیں کہ **ف** اور دلیل اوسکی وہ ہے جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ
 اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے سند رک میں شیعہ انھوں نے سلم بن کہیل سے انھوں نے حمزہ بن عسکری سے انھوں نے طلحہ بن ابراہیم سے انھوں نے
 اپنے باپ سے کہنا ہے انھوں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توجہ پسینچا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المستغفون
عَلَيْكُمْ وَلَا الضَّلَالَةَ یعنی آئیں آہستہ اور روایت کیا اوسکو ابو وہاب اور ترمذی وغیرہ سفیان انھوں نے سلم بن کہیل سے
 انھوں نے حمزہ بن عسکری سے انھوں نے وائل بن حجر سے اور اس میں ہے کہ بلند کیا انھوں نے آواز اپنی کو ساتھ آئیں کے تو مخالفت کی اس میں سفیان نے
 کئی طرح پر آواز کیا کہ پہلی روایت میں حمزہ بن عسکری اور اس میں حمزہ بن عسکری اور اس میں علقمہ بن زید اور کہا ترمذی سلم بن کہیل سے
 سینے بخاری کے کہ کیا علقمہ نے سنا ہے اپنے باپ سے تو کہا بخاری کے کہ پیدا ہوا علقمہ بعد اپنے باپ کے چھ مہینے بعد اور یہ انقطاع مسلمین
 کیونکہ روایت کیا سلم نے طلحہ کی روایت کو اپنے باپ سے کہا شیخ ابن الہمام اور ترجیح دی دارقطنی نے روایت سفیان کو اور یحییٰ
 وغیرہ نے بھی اس حدیث کو شیعہ بعضوں نے رفع روایت کیا ہے اور اسی وجہ سے صاحب ہدایہ اس حدیث کو عدول کے بارے میں مسعود
 رضی اللہ عنہ قول کی طرف رجوع کیا اور مؤید رفع کی ہے جو ابن ماجہ میں ہے کہ تھے علیہ السلام جب آئیں کہتے تھے کو بیچ جاتی تھی سجدہ
 میں کہتا ہوں کہ معارض ہوا حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کیا ابن ابی شیبہ اس سنا تھے حدیث **ثَنَا وَكَيْفَ نَحْنُ سَاقِيَانِ**
عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ جُرَيْجِ بْنِ عَنَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّيْخَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
وَلَا الضَّلَالَةَ فقال **أَوَيْتَ وَخَفَضَ يَهْأَسُونَ** یعنی کہی آئیں اور آہستہ کہی اور یہ بعینہ وہی اسناد ہے جس میں
 رفع صوت آئیں کو ہے تو دو حدیثیں مخالف ہوئیں اوس ایک حدیث کی تو صحیح ہی ہوگا کہ آہستہ آئیں کہے **ص** بعد اس کے
 تکبیر کے اور کہے **بُحْبُكَةً** اور دونوں ہاتھ رکع میں دونوں انو پر رکھے اور اونگھیں کو کشادہ رکھے **ف** کیونکہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ان کے سچ حدیث لوہیل کے اور آخر اس کا یہ ہے کہ اسی طریقے سے جب تو رکوع کو کس سورہ کہفون
 اپنے کو اوپر دونوں انو اپنے کے اور کشادہ رکھا اونگھیں کو اور اونگھائے رکھ دونوں ہاتھ کو دونوں پہلو سے روایت کیا اس کو
 طبرانی نے معجم مطہرین اور طہریت میں کی منسوخ ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو طاک کے دونوں ان میں کہے ہاں لیل اسکے
 جو موی چھین میں مصعب بن عبد بن ابی وقاص کے کہا نماز پڑھی سینے اپنے باپ کے ساتھ تو تطبیق کی سینے کو کہا میرے باپ نے
 کہ نکلا اس کو پہلے کہ کہے تھے ایسا بھرنے کہے گئے اور رکھ ہوا کہ کہیں دونوں ہاتھوں کو اوپر دونوں کے **ص** اور علقمہ کو بدلتا
 اور کہے بھی شیعہ کے بلکہ کہے **ف** کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ یا بعد بن عبد کہما کہ دیکھا اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ

[illegible]

واسطے ناز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب سجدہ کرتے تھے نہ بہت اونگھیں نہ کو پھیلاتے تھے اور نہ بہت تگ کرتے تھے بلکہ اوسط
درجہ میں رکھتے تھے اور موندہ کرتے تھے اونگھیں کا وہ قبلہ کے اور پہلے میں جو کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
جب سجدہ کرنا ہو تو سجدہ کرنا ہی چھوڑنا اور اس سے پہنچنا کہ موندہ کرے اپنے اعضا کا وہ قبلہ کے حتی المقدور اور اس صیحت پر لفظین
مطلع نہیں ہوا اور صبح کو رکوع و سجود میں کسی حاجاتی ہرگز نہیں کیا وہ کہ تو لازم ہو کہ طلاق کے مثلاً یا نوح یا نوحی یا نوحی کہ وہ
میں آیا کہ کان چھوڑنا یا تو زینتی نہ کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ و تبرکے کہا صاحب شجر القدر نے عرض کیا کہ
سُبْحَانَكَ اے اللہ یعنی یہ حدیث غریب ہے اور نہ جانے جانتا ہے کہ اگر آدمیوں کے ہجوم کے سب سے ایک شہر نہ ہو تو سجدہ کی پوجا
اگر وہ بھی وہی ناز پڑتا ہی تو درست ہو اور اگر ناز نہیں پڑتا یا پڑتا ہی ہو مگر وہ ناز جو سجدہ کرنے والا چاہتا ہی نہیں پڑتا تو سجدہ کا
درست نہ ہو چکا اور صورت پر سجدہ کو اس کے لئے اور بعد سجدہ کے پھر سر اوٹھا کہ اوٹکیر کے اور اطمینان سے بیٹھے اور پھر گاہ کے لئے اور سجدہ کے
شعر کے کیونکہ حضرت نے حدیث عربی میں ارشاد فرمایا پھر اوٹھا سر اپنا یہاں تک کہ بیٹھتے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا تو
دوسرے سجدہ کر لیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک سجدہ کا دو حصے کے نزدیک اور اندازہ رفع میں اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہو کہ اگر سجدہ کی طرف
قریب ہو و گناہ نہیں جائز ہو گا کیونکہ وہ سجدہ کے میں ہی اور اگر بیٹھنے کی طرف قریب ہو جائز ہو گا اس واسطے کہ وہ شمار کیا جاوے گا گناہ
ص اور پھر نہ کر کے اور اوٹھنے سے سر پھر ہاتھ پھر زانو اور سیدھا کھڑا ہو و بغیر تکیے کے اور دونوں سجدہ سے سر اوٹھنے کے
پھر زمین پر بیٹھنے بلکہ فوراً کھڑا ہو جائے اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھنے کو اور اسکو جلسہ استراحت کہتے ہیں **ف** اور دلیل
امام شافعی کی وہ ہے جو روایت ہے مالک بن الحویرث سے کہ انھوں نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کے بعد جب اوٹھتے تھے وہ لوٹ
سجدہ سے نہیں اوٹھتے تھے جب کہ بیٹھتے رہتے تھے سیدہ اور جوابا سکا یہ ہو کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی میں تھا خواہ
ناز موضوع استراحت کے واسطے نہیں اور دلیل دوسرے ہو جو روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جب اوٹھتے تھے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم ناز میں اوٹھتے تھے اور پھر نہ کر کے قدحون اخراج کیا اسکا ترندی نے خالد بن ایاس نے انھوں نے صاع مولیٰ تو اگر سے انھوں نے اپنی رزق
سے اور کہنا ترندی اسی پر عمل انشاء میں علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہنا تھا بن الایاس شعیف بن نزدیک محمد بن کے اور اس سے
ضعیف کیا اسکو بن عدی نے لیکر کہا کہ کھلی جاوے گی حدیث اسکی باوجود ضعف اس کے کہ کہا بھی القطار نے اور جس سے تسلیل
کی ہو خالد میں موجود ہے صاحب میں اور وہ اختلاط ہی تو کچھ وجہ تخصیص خالکی نہیں اور قول ترندی کا کہ اس پر عمل ہر اہل علم کا مقتضی ہو
او کی قوت عمل کو اگر یہ خاص طریق ضعیف ہوا اخراج کیا بن ابی شیبہ بن سعد کہ وہ اوٹھتے تھے ناز میں اوپر نہ کر کے قدحون کے اور
نہیں اوٹھتے تھے اور انداز کے حضرت علی بن مسعود سے طریق ابن عمر اور ابن الزبیر اور عمر بن الخطاب اور روایت کیا شعیب سے کہ وہ علم و عمل
صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوٹھتے تھے ناز میں اوپر نہ کر کے قدحون کے اور روایت کیا نعمان بن ابی حیاش سے کہ پاپا سینے
بہت گولوں کو اسباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توجہ کوئی سوا تھا تھا سجدہ ثانیہ میں پہلی رکعت یا دوسری رکعت میں اوٹھتا تھا
جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا تھا اور اخراج کیا اسکا یہ بھی نے عبد الرحمن بن سیرین کہ انھیں نے بیجا ابن مسعود کو مثل اس کے پکارا
اور روایت کیا اس عمل کو عبد الرزاق نے ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر سے توجہ اتنے صحابہ کثیر سے یہ عمل مروی ہو کہ سب
اوٹھتے تھے اوپر نہ کر کے قدحون کے اور نہیں اوٹھتے تھے تو عمل اوپر واجب ہو گا **ص** اور دوسری رکعت بھی اسی طرح ہوگی توفیق

خالد بن ایاس

صاع مولیٰ

اور ثناء و سب سے بڑھے اور ہاتھ بھی نہ اٹھا کر **ف** یعنی ہاتھ نہ اٹھا کر مگر کبیر اولیٰ میں اور کبیر اولیٰ تو پہلی ہی رکعت میں ہوتی ہے یہ خلاف امام شافعی کے کہ ان کے نزدیک ہاتھ اٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کے وقت سنت میں فخر کو متین لفظ کے نزدیک رفع یدین ہوا اور اس مسئلے میں بہت تفصیل ہے سب بیان نہیں کر سکتا والاکن با یک فقرہ جو جاوگی کچھ بطور اختصار کہ موافق فقرہ صاحب تہجد کے بیان کیا جاتا ہوا اول تو روایت کی طرف اشارہ ہے ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے حضرت علیہ السلام کے نہیں اٹھانے جاوین ہاتھ مگر سات جگہ میں جو وقت کہ شروع کرے نماز اور جو وقت داخل ہو جس پر ہم میں صلح کرے طرف مخالفہ کے اور جو وقت کہ ہوا ہم کو پر اور جو وقت کہ ہوا ہاتھ اٹھا کر آدمیوں کے ہاتھ کو اور زمانہ میں دو مقام میں اور جو وقت میں کہ وہ بھی اٹھا کر اوسکا ہمارے صلح کتابت میں غرض میں بیان رفع یدین میں اور کہا کہ کعب نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اٹھا کر جاوین ہاتھ مگر سات جگہ میں وقت شروع کرنے نماز کے اور استقبال کعبہ کے اور صفا اور مروہ پر اور عرفات میں اور زمانہ میں دو مقام اور نزدیک جبرئیل کے اور کہا شعبہ نہیں بنا حکم نے منقسم کر جاوے میں اور یہ نہیں ہوا وقت سے تو یہ رسل ہوا وغیرہ محفوظ اور کہا کہ ہم کیا اصحابوں ہمارے مخالف کیا اس میں کعبہ کو ساتھ رفع یدین میں اور کعبہ کی غرض میں اور کہا شیخ تقی الدین نے امام میں اعتراض کیا گیا اس حدیث پر کہ لیلیٰ نے ایک نوید کہ ابن ابی لیلیٰ نے فرما دیا اور متردک و احتجاج اوس سے اور وہ کہہ کر کہ کعبہ نے وقت کیا اوسکو اور پر ابن عباس اور ابن عمر کے کہا حکیم نے اور کعبہ ثابت ہے سب انھوں نے روایت کیا اوسکو ابن ابی لیلیٰ سے تیسرے کہ روایت ہے تہجد میں اسانید صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس کے کہ وہ ہاتھ اٹھا کر وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اور تحقیق کہ اسناد کیا اور دونوں اسکو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے یہ کہ سب دایتوں میں موقع الا یک ہی یعنی ہاتھ اٹھا کر جاوے اور اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سوال سات جگہ نہ اٹھا کر جاوے گا نہ لا میں رفع الا یدین الا فی ہاتھ جودلات کرتا ہے صرف رفع یدین پر ان موطن سبعہ میں دو کہ یہ کہ محال ہے کہ لا رفع الا یدین ہو کیونکہ احادیث صحیحہ دل میں اس رفع پر اور بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سولہ لکھ میں بھی ہاتھ اٹھا کر جاوے گا نہ ہاتھ اٹھا کر جاوے گا نہ ہاتھ اٹھا کر جاوے گا اور جو حسن یہ کہ صراحتاً نہیں ہے جو جب ہوا ان سات مقام کے اور کسی جگہ رفع ثابت ہو گا غل اوس کے اور پر کرنا بڑا کچھ اور تحقیق کہ کعبہ میں اس جگہ میں ثابت ہوا اور وہ یہ جو کسا اخراج کیا علم اس نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے ہاتھ عبداللہ بن عمر سے کہا کہ تھے حول المدی صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے اٹھتے تھے دونوں ہاتھ برابر کہ دونوں کھڑے ہوتے تھے سب ارادہ رکوع کرنے پھر ہاتھ اٹھاتے اور جب ہاتھ اٹھانے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب سر پہنا سجد سے اٹھتے تھے تب نہیں ہاتھ اٹھا کر تھے اور کہا شیخ غیاث الدین نے کہ جواب اوسکا معارضہ ہے ساتھ اوس کے جو روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد و کعب سے انھوں نے سفیان ثوری سے انھوں نے مامر بن کلیب سے انھوں نے عبدالرحمن بن اسود سے انھوں نے علقمہ سے کہا کہ کہا عبداللہ بن مسعود نے کیا نہ پھر معون میں ہاتھ اٹھا کر جاوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوزا پر بھی ہوا نہ اٹھانے ہاتھ مگر اول بار پھر نہ اٹھا کر ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہوا اور اخیر کہا اوسکا سنائی سنابن المبارک سے انھوں نے سفیان سے اور جو بقول ہوا ابن المبارک سے کہا کہ نہیں ثابت ہے تو کیا سجد پر ثابت ہے جو کی کو کچھ نہیں کر کرنا جبکہ یہ طریقہ ثابت ہو گا اور وہ جو بعض علماء کہا ہے کہ حاصر بن حنیف نے غیر مقبول ہے کہ کہ نہ تو نبی کی کسی

۱۰۶
باب غاڑک صفت کے بیان میں

۱۰۶

ابن میں نے اور اخراج کیا اس سے مسلم نے ایک حدیث اور وہ جو کہا بعض لوگوں نے کہ نہیں سنا عبدالرحمن نے عطر سے باطل ہوا اور کہا
 اوکو ابن جابر نے کیا بیانات میں اور کہہ کہ انتقال کیا اس سے سننا جو میں اور سن اوکاسن ہی یا یہ ہم بھی کہا تو کہ چیز نافع ہی سماع
 اس کے سے اور حال انکا اتفاق ہو سماع براہیم بھی پر عطر سے اور تصریح کی خطیب نے کہ البتہ نفق و المفق میں بیچ بیان ترجمہ بلکہ سن
 کہ اس نے سنا ہوا عطر سے اور وضو نہ جو کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن یاوت تھو کہ یعقوب کی منکر ہی نقل کیا گیا ہے وراقطنی اور
 محمد بن نصر و نسی اور ابن القطان کہ یہ ایک گمان ہے کہ گمان کیا انھوں نے اور اس واسطے نسبت کی اسکی بہت لوگوں نے طرف ہم
 سفیان ثوری کے مانند ہمارے کتاب فیع الیدین میں اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ خطابی کہا جاتا ہے کہ وہ ہم کہا اس میں
 سفیان ثوری نے اور معلوم یہ ہوا کہ جب ولایت کی انھوں نے چند روایتیں بغیر زیادہ کے گمان کیا اسکو خطا اور حال انکہ زیادہ فی ثقتنا
 کی مقبول ہو اور خصوصاً جب کہ وہ سب متابعت بھی کی جاوے متابعت کی اسکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا ہے اسکو روایت
 نسائی سے اور اخراج کیا وراقطنی اور ابن سعدی محمد بن جابر سے انھوں نے سادہ بن ابی سلیمان سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے
 علقمہ سے انھوں نے عبدالمہدی سے کہا کہ ناز بھی بیٹے سے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر و عمر کے سونا اوٹھایا انھوں نے
 بائیں کو گروقت شروع کرنے نماز کے اور اعتراف کیا وراقطنی نے ساتھ اس باپ سے کہ صوابا براہیم کا سر مل کر یا ہی اس حدیث کو
 اوپر ابن مسعود اور یزید بن عبد بن جابر کے یوئین توثیق کی اسکی ابن جریج اور روایت کیا اس سے ابراہیم بن جریج واصل اور
 ابن جریج اور ہشام بن جسان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور یزید بن جریج اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابو حنیفہ اور زاذلی
 سو کہا اور زاذلی نے کیا حال یہ تھا کہ نہیں ہاتھ اوٹھاتے ہو وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہا ابو حنیفہ نے
 ثنا قتادہ عن ابن ابی حنیفہ عن علقمہ واکاسودہ عن عبد اللہ بن مسعود عن حماد بن المنذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان
 لا یزفع ید یدہ الا عند افتتاح الصلوٰۃ تھو کہ یعقوب بن یسوی عن ذیال یعنی نہیں اوٹھاتے تھے آخرت صلی اللہ
 وسلم ہاتھ گروقت شروع کرنے نماز کے پھر نہیں اٹھا کرتے تھے اسکا تو کہا اور زاذلی نے کہ میں حدیث بیان کرتا ہوں تم سے زہری کا
 انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے باپ سے رفع یدین میں اور تم کہتے ہو کہ حدیثی قتادہ عن ابن ابی حنیفہ سو کہا ابو حنیفہ نے کہ
 حماد افقہ ہی زہری اور براہیم افقہ ہی سالم سے اور علقمہ نہیں ہی کہ رفع یدین میں عمر سے اور اگرچہ واسطے ابن عمر کے صحبت ہو اور انکو قیام
 صحبت کا ہو اور اسکو واسطے نفلت فضیل ہی اور عبد اللہ بن مسعود براہیم بن عبد اللہ بن عمر کے تو ترجیح دی امام ابو حنیفہ نے ساتھ قیام
 کے جیسا کہ ترجیح دی ہوا زاذلی ساتھ علوان سنا دے اور وہی نہ سب ہی منظور نزدیک ہمارے اور روایت کیا امام سہمی پھر ہی نے قدس
 حسن بن عیاض سے سند صحیح اسکو کہا کہ دیکھا میں نے عمر بن الخطاب کو کہ اوٹھائے دونوں ہاتھ اپنے چھ اول کیس کے پھر نماز کا دیا
 کہا اور دیکھا میں نے ابراہیم اور شعبہ کو کہ کرتے تھے ایسا ہی ابو حنیفہ کیا ابو حاکم نے ساتھ روایت ملاؤس بن حبیب سے ابن عمر سے
 انھوں نے عمر سے کہ تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے چھ رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کیا امام طحاوی نے ابی بکر بن شریک
 انھوں نے عامر بن حبیب سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ حضرت علیؑ نے اوٹھائے ہاتھ چھ اول کیس کے پھر نماز کا دیا اور وہ جو روایت کیا
 ترمذی نے حضرت علیؑ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب قائم کرتے نماز کو اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر نہ ہونے اور کرتے تھے شریک کے
 جب کہ لو کہ چلتے تھے قیامت کو اور رکوع کرتے تھے اہم کرتے تھے ایسا ہی جاباٹھتے تھے رکوع سے اور نہیں اوٹھاتے تھے ہاتھ چھ

اور اس مقام پر جو کدانی میں ہے کہ اوٹھانا محرمات میں سے ہے محض غلط ہے اور پھر طرہ اوپر یہ کہ گاہیل الحدیث بھی کلمہ باجو
سمان العجب ایسے لکھتے ہیں کہ اس قدر بے ادبی کرینگے تو افسوس کلام پر کسی مسلمان کو اعتبار کرنا خلاف درایت ہوگا اور خود
صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے وَهُوَ خِلَافُ الدَّيْمِ وَالْوَالِي دَايِمٌ اور یہ خلاف درایت و دروایت ہے **وص** اور تشہد
پڑھے حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور وہ یہ ہے الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور یہ فقہ میں اس سے زیادہ نہ چڑھتا ہے **ف** مصنفین ابی شیبہ میں مروی
حدیثنا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخَذَ عَلْقَمَةُ يَدِي فَقَالَ
أَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ يَدِي فَقَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدِي فَعَلَّمَنِي التَّشَهُدَ الْحَيَّاتُ
لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ الْخَرُوفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَآلِي بَكْرِ بْنِ كَسَّابٍ قَالُوا سَمِعْنَا مِنْ كَثِيرٍ مِمَّنْ فِي مَتَنِهِمْ
سَوَّاهُ كَمَا يَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَتَنِهِمْ سَوَّاهُ كَمَا يَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَتَنِهِمْ
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہا انھوں نے جو زیادہ کرے اور تشہد کے سچ دو پہلی کعتوں کو تو اوپر دو سجدہ سچ ہیں و فی
الباب عن عائشة أوراس باب میں مروی ہے عایشہ سے اور روایت ہے ابن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے
دو کعتوں میں تو گویا توے جلتے ہوئے پر میں یہاں تک کہ کھڑے ہوں یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کہ بیٹھتے تھے اور ایسا ہی
روایت کیا مصنف میں ابو بکر بن عبد اللہ بن مسعود اور روایت کیا علی بن ابی حمزہ کہ اس نے ابن مسعود کو سکھایا یا بکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد
اور کہ میرے آپ کہ میں تھے جیسا کہ سکھاتے ہیں مجھ کو کوئی سورت قرآن کی سو کہ جب بیٹھتے کوئی تم میں سے اسطے نماز کے سو کہ
الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ الْخَرُوفِي اور روایت سنائی میں ہے جب بیٹھو تم دو کعتوں بعد اور ایک صحت اس تشہد کی اگر
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑ کے بتا دیا تمام تعلیم کہ اگر بے طلاق تعلیم بیت ابن عباس میں بھی ہو اور
ایک جہ ترجیح کی یہ کہ اگر کسی نے اوپر اتفاق کیا اتفاقاً معنی اور یہ نہایت غریب ہے اور تشہد میں عباس کا شمار کیا گیا ہے افراد مسلم
اگرچہ باخراج کیا اوسکا سو کہ بخاری اور محدثین نے اور اعلیٰ درجات سچ میں افسوس نزدیک ہے جسے اتفاق کیا ہو بخاری سلم نے نہ کہ جیسے
اتفاق کیا ہو انھیں نے اور اسے واسطے اجماع کیا علی کہ یہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تر ہے حدیثوں کی اس باب میں اور کہ تردید ہے
کہ صحیح تر حدیثوں کی تشہد میں حدیث ابن مسعود ہے اور علی ہے اوپر اکثر صحابہ کا پھر باخراج کیا نصیحت کیا کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب میں سو پوچھا میں نے آپ سے کہ آدمیوں نے اختلاف کیا تشہد میں سو فرمایا آپ نے کہ لازم ہے کہ تشہد میں ابن مسعود کا اور موافق ہو
ابن مسعود معاویہ جیسا کہ روایت کیا اونسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر منبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ الْخَرُوفِي تشہد میں مسعود اور عایشہ بھی یہی میں کہ انھوں نے تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سوکھا اتفاقاً کہ انھوں نے اسناداً جیداً معنی اسناد او سکھا جید ہے اور بھی موافق ہوئے افسوس مسلمان روایت کیا
طبرانی اور بزار نے ابی راشد کہ کہا پوچھا میں نے سلمان سے تشہد کو کہا سکھاتا ہوں میں کہ جیسا سکھایا بکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تب بیان کیا القصاصات للہ اور کہما ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کثیرا مائتہ میرا احاد میں یہاں اور کثیرا مائتہ او سکھا ابراہیم اور کثیرا

باتہ اور کلام حق نے اور کہا مقرر ہے کہ پیر کا نام ہے میرا عبد اللہ بن سحود اور کھایا جھکو تشہد اور کہا عبد اللہ بن سحود پیرا ہوا
 اس علیہ وسلم نے اور کھایا جھکو تشہد جیسے کہ کھاتے ہیں کوئی آیت قرآن سے اور تابع ہوا اسکے روایت ابن ابی شیبہ کی جواوہ
 بحسن بیان کی اور دلیل امام شافعی کی حدیث ابن عباس سے اور اوہ میں تشہد یہ ہے الْحَيَاتُ الْمُبَارَكَاتُ وَالصَّلَوَاتُ
 الطَّيِّبَاتُ اللَّهُ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَخْرَجَ ابْنُ مَرْجَانٍ رَوَايَاتِ كَمَا
 امام احمد نے ابن سحود کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اور کھو تشہد سوئے جب ٹھٹھتے تھے بیچ نماز میں یا آخر نماز میں
 پڑھتے تھے الْحَيَاتُ الْمُبَارَكَاتُ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ اللَّهُ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَخْرَجَ ابْنُ مَرْجَانٍ رَوَايَاتِ كَمَا
 اور اگر آخر کھوہ بنو اہل بیت سے بعد تشہد کہو جابستے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر سلام پیرتے تھے اور بدترین ملک بعد تشہد
 مذکور ہیں مشہور ہیں صحیحین غیر ماہین **ص** اور اخیر کی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ پڑھے **ف** اسباب بیت ابی قحافہ صحیحین
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ دو رکعتوں پہلی کی نظر پھر فاتحہ اور دوسری رکعت کو پڑھتے
 اور اخیر کی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ اور طویل کرتے تھے رکعت اولیٰ میں پھر طویل کرتے تھے رکعت ثانیہ میں اور اس میں فقط طویل پڑھتے کو پڑھتے
 روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے سند اپنی میں بنو قحافہ بنو افعہ انصاری کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ پہلی رکعتوں کے فاتحہ لکھتا ہے
 سورت اور اخیر کی دو رکعتوں میں فاتحہ لکھتا ہے فقط اور مروی ہے وسط طائی میں جابر بن عبد اللہ کہ اس کی سنت قرأت کی بیچ نماز کے
 یہ ہو کہ پڑھے پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھے اور اخیر کی دو رکعتوں میں فقط لکھتا ہے **ص** اور اگر تسبیح کہے یا جب کھڑا ہے تو درست ہوا
 پھر بیٹھے سب طرح کہ پہلے بیٹھا تھا اور امام شافعی کے نزدیک دوسرے قہقہہ میں پڑھتے اور پھر دونوں ایسی طرف نکال دیا دعوت
 دونوں قہقہہ میں اٹھتے **ف** بیہ سہا کہ اوپر مروی ہوئی حدیث اہل اور عایشہ کی اور وہ جو مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بیٹھتے اسی طرح پھر امام شافعی کے نزدیک پڑھتے کیا اسکو طحاوی نے اور کلام کیا اوہ میں بیٹھنے اور بیان کیا ضعف اوہ کا شیخ
 فقہ الدین ابن قیم العینی **ص** اور بعد تشہد درود پڑھے اور علی گئے جو قرآن کے مشابہ ہو یا ثور کی ندا کیوں کی باتوں سے
 تو ایسی چیز نہ کہ جو آدمیوں کے خاص نغمے ہیں **ف** اور درود پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک
 مرد و اور تشہد دونوں پڑھنا فرض ہیں اور دلیل ہماری یہ ہے کہ کہا ابن سحود جب کہ پڑھتے تو یعنی تشہد یا کہ پڑھتے تو تو تمام ہو گئی نماز تیری اگر
 چاہے تو کہ اسے تو اوٹھ اور اگر چاہے بیٹھے تو بیٹھے اور صاحب ہائے اسکو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھایا ہے اور پھر پڑھنا کہ یہ مدح ہے
 لیکن ایسا مدح مانند مروج کے ہے کہ امام شافعی نے اور کہا امام شافعی نے کہ جسے درود نہ پڑھی تو نماز اسکی فاسد ہے اور میں سمجھتا
 اوہ کی ہر قول میں اور نہ کوئی حدیث کہ متابعت کی ہو اسکی اور تشہد کی ہونا ہے اس باب میں ایک جامع نے انہیں سے ہیں مبری تو شری
 اور خلاف کیا اوہ کا افکے اہل بیت سے خطابی نے اور کہا کہ نہیں ہا تا میں افکے لیے اس باب میں کوئی دلیل اور تشہدات جبر
 ہیں ابن سحود اور ابن عباس اور ابی ہریرہ اور جابر اور ابو سعید اور ابو موسیٰ اور ابن الزبیر سے نہیں منکر ہوا وہ میں یہ اور وہ جو
 مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوا نماز اسکی جسے درود بھیجا اور پیر سیر معنیف کیا اسکو اہل حدیث نے سب نے اور اگر بالفرض صحیح
 ہو کہ تو سنی ہو سکے فقیہ کمال کے ہیں یا جسے عمر محمد درود بھیجا اور ایک تاویل اسکی اور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سلام تشہد
 میں ہوا اگر کہیں نہ کہا تو نماز اسکی نہیں ہو کہ وہ ہمارے نزدیک بھی واجب ہے اور اس طرح جو ابن سحود مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی

علیہ وسلم نے جسے بھی نماز اور بھی دو رکعت اور بھی اربع رکعت کی نماز ہوگی نماز اس کی اور ضعیف ہو یا مجزی سے اور
 بیان کیا اور یہ ہے صفت اس کا باوجود اس بات کے کہ حکماء ہوا کے رفع ہو وقت میں بیان کیا اور سکھو اور غلطی سے اور لیکن
 حدیث اول سے روایت کیا اور سکھو اس بات کے کہ لا صلوة لیمن لا وضوء لہ ولا وضوء لیمن لا یدک لیسوا للہ
 علیہ ولا صلوة لیمن لا یصل علی اللہ ولا صلوة لیمن لا یصل الا تضار یعنی نہیں ہاں ہی نماز
 او کی جسکو وضو نہیں اور وضو اس کا جسیر اس کا نام نہ کر نہیں اور نماز اس کی جسے دو نہیں پڑھی اور نہیں نماز ہوا اور شخص کی
 چہ نہیں دست بکھاتا اس کو اور سنا میں او کی عبدہم ضعیف ہو اور کہا ابن عباس نے کہ کھینچو یہ نہیں جت کچھ چاہی
 اس سے اور اخرج کیا اس سے طبرانی نے ابی بن عباس اور بعض نے بھی مرفوعاً ماندا اسکے کہا لوگوں نے حدیث عبدہم کی
 اشبہ بالصواب ہو یا وجود اسکے کہ ہمارے کلام کیا ہو ابی بن عباس میں اور روایت کیا بعضی نے یہ بھی بن عباس سے
 انھوں نے ایک شخص سے نبی حارث بن اسود سے انھوں نے حضرت علیہ السلام کہ جب تہجد پڑھے کوئی تہجد میں ہاں ہی
 اللہ صل علی محمد و علی آل محمد و بارک علی محمد و علی آل محمد و ارحم الراحمین و انا ل محمد و آل محمد
 صلیت و بارک و رحمہم علیہ و علی آلہم ابراہیم اناک حمید حمید و متعارف یہ کہ
 ارحم محمد کا لفظ اور ترجمت علی ابراہیم کا ترک کرے اور باقی کو پڑھے لیکن سنا میں اس حدیث کی وہ شخص مہول ہو اور
 بعضوں نے کہہ دیا کہ یہ غیر نبی کا اور دو رکعتیں لیکن میں میں ہاں ہی اللہ صل علی آلہم اناک حمید حمید و متعارف یہ کہ
 جائز نہ ہو کی کہ نہ دو رکعتیں اور دو رکعتیں ہاں ہی کے نزدیک ماری عمر میں ایک بار فرض ہو یا جب کہ حضرت علی علیہ السلام
 کا نام مبارک آوے جیساکہ انصار کیا اور سکھو اور بھی کیا و فریفت کسی وقت ذکر اسم مبارک علی علیہ وسلم کے ثابت نہیں ہوتا ہاں
 سنت ہوتا لیکن نہ ثابت ہوتا ہو یا اور آپ کے نام پر دو رکعتیں ہو اسکے یا بھلی ارشاد فرمایا اور حقیقت میں یہ بات بھی محبت
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی کچھ زیادہ کہنے سے نہیں ہوتی بلکہ جب آنحضرت صلی علیہ وسلم کے افعال کی متابعت میں کوشش کہ
 کہ سر موقوف ہو اور آپ کے نام پر جب کہ کیا جاوے دو رکعتیں لازم ہوتے تھے وہ محب ہوا اللہ کہا جاوے گا والا یہ نیت نام کی جو اس کا آخر
 میں کچھ اور ثواب نہیں اور یہ لول علی اکثر احادیث صحیحہ کا واللہ اعلم بالصواب ہر نام کے وہ اپنی طرف اور نیت کرے
 اون کی جو اوپر ہر آدمی اور فرشتے ہیں اور ہاں ہی طرف بھی ایسی ہی کرے اور مقتدی امام کی بھی نیت کرے امام کی جانب میں اور اگر امام
 اس کے سامنے ہو تو وہ دونوں جانب میں نیت امام کی کرے اور امام دونوں سلاموں میں نیت کرے اور بعض کے نزدیک فقط پہلے سلام
 اور بعض کے نزدیک کسی میں کرے اور جو اکیلا ہو وہ دونوں سلاموں میں نیت فرشتوں کی کرے **ف** روایت ابی اسود سے
 کہ تمہی علی اللہ علیہ وسلم سلام چہرے وہ اپنی طرف اور کہتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہم یہ کہ کہ ابنا رضا آپ کا
 وکملانی دیتا تھا اور ہاں ہی طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہم یہ کہ کہ وکملانی دیتی تھی سفیدی ہاں ہی سلام کی
 اخرج کیا اس کا سنانی اور زیدی وغیرہ جو صحیح کہا اور کو اور ہر بار نزدیک لفظ سلام کا کنا واجب بظاہر واسطے فاعلی کہ ان کے نزدیک نہیں
 اور دلیل او کی وہ حدیث ہے جو چھ بیان کی قول آنحضرت صلی علیہ وسلم کا او کی نزل کی تسلیم ہوا وہ دلیا ہاں ہی نیت ہو کی جو او کو ہر بار
 سے ضروری اس کی نیت میں ہی نہیں اس بات میں کہ کسی کی خطبے ہاں ہی فرشتے ہیں نہ کہ کیا انکو شیخ کمال الدین ابن السام نے

نماز میں
 نماز میں
 نماز میں
 نماز میں

فصل قراءت کے بیان میں

نماز جمعہ اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی ہول دو کعتوں میں امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو اوامین اختیار عی اور قضا میں بخیر
آپ پڑھے اور ادنیٰ درجہ پکار کے پڑھے دو بار سے دو بار تک اور سرکار یہ کہ فقط آپ سے اور سبھی صحیح عی اور حضور کے نزدیک نہ ہو یہ
جو پکار کے آپ سے اور ادنیٰ سرکار یہ کہ فقط صحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور جو چیزیں کہ بولنے سے متعلق ہیں اگر اس طرح
جولیتے تین سنائی دیکھ واقع ہو گئے **ف** اور ظہر اور عصر میں سرکار کے کیونکہ فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صلواۃ
التکاء کجاء یعنی نمازوں کی گونگی یا اور مزید یہ کہ اس میں قراءت ایسی کہ سنائی دیکھ نہیں یہ حدیث ہادیہ میں ہے لیکن کہا ہونے
لے اصل لہ یعنی نہیں پہل اس حدیث کی اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف میں قول مجاہد اور ابی عبید رضی اللہ عنہما
اور سورہ ہر چہ تین صحیح ہے شمار آئی ہیں اور وہ میں اتفاق صحابہ ومن بعدہم کا ہر اسی سبب اس میں کوئی حدیث صریح
ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور جمعہ اور عیدین کے چہر میں بہت حدیثیں ہیں روایت کیا جاتے ہیں سو ابنا حرجی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھتے تھے عیدین اور جمعہ میں سِتِّ مِائِ سَمْعَ رِیَاطِ الْاَعْلٰی اور **ھ** اَنَّا حَدَّثْتُ الْفَاشِیَۃَ صحیح مسلم میں ہے
ابی واقد لینی سے کہ چھابھے عرشے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحیٰ اور عید الفطر میں کہا کہ پڑھتے تھے **ق**
وَالْعَزَّوَالِیْحَمْدُ وَاقْتَضَتْ السَّاعَةُ **ھ** اگر عشا کی دو کعتوں اول میں رت نہ پڑھے اخیر کی دو کعتوں میں بعد فاتحہ
پڑھے اور فاتحہ اور سورت دونوں کا ہر کرے اگر امام ہی اور اگر فاتحہ پہلی دو کعتوں میں جو پڑھے تو پچھلی کعتوں میں پڑھے کیونکہ وہی
کعتوں میں بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور پہلی کعتوں کا بھی فاتحہ اور میں پڑھے گا تو ایک کعت میں دو فاتحہ لازم آویں گے اور تکرار فاتحہ کی بھی
اور قراءت فرض ایک آیت ہی اور آٹھ پڑھنے والا کنگار ہو گا سبب ترک واجب ہے اور جو سفر میں جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے
اور اگر میں جو نماز سورہ بروج وانشقت کے پڑھے اور قراءت میں فجر اور ظہر میں حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے اور ظہر
عشا میں بروج تک اور مغرب میں لم یکن سے آخر تک جو سورت چاہے پڑھے **و** ابی ہریرہ روایت کیا عبد الرزاق نے
مصنف میں احبنا ناسفیان الثقات عن علی بن زید بن جندب عن عبد الرحمن بن عوف قال قال لکب عمیر
اَلْاَبِی مَوْسٰی اَلْاَشْعَرِیُّ اَنْ اَقْرَأَ فِی الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمَفْضِلِ وَفِی الْوُشَاءِ نَعَا سِطَ الْمَفْضِلِ وَفِی
الْقَبْرِ بِطَوَّلِ الْمَفْضِلِ مِی لکما عرشے ظنون ابو موسی اشعری سے کہ پھر مغرب میں قصار مفضل یعنی لم یکن سے آخر تک اور عشا میں
اوسما مفضل یعنی بروج تک اور صبح میں طویل مفضل یعنی حجرات سے بروج تک **ص** اور جو ضرورت ہو تو صبا ہو سکے اور ایک
سورۃ کا میں نماز میں کرنا کوفی اور مقتدی چکا کھڑا ہے اور سننے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو
اور چاہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے امام ہو تو قراءت امام کی کافی ہے اسکو اور فرمایا کیا ہوا سطرے میرے
جھگڑا کیا جاتا ہوں قرآن میں یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہیں تو خیال انکی طرف ملے کہ قراءت قرآن میں خلل پڑتا ہے
ف اور حدیث پہلی مروی ہے متعدد طریقوں سے جابر بن عبد اللہ سے اذنیف کی گئی اور اذنیف کی کیا ضعیف کرنے والوں نے ستم
رفع او سکے کے مثل اذنیف کی دہن کی اور ابن مسعود کے کہ مرسل ہے اس واسطے کہ حملہ نے نسل و نون و خیال اور ابی لاجب
اور عبد اللہ بن مسعود اور ابی خالد الدلانی اور جریر اور عبد اللہ بن زید اور زید بن زبیر روایت کیا اسکو موسیٰ بن ابی عایشہ سے

نماز جمعہ اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی ہول دو کعتوں میں امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو اوامین اختیار عی اور قضا میں بخیر

انھوں نے کہا کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کو اور اس کا ایک کو ابو حنیفہ بھی ایک بار تو برقعہ پر اس کے بھی ہم یہ کہنے میں کہ اس کے نزدیک محبت ہو اور دوسرے کہ روایت کیا امام محمد بن حسن نے سوطی میں حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ ثنا
 أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ مَنْ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ وَأُورُوجُهُ انھوں نے کہا کہ ہر کس نے جو نماز میں اس کو رفعِ غیر کیلئے
 صحیح نہیں ہے یا احمد بن منیع نے سند میں ثنا أَخْبَرَنَا الْأَزْدِيُّ ثنا سُفْيَانُ الْأَزْدِيُّ ثنا سُفْيَانُ وَشَرِيكَ
 عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ وَأُورُوجُهُ وَحَدَّثَنَا جَابِرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ
 عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ وَأُورُوجُهُ فَرَأَى ابْنَهُ جَابِرًا
 انھوں نے ابی الزبیر سے انھوں نے جابر سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اس کے اور اسناد حدیث جابر اول کا صحیح ہو اور
 شرط نہیں کہ اور دوسرے اوپر شرط اس کے تو دیکھو یہی لوگ سفیان اور شریک اور جابر اور ابو الزبیر نے رفع کیا اس کو ساتھ طریقوں
 صحیحہ کے ساتھ ہوا شاکر کرنا اس کا اول لوگوں کو عدم رفع میں اور مقرر ہو یہ بات کہ اگر متفرق ہو تھے تو واجب ہے قبول اس کا
 سود صورتیکہ بہت شکر رفع کریں اس کو تو کس طرح واجب القبول ہوگی اور اگر اس کا ابن عدی ابو حنیفہ سے
 بیان ترجمہ میں اچھے اور ذکر کیا وسیم ایک قصہ اور روایت کیا اس کو ابو عبد اللہ حاکم نے ثنا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
 بَنِي جَدَّانَ الصَّنِيعِيِّ ثَنَا عَبْدُ الصَّحَّانِ الْفَضْلِيُّ ثَنَا مَيْكَلُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ
 مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ خَلْفَهُ يَقْرَأُ فَيُجَلُّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهَامُ
 عَنْ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ أَتَشْتَانِي عَنِ الْقِرَاءَةِ وَخَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَازَعَا حَتَّى ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 مَنْ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ يَعْنِي کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور
 پڑھتا تھا نماز میں ایک شخص پیچھے آپ کے سونع کیا اس کو ایک صحابی نے قراعت سے نماز میں توجہ خارج ہوئے نماز سے آیا اس کے
 پاس وہ شخص کہہ کہ تم منع کرتے ہو مجھ کو قراعت سے پیچھے امام کے سوچو کہ کیا اون دنوں میں یہاں تک کہ ذکر کیا گیا واسطے نبی صلی
 علیہ وسلم کے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھے پیچھے امام کے تو کو یا قراعت امام کی اس کی قراعت ہو اور ابو حنیفہ کی
 روایت میں کہ تھا یہ ظہر اور عصر میں اور ان کی روایت میں لفظ ظہر اور عصر کا مذکور ہی اور معارض ہی اس کے جو روایت کیا ابو داؤد
 اور ترمذی نے عبادہ بن صامت سے کہا کہ تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر میں سو پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اور جاری ہوئی اور پھر قراعت توجہ خارج ہو گیا کہ شاید قراعت کرتے ہو تم پیچھے امام کے کہنے یا رسول اللہ میں کہہ کہ مجھ
 کو فاتحہ الکتاب کیونکہ نہیں پڑھی اس کی جس نے پڑھا اس کو اور کہا صاحب ہدایہ کہ جو چاہے پڑھے یا جمع صی یا کما اور سوطی کے

مالک میں ہر نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہا کہ اگر پرے نماز کوئی تم میں سے امام کے پیچھے تو کافی ہو اور سکو قرات امام کی اور اگر نماز پرے ایک قرات کرے کہ امام کے ابن عمر نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور روایت کیا اسکو اون سے داؤد طحانی نے مرفوعاً اور کہا کہ رفع کرنا سکا وہم علیکم جب صبح ہوا یہ قول ابن عمر سے تو معلوم ہوا کہ سنا ہوگا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو رفع و سکا صحیح ہوگا اگرچہ روایت ضعیف ہو کہ اور روایت کیا ابن عدی کامل میں امیل بن عمرو بن نجیح سے انھوں نے حسن بن صالح سے انھوں نے ابی مارون عبدہ سے انھوں نے ابی سعید خدری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ واسطہ امام قرات امام کی اوسکے واسطے قرات ہو اور کہہ کہ نہیں متابعت کیا گیا اس روایت میں ہم امیل اور وہ ضعیف ہر انتہی اور قیل ابن ہدی کا صحیح نہیں کیونکہ متابعت کی اوسکی بطن بن عبد اللہ روایت کی طبرانی نے اوسط میں ثنا تھیں بن ابی اہیم علی بن بن ابی اہیم روایت کیا حدیث ابن عباس سے رفع اوسکا اور وہ میں کلام ہی اور روایت کیا علی بن شریح امار میں ثنا کیونکہ بن عبد اللہ بن عتبہ ثنا عبد اللہ بن وہب اخبرنی حیاء بن شریح عن بکری بن عمر وعن عبد اللہ بن عتبہ انہ سأل عبد اللہ بن عمر قد یذ بن ثابت وجابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم فقالوا لا تقر خلف الامام فی شئ من الصلوات یعنی پوچھا عبد اللہ بن عمر نے عبد اللہ اور زید اور یابر وغیرہم سے سنا کہ انھوں نے نہ پڑھے امام کے نماز میں اور روایت کیا امام محمد بن حسن بن سوطا میں بیان بن حمیدہ سے انھوں نے مصنف سے انھوں نے ابی اہیم سے کہا کہ پوچھے گئے عبد اللہ بن عمر قرات سے پیچھے امام کے کہا کہ چپ ہوا واسطے کہ نماز میں شغل ہو اور کافی ہو چھوگا امام اور روایت کیا سعد بن قاصد کہ کہا انھوں نے چاہتا ہوں میں اس شخص کو چڑھتا ہی پیچھے امام کے کہ اوسکے موند میں انگارہ ہو اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے لیکن کہا انھوں نے نہ لکھ کرے کہ پھر اور روایت کیا محمد بن سوطا میں داؤد بن قیس سے انھوں نے عثمان بن عمر بن خطاب سے کہا کہ شک ہو تا اوسکے موند میں جو قرات کرتا ہی پیچھے امام کے پھر اور اخراج کیا اسکو عبد الرزاق نے بھی اور روایت کیا طحاوی و حاکم و بیہق انھوں نے ابی جبر سے کہا کہ کہہ سنے واسطے ابن عباس کے پڑھوں میں اور امام سامنے میرے ہو کہ کہہ نہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں چاہر کہا کہ نہ پڑھے پیچھے امام کے چلے جہر کرے اور چاہے ہاں خا کرے یعنی کسی نماز میں پڑھے اور روایت کیا ابی اس اور عبد الرزاق نے حضرت علی کے قول سے کہا کہ جو پڑھے پیچھے امام کے تو اوسے خطا کی فطرت سے اور روایت کیا اسکو داؤد طحانی نے ایک طریق سے اور کہا کہ نہیں صحیح ہوا سند اسکا اور کہا ابن جبران نے کتاب الضعفاء میں یہ روایت کرنا پڑا اسکو عبد اللہ بن ابی لیلی الضار حنی علی رضی اللہ عنہ اور وہ باطل ہو اور کافی ہو سلطان میں اوسکا جامع سلیمان بن کا اوسکے خلاف پراور اہل کوفہ نے اختیار کیا کہ قرات تو پیچھے امام کے کہہ جائز کہ اسکو ابن ابی لیلی شخص مجہول ختم ہوا قول ابن جبران کا اور وہی ہر سن ہنائی میں مانند اسکے قول ابو الدرداء اور نہ ماحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جب پڑھے امام تو چپ ہو روایت کیا اسکو مسلم نے زیادہ ہر حدیث اذ الکتب الکریمہ فکلیتہا ابرو ضعیف کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور نہیں التفات کیا گیا اس طرف بدعت طریق اور اسناد کے اور اللہ علی نے فرمایا ولذا اقرئ القرآن فاستمعوا لہ وَاَنْصِتُوا لہ یعنی جب پڑھا جائے قرآن تو سنو اور چپ ہو اور روایت کیا ابی ہریرہ نے امام احمد سے کہا کہ جامع کیا اسکو نے اور اس بات کے کہ بآیت نماز میں ہو اور روایت کیا مجاہد سے کہ تھے رسول اللہ صلی

علیہ وسلم نے قدرت الیک جوین کی انصار سے سونہل ہوئی یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا اور روایت کیا ابن مہود نے تفسیر میں کہ کس کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز میں بیچھا امام کے

ص باب جماعت کے بیان میں

جماعت سنت مومکہ ہے قریب واجب ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہوتی ہیں جماعت نہیں تھلف کرنا ہوسکتی مگر منافق اور یہ حدیث پہلے میں ہے روایت ہے امام ابو یوسف سے کہ پوچھا میں نے امام ابو حنیفہ سے جماعت کو کچھ کیچھ وغیرہ کے تو کہا لا آجبتُ قُلَّ کَما نہیں دوست رکھتا ہوں میں ترک اسکا اور امام محمد نے بطایین میں حدیث میں حضرت ہر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تیرہ سو جاوین نعلین تو نماز اپنی جگہ میں پڑھنی اوس وقت تکلیف جماعت میں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت کمالی کے اذن ترک جماعت کا نذرا خارج کیا اسکا ابو اور حاکم نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنے نہا کو اور نہ آئے جماعت میں تو نماز میں کی مگر عذر سے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری سلم پر ہے **ص** اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب جانتا ہو پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پڑھنے کا زیادہ ہو پھر جو سن میں زیادہ ہو **ف** رعایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے کہ فرمایا حضرت علی نے امامت کے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قرات میں برابر ہوں تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو اور اگر سنت کے پڑھنے میں برابر ہوں تو جو اقام ہو ہجرت میں اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پہلے اسلام لایا ہو اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل فاعلمہم بہتہ کے فافقہم فقہا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہو اور اگر فقہ میں برابر ہوں تو جو سن میں بڑا ہو کہ شیخ کمال الدین نے کہ یہ لفظ غریب ہے لیکن اسناد اسکا صحیح ہے اور میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ابن ماجہ نے زب صحیح ابو مسعود انصار سے اسناد اس کے ابو یوسف کے الفاظ یہ ہیں یَوْمَ الْقَوْمِ آفَ وَ هُمْ لَكَ تَابَ اللَّهُ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاعْلَمُوا بِأَلْتَّيْنِ الْثَلَاثَةِ سَوَاءً فَافْقَهُمُ هَجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَافْقَهُمُ سَنَاتِئِنِ الْكُرْجُ جَعَلَتْ مِثْلَ الْكُرْجِ أَوْ سَوَاءً فَافْقَهُمُ سَنَاتِئِنِ الْكُرْجُ جَعَلَتْ مِثْلَ الْكُرْجِ أَوْ سَوَاءً فَافْقَهُمُ سَنَاتِئِنِ الْكُرْجُ جَعَلَتْ مِثْلَ الْكُرْجِ

شخص دو شخص شخص کی امامت کی جا میں اور نہ بیشعہ اس کے گھر میں اس کے گھر پر جو اس کی عزت کی جگہ شخص کی پر ملا ایک مکان میں فرزند ہو اور ایک صاحب مکان کا مقام حسین ہے کہ اس میں مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہے تو بغیر اذن اس کے کہ یہ نہیں چاہیے کہ اس کی جا پر بیٹھ جاوے اور روایت کیا عطاء کے کہ انھوں نے امامت کے قوم کی جو اہم سنن افتہ بونی فصد لا ہو کو اس حدیث میں اور ہمارے مذہب میں مخالفت نہیں کیونکہ مراد اقراسے اعلم بالقرارت ہے اور قرارت بھی ایک سنن میں ہے جو نقص اس میں ہے کہ بعد اس کے پھر اعلم ہائے جو ارشاد فرمایا تو اس کے کیا مراد ہو گا اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ اس میں ثانی میں جو اقرار ہوتے تھے وہی علم بھی ہوتے تھے خلاف اس نے کہ کہ اکثر لوگ قرا ہوتے ہیں اور اعلم میں ہے سبب واسطے ہے مقدم کیا احکم کو قرا ہے اور روایت کیا حاکم نے کہ امامت کرین تم میں سے وہ لوگ جو بہتر ہیں تم میں اور یہ حدیث ضعیف ہے لیکن کہا شیخ ابن الہمام فتح القدیر میں وَاِلَّا فَالضَّعِيفُ غَيْرُ الْكَوْنِ عَمَلٌ يَمْلِكُ فِيهِ فِضَالُ الْعَالِ مِثْلُ بَيْتِ ضَعِيفٍ عَمَلٌ يَمْلِكُ فِيهِ فِضَالُ الْعَالِ مِثْلُ بَيْتِ ضَعِيفٍ

ص اور نماز عظام کو رونا اور فاسق اور نافرمان اور بدعتی کے اور دلداران کے چھپے ہوئے ہیں لیکن

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جو نماز تہن کا ہر نماز بات میں اور پڑھیں گے کا نوا اور پڑھیں گے جو نیکو ہو اور نماز
 غریب مشا میں پڑھیں گے ان کا کوئی نہیں **ف** اور جانا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ نہ کہ روکنا نہ کہ
 اس کی مسجد میں اس کی نماز پڑھنا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذان مانگے عورت محلے کی سیکی مسجد میں جانے کی قیض نہ کرے
 اس کو اور میل نہ کرے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتوں کو عشا میں حاضر ہونے سے اور صحیح مسلم میں یہ منع کر دیا
 عورتوں کو مسجد میں جانے سے مگر ان کا کہنی رات کو جانے سے منع کر دیا اور فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ اگر کوئی کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو
 جو کالہ عورتوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے منع کرتے اور کو بیجا منع کی گئیں عورتیں ہی اسرائیل کی اور رعایت کیا اسرائیل
 نے تمہیں میں عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ای او بیوں منع کر دیا عورتوں کو زینت کے پہننے سے اور آرایش کھانے کی
 راہ سے مسجد میں کہ چونکہ ہمیں رحمت کی ہے گئے ہی اسرائیل ہاں تک کہ عظیم عورتیں اون کی کھانے کی راہ سے مسجد میں اور مسجد بھی ہو کہ اس
 زینت میں جس مالک ہند میں احتیاط اور تقویٰ اور قضا دینداری یہ کہ گھر میں اپنے عورت نماز پڑھے اور باہر نہ نکالے اور منع کیا کہ
 نکلنے سے اور اسی پر فتویٰ ہے **ص** مستثنیٰ کو مستثنیٰ کے پیچھے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کو پیچھے اور سیدھے کھڑے ہونے والے
 کو پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اشارہ کرنے والے کو فضل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے
 اقتدا درست ہے **ف** پہلے مسئلے میں خلاف ہے محمد رضا کا لکھنے نزدیک جائز نہیں اور تیسرے میں بھی امام محمد کا یہی مذہب ہے
 اور وہی قیاس بلکہ ترک کیا جانے اجماع قیاس کو ساتھ نفس کے اور وہ یہ کہ پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز پڑھنے کے
 اور لوگ اون کے پیچھے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابو بکر نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت میں اور صحیح ہو میں
 اس میں بہت روایتیں اور خارج کیا اس کا بخاری سلم نے **ص** اقتدا مرد کی ساتھ عورت اور رشتہ کے اور غشتہ کے اور پاک کی ساتھ نہ
 اور قاری کی ساتھ آن پڑھے کے اور پہننے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ نہ کرنے والے کی ساتھ اشارہ کے پڑھنے والے کے اور فرض
 پڑھنے والے کی ساتھ قیل پڑھنے والے کے درست نہیں اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہے اور امام دوسری نماز فرض پڑھتا ہے
 تو بھی درست نہیں مقتدی کی نماز **ف** اقتدا ساتھ عورت اور رشتہ کے احوالے جائز نہیں کہ رشتہ کے اوپر تو نماز نفل
 اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کر دیا
 عورتوں کو کیونکہ پیچھے کیا اون کو اللہ اور مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں کہ کہا اعلیٰ اور عمر بن عبد العزیز نے کہ نہ امامت کرے اور کا
 قبل احکام کے فرض میں اور بغیر فرض میں اور ایسا ہی مروی ہے امام اور مجاہد اور شمس کے کہتے ہیں کہ نہ امامت کرے نہ کتابت
 اس کو جہاں امام ہو اور کہا ابراہیم خنی نے نہیں حرج ہے کہ امامت کرے اور کا قبل احکام کے ماہ رمضان میں یعنی تراویح میں **ص**
 امام قرات کا طول کرے اور اسی طرح سے پہلی رکعت میں دوسری زیادہ طول کرے مگر نماز فجر میں **ف** کیونکہ مروی ہے کہ
 صحیح میں کہ جب امامت کرے تم میں کوئی توجہ نہ کیا کہ تخفیف کرے نماز میں کیونکہ جماعت میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے سب کے
 لوگ ہیں اور جب اکیلا پڑھے تو قیضا چاہے طول کرے اور سلم میں یہ کہ اگر او میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے صاحب حاجت ہیں اور
 صحیح میں یہ کہ اگر کسی نے نماز میں کسی امام کے پیچھے ضعیف یا بے اختیار ہو کر نماز میں صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور اس سے یہ کہ
 قرات سنو نہ زیادہ کم کرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار شروع کی سورہ بقرہ نماز میں جو سلام پڑھا ایک شخص نے

اور اکیلے چھکے جا گیا اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عثمان بن مظعون کو سجدہ رکب کا ماحول اور اقرار
باسم رکب اور شمس و قمر وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ پیغمبر میں ہی غرض بہر صورت رعایت حال ضرور
اور سید طحطاوی بھی نہایت قول کرنا مکروہ ہے بلکہ ایک بات میں جلوگنہم کرتے ہیں جامعہ کے مکروہ تین میں سے کم نہیں ہے
ص جب مقتدی ایک ہوا امام اسکو وہ اپنی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام ملے کر جھکاؤ اور انکو حکم تاجرانہ کر
کیونکہ ایک آدمی کا گئے بڑھنا بہت آویس کے ہٹنے سے آسان ہے **ف** پہلے مسئلے کی دلیل یہ ہے کہ روایت ہے حضرت طحطاوی سے
کہ رامین ایک ات نزدیک سیوہ بنی حارث ہلالیہ کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات میں تو کھڑا ہوا میں جنت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف تو کھڑا اسیرہ اور کر لیا جھکوا اپنی طرف روایت کیا یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری سلم وغیرہ میں ہے اور اگر
اوسکے پیچھے بائیں طرف ہو کے نماز پڑھے تو بائیں لیکن گنہگار ہو گا وجہ مخالفت مسئلے کے اور اگر دو آدمی ہوں تو امام ہر ایک نزدیک
اونسے آگے بڑھ کے نماز پڑھاؤ اور امام ابی ہوشب کے نزدیک سچ میں اون دونوں آدمیوں کو کھڑا ہو کر اور حضرت عبداللہ بن مسعود کھڑا کیا
اور صلوات کو دلہنے بائیں اور آپ سچ میں کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا یہ مسلم
اور کہا ابن عبد البر نے نہیں سچ میں ہر دفعہ اوسکا اور صحیح ان کے نزدیک وقت ہی اس میں جو دیر اور کما نو و فی خلاصہ میں ایسا ہی اور اخراج کیا
اوسکا مسلم نے دو طریقوں سے اہل ایک طریق تیسرے میں فقط رفع ہو اور دو میں رفع نہیں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں ہیں روایت کی
جابر بنی اللہ نے موافق مذہب ہمارے کے اور انس نے کہ لوہی داوی ملیک نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو کھلا
آپے پھر کھاتے ہو تا نماز پڑھوں میں آخر میان تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور یتیم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور داوی میری
ہے پیچھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے لیست انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور تین آدمی ہوتے تھے
امام سمیت پیچھے کھڑے تھے دو آدمیوں کو اور آگے ہوتے تھے آپ اور روایت کیا برابر بن جبرہ انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا انھوں نے
جب جن تین آدمی تو گئے ہوا فتنے ایک آدمی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ انس سے مانند اسکے جو اوپر گذرا اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ
اور تابعین کا **ص** اور اگر امام کی نماز میں فساد معلوم ہو مقتدی بھی پھر نہیں **ف** کیونکہ ہر ایک میں ہے کہ فرمایا حضرت علی
علیہ وسلم نے جو شخص امامت کرے قوم کی بچر ظاہر ہو کہ وہ بیوضو تھا یا جنب تھا اعادہ کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور یہ
حدیث غریب ہے نہیں بابا اوسکو سینے اور روایت کیا محمد بن حسن نے کہا ہلا اتار میں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن یزید کی نے
انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے حضرت علی سے کہ کہا انھوں نے اوس شخص میں جو پڑھے نماز قوم میں جنب کہا کہ وہ اعادہ کرے نماز کا
اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے کہ حضرت علی نے پڑھائی نماز بھولے سے اور وہ جنب تھے یا بے وضو تھے
تو اعادہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگوں کو اعادہ کا اور روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
امام ضامن یہ روایت ہوالی امام سے کہ کہ نماز پڑھی عمر بنے ساتھ آدمیوں کی جماعت سے جنب ہوا اعادہ کیا اون لوگوں نے تو فرمایا
حضرت علی سے کہ چاہیے جسے تھا کہ ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سو جمع کیا انھوں نے طرف قول حضرت علی کے روایت کیا اسکو
عبدالرزاق نے اور وجہ روایت کیا اور قطنی نے جویر سے انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے انھوں نے برابر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو امام بھول جاؤ اور نماز پڑھاؤ قوم کی اور وہ جنب ہو تو تحقیق کہ جائز ہو گئی نماز اوہی اور غسل کرے امام پھر اندہ کیسے اپنی نماز کا

۱۰

بیچ نماز

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو تو اس کا بھی حکم ہے ضعیف ہے جو یہ مترک ہو اور نہ نماز کے نہ میں ملاقات کی برابر کی اور نہ نماز کا
ص اور پہلے مرتبہ باندھیں پھر رکعت کے پھر ختنے پھر عورتیں **ف** ایہ صل حدیث میں آیا ہے اور فرمایا حضرت علی
 علیہ وسلم نے قریب ہوں مجھے عقل والے لوگ یعنی بالغ پھر جو اپنے نزدیک ہیں پھر جو اپنے نزدیک ہیں آخر حدیث میں ملتا ہے کہ
 مسلمان اور زیدی اور ابو داؤد اور نسائی نے اوصاف میں چاہے کہ خوب ملے کہ مرے ہوں اور چاہے باقی نہ ہے اور جو شخص صوم کی
 جائیداد کو نہ کرے یعنی اوصاف میں لکھا ہے کہ کسی اور کہ وہ میں لکھا ہے کہ تو حدیث میں ہے کہ مغفرت ہوگی اور اس کی روایت کیا ہے کہ
 ہزارے اسناد حسن ہے اور بہت سی روایتیں ہیں اس باب میں آتی ہیں نسخ القدر میں سب مذکور ہیں اور غرضی اور کسکو کہتے ہیں کہ وہ میں
 عورت اور مرد دونوں کے خلافت میں جو ہوں اور اسکو عورت پر مقدم کیا کیونکہ ایک شایعہ مرد کا اوصاف میں موجود ہے اور مرد کو سب
 مؤخر کیا کیونکہ ایک شایعہ عورت کا اوصاف میں موجود ہے **ص** تو اگر عورت مرد کے پہلو میں برابر ہو گئی اور بیچ میں کچھ جامل نہیں اور وہ
 عورت ملاں مشہوت ہے اور امام نے اس کی امامت کی نیت کی ہے اور نماز میں وہ نون شرک میں مرد کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور
 اگر امام نے نیت عورت کی نہیں کی ہے نماز عورت کی باطل ہو جاوے گی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہیں کہ دونوں نے تحریک کو امام کے
 تحریک پر بنا کر اپنے اپنے ہون اور اون دونوں کے واسطے امام ہو اور نماز میں جو وہ دونوں پڑھتے ہیں یا حقیقہً مثلاً دونوں میں سے
 یا حکم مثلاً کسی مرد اور عورت کو نماز میں حدت ہو اور اس نے اور عورت نے بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کے برابر ہو گئی
 تو نماز فاسد ہو جاوے گی اور سبق کی اگر اسبق کے ادا کرنے میں برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد ہو گئی یہ جب ہو کہ امام عورتوں کی بیٹھے
 اور اگر نیت کی تو عورت کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اقتدا کرے ساتھ امام کے برابر ایک شخص کے تو اقتدا
 اس کی صحیح نہ ہوگی مگر یہ کہ امام اس کی امامت کی نیت کرے اور اگر عورت نے برابر مرد کے اقتدا نہیں کیا ایک ولایت میں نیت تمام کی نہیں ہو
 ایک ولایت میں نہ نماز میں تفصیل اس کی شرح وقایہ عربی میں خوب ہے کہ چاہے کہ وہ نماز کے امامت کی ان پر ہے نہ فارغ رائے ہو
 کی تو سب کی نماز فاسد ہوئی یا کسی کو خطیفہ لیا اگر چہ عجل و عجز میں سب کی نماز فاسد ہو جاوے گی لیکن نماز قاری کی سوا اس کے اس کے ہونے قرار
 باوجود قدرت ترک کی اور نماز ان میں ہوں کی سوا اس کے کہ اپنے حق نے غیبت کی جماعت کی تو چاہے کہ قاری کے ساتھ اقتدا کریں تاکہ
 قرأت اس کی ان لوگوں کی قرأت ہو جاوے تو گویا ان لوگوں نے بھی قرأت ترک کی اور دوسرے سے منسلک میں خلاف امام زفر کا ہے

باب حدث میں بیچ نماز کے

مصلیٰ اگر نماز میں حدت ہو وضو کر کے تمام کر لے اور بعد تشہد کے ہو تو بھی تمام کرے اور صاحبین نے نزدیک تمام ہو جاوے گی
 اور شروع سے پڑھنا افضل ہے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک شروع پڑھے اور باقی نماز کو بنا کرے کیونکہ حدت
 منافی نماز کا ہے اور چنانچہ فاسد کرتا ہے نماز کو اور یہی موافق قیاس ہے لیکن ترک کیا جیسے یہاں دوسرے جو فرمایا۔ سوانہ مہملی
 علیہ وسلم نے جو شخص تو کرے یا کسی دوسری چھوٹے باندی نکلے اس کی نماز میں تو چاہے کہ پھرے اور وضو کرے اور نماز کے
 اپنی نماز پڑھ کر حدیث پر گذری تو اتھن وضو کے بیان میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے امام سے کہ موقوف اور پھر اور علی
 اور ابو بکر صدیق کے اصحاب میں عمر اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم جمع ہیں اور تابعین سے مثل علقمہ اور طاؤس اور سالم اور سعید
 بن جبہ اور شعبی اور ابی ہریرہ اور عطاء اور کمال اور سعید بن المسیب جتہ اللہ علیہم جمع ہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ حدیث

باب الحدیث فی الصلوة

حضرت عائشہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے اور حدیث ہو جاوے او کو تو چاہیے کہ کہے رہے
 ناک اپنی پھر پھر اور ان میں سے ملو ناک سے خون نکلے ہی اسی واسطے کہ فلاں کہ پڑھے یہ ننگ اپنی **ص** اور اگر امام کو حد
 ہو تو غصہ یوں نہ کرے کہ کسی کو خلیفہ کرے پھر خود کرے اور نماز جہاں مضبوط کیا ہو اس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور شخص کیلا
 ہو کہ وہ بھی مضبوط کی جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو جاوے اور اگر فارغ نہیں ہوا امام خلیفہ کے پیچھے ملے گا تمام کرے
 اور مقتدی بھی ایسا ہی کرے **ف** کیونکہ روایت حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے کسی کو کرے یا ننگ اور کسی پھرنے سے
 کہ لے لے ہاتھ لہانا اور پڑھنے کے لئے کہے اپنی جگہ پر او کو جس کو کوئی حدیث نہ پڑھی ہو وہ ایسا ہی پڑھے میں اور کاشا شیخ ابن الہمام نے
 غریب ہو اور اس پر جماع صحابہ کا ہی اور بیان کیا اس کو احمد اور ابن المسعود نے عمر اور علی سے اور روایت کیا ان میں سے حضرت ابن عباس
 سے کہ کھلے چارے او پر حضرت عمر واسطے نماز پڑھنے کے توجہ اصل چھ نماز میں تو کچھ انھوں نے ہاتھ ایک شخص کا جو ان کے داہنی طرف تھا
 پھر چہرے تھے منوں کو توجہ نماز پڑھنے کے کیا کیا کہ حضرت عمر نماز پڑھتے ہیں پیچھا ایک تنوں کے توجہ ادا کری انھوں نے ناک کیا
 توجہ اصل ہوا میں نماز میں تو دیکھی سینے ایک چیز اور چھو اپنے او کو ہاتھ سے تو پاؤں سینے او کو توری مذی کی اور روایت کیا بخاری
 نے عمر بن یونس اختلاف کو معنی خلیفہ کرنے کو اور روایت کیا سعید نے کہا کہ نماز پڑھیں ساتھ چہرے حضرت علیؓ نے ایک فرس کو کسیر
 پھونکی ہونکی سو کچھ ہاتھ ایک شخص کا اور لگے کیا او کو اور پھر وہاں سے او صاحبین کی تسبیح ہو جو روایت کیا ترمذی نے عبد اللہ بن
 بن الحارث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدیث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلسہ واسطے آخر نماز کے قبل
 سلام کے تو تحقیق کعبا نہ ہوئی نماز او کی اور کہا ترمذی نے نہیں ہر اسناد او کا قوی اور مضطرب کیا ہی او کی ہناد میں **ص**
 اور اگر کوئی شخص نماز میں مجنون یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا او او کو احتلام ہوا یا قہقہہ کیا یا قصد
 حدیث کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست او سپر ٹپٹی یا او کے زخم سے خون جاری ہوا یا او سننے جا نا کہ سینے
 حدیث کیا اور مسجد یا صفوں سے نکل گیا پھر او کو معلوم ہوا کہ حدیث نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو گئی پھر سر پر سے
 پڑھے اور اگر مسجد یا صفوں سے باہر مسجد کے نہیں نکلا اور صفوں سے بھی تجاوز نہیں ہو تو بنا کر نادرست ہی اور اگر بعد تشہد کے جان
 حدیث یا کوئی اور محل متاف صلوٰۃ کے کیا نماز او کی تمام ہو جاوے گی اور بعد تشہد کے اگر تیمم کرنے والے پانی پر قدرت پانی یا موزہ او سنے
 تھوڑے عمل سے جو متاف نماز نہیں اقرار لیا یا مدت مسجد کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو مسودت یا داگئی یا ننگ سے کہ پڑھنا یا یا اشارہ
 کرنے والا کوئی اور مسجد پر قادر ہو گیا یا ترتیب دے کو نماز قضا یا داگئی اور اس کا بیان لگے او گیا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا یا
 فجر میں آفتاب نکل آیا یا نماز سے میں صبح کا وقت لگ گیا یا عذر والے کا حذر زائل ہو گیا یا پتی زخم سے تندرستی کے سبب گری
 ان سبب بارہ صورتوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد تشہد کے
 امام نے قہقہہ کیا یا قصد حدیث کیا یا سبق کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اگر یا تمین کہیں یا مسجد سے نکل گیا تو جائز ہو گیا اور اگر امام
 قرات میں لگ گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہے اگر کہ ایک ایسے پڑھا ہو تو اگر اتنا پڑھا کہ نماز جائز ہو جاوے گی اور خلیفہ
 نماز فاسد ہو گیا مگر امام نے سبق کو خلیفہ کی تو درست ہے اور سبق نماز کو تمام کرے اور مدد کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سہم پیرے
 اور سبق باقی نماز اپنی پڑھ سکے **ف** سبق یا دو کو کہتے ہیں جو بعد ایک نکت یا دو رکعت یا زیادہ کے شریک ہوا ہو اور

ساری نماز اس نے امام کے ساتھ پائی ہوگی اور مکرر اس کو کہتے ہیں جس نے ساری نماز امام کے ساتھ پڑھی ہوگی وہ خطیب
اس کا یہ کہ سب سے پہلے امام کے ساتھ پڑھیں مگر اس کی نماز تو ابھی باقی ہے اور مقتدیوں کی نماز ختم ہو چکی ہو اس لئے کہ وہ کسی کے
خلیفہ کے ہونے کے لئے امام کے ساتھ پڑھیں اور جب سب سے پہلے امام کی قیام کرے تو پھر اگر اس کو محدث ہو یا کئی
اور عمل منافعی صلوة اس سے کیا مانند قعدہ اور کلام کی اور سب سے پہلے کی فاسد ہو جاوے گی نماز اس کی اور پھر امام کی جیسے
کو خلیفہ کیا تھا مگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے اس نے وضو کیا اور یا باطلیفہ کو اس طرح کہ کہہ نماز اس کی کئی اور قیام کرے
تو پھر خلیفہ کے اور مقتدیوں کی نماز کسی صورت میں فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکے اور اگر رکوع یا سجدہ میں حدت ہو
اور وضو کر کے بنا کر رکوع اور سجدہ کو پھر دوبارہ کرے اور اگر رکوع یا سجدہ میں یا رکعت کا رکوع اور سجدہ نہیں کیا تھا
اور اسی وقت اس کو وضو کیا تو جس رکوع اور سجدہ میں یا رکعت کا رکوع یا سجدہ نہیں کیا تھا اور اگر نہ تو کیا تو پھر سجدہ یا رکعت کا رکوع یا سجدہ
ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حدت ہوا تو وہ شخص اس کا خلیفہ ہو جائے اگر چہ امام خلیفہ مکررے تو اگر وہ مقتدی عورت یا لڑکا ہو امام کی
نماز فاسد ہو جاوے گی اور مضمون نے کہا ہے کہ فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس نے خلیفہ نہیں کیا ہے اور یہ عورت یا لڑکا تو امامت
کی صلاحیت نہیں رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے رہ جاوے گا سو نماز اس کی فاسد ہو جاوے گی اور امام کی فاسد نہ ہوگی

باب نماز کے مفصلات اور مکرورات کے بیان میں

مفسدات یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہیں جیسے کہ پہلے کلام کرنا اگرچہ چھوٹے سے یا خواب میں ہو کہ **ف** اور امام شافعی کے نزدیک
اگر چہ چھوٹے کلام کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور دلیل اس کی یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رُفِعَ عَنْ أَهْلِ
الْخَطَا وَالْإِثْمَانِ یعنی اوٹھ گیا میری امت خدا اور نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہیں گئی بلکہ اس
لفظ سے رُفِعَ عَنْ أَهْلِ الْخَطَا وَالْإِثْمَانِ یعنی منس کر لیا گیا امت یہ تھی خطا اور نسیان اور چہرہ لوگ ذبردستی
کچھ گئے روایت کیا اس کو ابن ماجہ ابن جریر ابن کثیر ابن ابی شیبہ ابن ماجہ ابن کثیر ابن ابی شیبہ ابن ماجہ ابن کثیر
صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معلوم ہے کہ یہ نماز نہیں لائق ہے اور میں کلام آدمیوں کا اور یہ توبہ اور توبہ اور توبہ اور توبہ
روایت کیا اس کو مسلم نے اور وہ امام شافعی نے روایت کیا ہے یہی معمول ہے اور یہ معافی گناہ کے اور نماز کے فاسد نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا
ص اور پھر قصد سلام کرنا اور اگر چہ چھوٹے سے کیونکہ نماز فاسد نہ ہوگی **ف** کیونکہ سلام ایک نہ کرے اور اس سے اوچالٹ نسیان
میں معمول ہوگا اور پھر ذکر کے بخلاف اس کے کہ جب قصد آگونی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاوے گا **ص** تیسرے جواب سلام کا کہنا
قصد ہو یا چھوٹے سے چھوٹے آہ یا وہ یا اُن کہنا یا چھوٹے آواز سے دنا کسی مصیبت یا درد یا چھوٹے بغیر مکرر کے کہنا نسیان تو نہیں
جواب چھوٹے کا دینا انھوں نے ہی چھوٹے کا جواب **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ** سے دینا اور خبر خوش کا کہ **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ**
سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سے تو نہیں ہوا امام کے اور کو قرات کا بتانا اور اپنے امام کو بغیر شاخ سے نہ کہا ہے کہ اگر مقدار قرآن کے
پڑھ چکا ہو یا ایک آیت سے دوسری آیت پڑھی ہو اور اس نے قعدہ یا بتانے والے کی نماز جانی تیری ہو اور اگر امام نے قعدہ یا بتانے والے
بھی نماز فاسد ہو جاوے گی اور مضمون نے کہا ہے کہ اگر امام کو بتا دیا تو کسی صورت میں نماز نہ جاوے گی اور اسی پر توفی جو توبہ میں سمجھتے
ہے کہ پڑھ چکا ہو یا ایک آیت سے دوسری آیت پڑھی ہو اور اس نے قعدہ یا بتانے والے کی نماز جانی تیری ہو اور اگر امام نے قعدہ یا بتانے والے

صف کے سو کچھ پروا کی اور اسکی آپ نے اور نیا باہنے کئے میں کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے
اسنا صحیح کے گناہوں میں کہتے کے باب میں بھی ایک حدیث آئی ہے روایت ہے فضل بن عباس سے کہ زبارت کی چھ نبی صلی
علیہ وسلم نے بیچ جنگل کے اور ہماری ایک کتابیا جوتی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی اور وہ
اونکے سامنے خمیں تو زجر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور کیا اور کئے کا ایک حکم ہے
اگر قید ہو غنہ کی اور پھر سیاہ کی بھی ہو تو ابلتہ کوئی حدیث اس سے سچ سے نہیں لی واللہ اعلم وعلیہ السلام **تھیں**
جنگل میں نماز پڑھتا ہو وہ مقام سجدہ میں دونوں بروحیت ایک ایک برکے برابر سو کھڑا کر کے کھڑا اور اسکا ایک گز کا ہو ویک
اوٹکل کا موٹا اور ستر کو رکھ دینا زمین پر یا جگہ ستر کے زمین پر نہ کہین چلنا درست نہیں **ف** اور ستر کی طرف قریب ہونا
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو قریب ہو ستر سے روایت کیا اسکو حاکم نے اور روایت
اسکو ابو داؤد نے اور اوہ میں ہے کہ قطع کرے شیطان نماز اسکی اور روایت کیا سلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تو کر
سے اپنے مثل لڑی بالان اونٹ کے تو غصہ کرے گا جگہ جو سامنے سے ہو گا اور اخراج کیا سلم نے عایشہ سے کہ پوچھے گئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرمادے تو کہ میں تیرا مصلی سے سو کا مثل لڑی بالان کے اور ہر گز میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کیا عاجز ہو کوئی تم میں کا اس کے جب نماز پڑھے صحر میں یکہ ہو آگے اس کے مثل بالان اونٹ کے اور یہ حدیث لفظ سے نہیں ملی اور
گو سے مراد ایک تھ ہے اور یہی گز ہے شروع میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جنگل میں تو کہ سنا
اپنا ایک تھ یا یہی ہے یہ کہ میں اور گمشاخ کمال الدین ابن التمام کہ یہ حدیث غریب ہے نہیں ملی لیکن روایت کیا ابن جبار اور
حاکم نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو نماز پڑھے طرف ستر کے اور بیچ
اسکو جو گز سے اس کے سامنے ہو کہ اور روایت کیا اسکو احمد اور یزید اور زیادہ کیا ابن جبار نے اگر وہ انکار کرے تو اس سے
اور کہ ستر کو ایک ٹوٹی ہوئی کھانے کے واسطے کہ روایت کیا ابو داؤد و ضبابہ بن المقداد بن الاسود انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ
نہیں چکا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے تھے طرف ستون یا لکڑی یا درخت کے گرد کرتے اسکو مقابل اپنے ابرو یا پان
ابو کے اور نہیں قصہ کرتے تھے اسکا قصہ کہ کرنے کو یعنی نماز میں اسکی طرف نگاہ نہ کرتے تھے تاکہ تشبیہ ہو کہ ساتھ بت پرستوں کے
اور ولید بن کامل اسکی اسناد میں ضعیف ہے اور ضبابہ جھول ہے اور جواب سکا یہ ہے کہ جبل قرن ثانی میں مقبول ہے اور وہ ستر کے
سکوت کیا اس حدیث سے ابو داؤد اور روایت کیا نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے طرف ستون کے تو نہ کرے اسکو دریا
آنحضرت کے بلکہ کرے اسکو بائیں ہر کے مقابل اور روایت کیا ابو علی بن سکن نے اپنی سنن میں ضبابہ سے مثل اس کے اور ضعیف کیا
اس حدیث کا احمد اور ابن جریر نے اور کما فتح القدر میں کہ دلیل ہے اور اگر ستر ہو تو کوئی شخص گز نہ چکا
باستعداد آدمی کے گز میں گزے تو اسکو تسبیح والہ سے سے منع کو سارے دونوں سے منع کرنا درست نہیں **ف** کیونکہ
اوہ گز کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرو جہان تک کہ قدرت ہو اور اسکا کہ سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سنا تھا کہ سے دفع کیا ام سلمہ کے دونوں لڑکوں کو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اسکو ابن القطن نے کہ محمد بن
جمہل ہے اور نہیں چھانی جانی مالو کی لیکن حضرت ابن ابی شیبہ بھان ماجہ میں اس کے باپ سے روایت ہے اور اسکا صحیح حوالہ

دین حسن
منہ

منہ حسن

جہ سے کہے اور وہ نماز میں ہوتا ہے پھر جہالتغات کرتا ہے بندہ پھر لیتا ہے اللہ موندنا پناہ اس سے اور روایت ہے اس کے فرمایا کہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ توالتغات سے نماز میں ہوا سطر کے التغات ہلاک کرنے والا ہے تو اگر ضرور ہو تو فصل میں فرض میں روایت کیا
اوسکو ترمذی اور صحیح کیا اوسکو اور گہ گردن پھر مکر وہ نہیں کیونکہ روایت کیا ترمذی اور سنائی اور ابن حبان اور حاکم
اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن عباس سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التغات کرنے نماز میں دہانتے بائیں اور نہ پھر تھے
گردن اپنی کہ ترمذی نے کہ یہ غریب ہے اور کہا ابن القطان نے کہ یہ صحیح ہے اگرچہ ترمذی طریقے سے غریب ہے اور ظاہر ہوا اوسکا
ایک طریقہ دوسرے ہند بزمین صسا توین لکھو ان کا ہٹانا اگر ایک بار سجدے کے لیے **ف** اس واسطے کہ یہ بھی ایک قسم
عبث سے ہو مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جائز ہو تو اس وقت ایک بار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہو کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے ابو ذر کے کہ ایک بار ای ابو ذر ورنہ چھوڑا اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے
ابو ذر رضی اللہ عنہ کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شے کو یہاں تک کہ پوچھا نہیں آپ کے لکھو ان کے ہٹانے کو لکھنا
خصمت دیتا ہوں میں اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا گیا موقوف کما دارقطنی نے اور وہی صحیح ہے
اور روایت ہے کتب ستین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مسح کر لکھو ان کو اور تو نماز پڑھتا ہو اور اگر ضرورت پڑے تو لکھنا
اور روایت اس کے مصنفین ہیں **ص** آٹھویں گھر پر ہاتھ رکھنا **ف** کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے
روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ کے ابو ہریرہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی گھر پر ہاتھ رکھنے
اور دوسری وجہ کہ امت کی یہ ہے کہ مخالف ہے سنت شہور کہ اور وہ ہاتھوں کا باندھنا ہی نا پسند ہے **ص** نویں دنون
ہاتھوں کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سستی کے دشواری کی طرح بیٹھنا اس طرح کہ دونوں سرین پر بیٹھے اور دونوں
زاؤں کو کھڑا کر لیا دھوین سجدہ میں دنون باز کو بچا دینا **ف** کیونکہ یہ آپس میں ہے کہ فرمایا حضرت ابو ذر کہ منع کیا محکو
سیر دوسٹ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے ایک یہ کہ جو بیچ ماروں مثل جو بیچ مانے مرغ کے یعنی جلدی جلدی
سجدہ میں جاؤں اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہوں اور یہ کہ بیٹھوں مثل بیٹھک کھٹے کے اور یہ کہ بچاؤں میں بچاؤ لوٹری کا اور تیشہ
غریب ہے نہیں ملی محکو اور سنا حدیث میں ہے ابو ہریرہ سے کہ منع کیا محکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے اور ذکر کہ دوسری
دو چیزیں اول کی لیکن اخیر میں یہ بیان کیا کہ التغات ماندا التغات لوٹری کے اور صحیح حدیث بیٹھک کھٹے کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے منع کرتے تھے گھائی شیطان اور گھائی شیطان کی کہنے کی طرح بیٹھنا ہی اور اس سے کہ بچاؤ آدمی دونوں بازو اپنے مانند
بچانے درندوں کے واللہ اعلم **ص** بارھویں چار زاویہ بند بیٹھنا **ف** اس واسطے کہ خلاف سنت ہے **ص**
تیرھویں اکیلے امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب میں یا دوکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا بیچے یا قوم کا دوکان پر اور امام کا بیچے
ف اس واسطے کہ وہ مشابہ ہے اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہیں اور اوس میں امام کھڑا ہوتا ہے
اور دوکان کی بلندی بعضوں نے کہا ہے کہ بقدر قامت آدمی کے اور بعضوں نے کہا ہے ایک ہاتھ اور اس کے من کی اس میں
اور بعضوں نے کہا ہے کہ مسجد جب تک ہو کہ تو کچھ مضائقہ نہیں کہ امام محراب میں کھڑا ہو **ص** چودھویں کھڑا ہونا سلا
صحت کے بیچے حسین جگہ باقی ہے **ف** اور اوپر بیان اسکا گذر اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نظر کرے

طرف سے کہ یعنی صف میں چوگنہ باقی ہو تو اسکو بند کرے اور بعض روایات میں ہے کہ نامکمل اعداد لازم ہوگا اگر سجدہ نماز میں
ص چھ صف پر ہوگا **ص** پندرہویں تصویر کا ہونا اس کے اوپر یا اس کے آگے یا برابر اور اگر چھ یا سب سے قدم کے ہونے میں
ف کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں کہتا ہے یا تصویر پر روایت کیا اسکو سلم علیہ السلام
 ایک صبر طویل میں اور اس کے منہ میں بہت حدیثیں صحیح آئیں ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوتے
 ملا کہ اس گھر میں کہتا ہے یا تصویر پر ہوں **ص** تو ٹھوہر ہونگے نماز پڑھنا سستی اور کمالی کے سبب ہے اور اگر
 واسطے عاجزی کے پڑے تو مکروہ نہیں شتر ہونے کے پڑے ہوں میں جو گھر میں پہن رہتا ہے اور لوگوں کے پاس اون کیڑوں سے
 نہیں جاتا اون کیڑوں سے نماز پڑھنا **ف** کیونکہ لوگوں کی تو عزت کرتا ہے اور شرم کرتا ہے اس کے پاس بڑے کپڑے پہن کے
 جانے سے اور نماز کی کچھ عزت و آبرو نہیں حالانکہ اگر کسی اسیر کے دربار میں جاتا ہے تو جو اس کے عمدہ کپڑے ہوتے ہیں اسکو پہن کے
 جاتا ہے نہ کہ جب گاہ حکم اس کا کہیں میں جاوے تو جو اچھے کپڑے ہوں بغیر تمام اس سے نماز پڑھے اور یہ جب ہی کہ اس کے پاس اور
 کپڑے ہوں نہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہیں تو اونھی کیڑوں سے جو پہنے ہوئے نماز پڑھے **ص** اٹھا رہوین نکال کے دو کر کرنے
 کیواسطے نماز میں پیشانی کا زین پر ملنا اور میسورین آسمان پر نظر کرنا تمیزین سجدہ کی طرح کے بیچ پر کرنا **ف** کیونکہ روایت کیا
 ابن ابی شیبہ نے عیاض بن عبد اللہ قشیری سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدہ کرتا ہے اور بیچ حملے کے سوا شاور
 ہاتھ سے کہ اوٹھالے حملے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کر کے کہ پیشانی کھل جاوے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن مسعود
 سے کہ وہ جب ارادہ کرتے تھے نماز کا اوتا لیتے تھے عمار سر سے اور اس باب میں مروی ہے حضرت علی اور ابن عمر اور جعد بن ہبیر سے
ص الکیسورین آیتوں کا گنا **ف** اسوئے کہ یہ شغل ہو نماز میں **ص** باتیسویں کپڑا جس میں تصویر ہو اور گنا
ف کیونکہ وہ شاہدیت کے اوٹھالے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہے **ص** اور سجدہ کے اوپر دلی اور پیشانی پر
 پہنانہ مکروہ ہے **ف** بسبب عزت اور حرمت سجدہ کے **ص** اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہے **ف** کیونکہ اس میں
 قلت جماعت ہوگی **ص** اور مسجد کا نقش کرنا ساتھ گچ اور ساج یا سونے کے پانی کے مکروہ نہیں اور کھڑا ہونا امام کا سجدہ میں
 اور سجدہ کرنا محراب میں مکروہ نہیں اور جو شخص کہ پیشا باتین کرتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں **ف** کیونکہ روایت کیا
 ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب پاتے تھے راہ طون ستون غیر کہ کہتے تھے کہ سیر واسطے تیری بیٹھ ہے اور مخالف
 اس کے جو روایت کیا بزار نے حضرت علی سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا پیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اسکو
 نہ ادا کرے نماز کا اور اسی طرح جس نے کہ پیچھے بھی درست ہے کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اوپر گذرا کہ نماز
 نہایت تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے حضرت عائشہ کے اور وہ موتی تھیں در میان اون کے اور در میان قبضے کے اور
 مخالف ہوا اس کے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نماز پڑھو پیچھے سب سے اور باتین کر نیوالے کے
 لیکن وہ ضعیف ہے اور دھبی مروی ہے سنا بزار میں ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا میں کہ نماز
 پڑھوں میں طرف اون لوگوں کے جو کھڑے ہیں اور باتین کرتے ہیں اور کما بزار سے کہ نہیں جانتا ہوں میں اسکو مگر ابن عباس سے
 اور جواب دے گا یہ کہ جب آواز اون کی شدت ہو اور اس خوف شغل کا ہو نماز میں **و** اللہ اعلم **ص** اور خبر میں

کہ تصویر بن بنی مین اگر اسپر سجدہ نہیں کرتا تو ہزار ہزاروں کروہ نہیں اور جو صورت اتنی چھوٹی ہو کہ دکھائی نہیں دیتی یہو اچانک
اوپر کسی چیز کی تصویر یا حیوان کی مگر اوسکا سر کٹا ہو تو کروہ نہیں اور مار ڈالنا بچھو اور سانپ بھی نماز میں کروہ نہیں **ف**
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَقْتُلُوا الْاَشْوَکَ بَنَیْ وَکُلُّکُمْ مُؤْمِنٌ فِی الصَّلٰوۃ یعنی قتل کرو بچھو اور سانپ کچھ اگرچہ تم نماز
میں ہو مگر تم میں سے حدیث صحیح ہے اور اس میں اگر عمل کثیر بھی ہو تو بھی نماز میں کچھ حرج نہیں اور بھی صحیح **ص** اور جس
گھر میں کہ مسجد ہو اوس گھر کی جہت پر پیشاب کرنا کروہ نہیں ہوا سطلے کہ وہ مکمل مسجد کا نہیں لگنا کہ پیشاب اوسپر کر دے ہو کہ

باب تراویح اور نوافل کے بیان میں

و تراویح اعظم کے نزدیک واجب ہو اور نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے سنت ہے **ف** اور دلیل اسکے وجوب کی یہ ہے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اتنے زیادہ کیا تمہاری نمازوں میں ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر ہے تو پڑھو اوسکو دریا
عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہے مین اور یہ حدیث مروی ہے عمرو بن ابی العاص اور عقبہ بن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جبرہ مین بھی مروی ہے اور خارجہ بن حذافہ اور ابو ہریرہ
غفاری سے تو حدیث عمرو بن عقبہ کی روایت کیا اوسکو اسحق بن راہویہ سند مین ثنا سُوَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثَنَا قُتَيْبَةُ
بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ یَزِيدَ بْنِ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْاَحْمَرِ مَرْثَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْاِزْمِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عُقْبَةَ
بْنِ عَامِرٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً هِیَ لَكُمْ خَيْرٌ مِنْ حُمْرِ التَّمْرِ الْوُتْرُ وَهِيَ لَكُمْ كَفِیْمًا
بَيْنَ الْعِشَاءِ اِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ مِیْنِ تَحْقِیْقِ کہ زیادہ کیا تمکو اللہ نے ایک نماز کہ وہ بہتر ہے واسطے تمہارے سرخ چار پلوں
سے اور وہ وتر ہے دریا عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا بھی بن سعید نے ثمرہ کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی روایت کیا
اوسکو دارقطنی اور طبرانی نے نظر ابو عمرو سے اوسنے عکرمہ سے اوسنے ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب فقر
اور لیکن حدیث ابن عمر کی سوا خارج کیا اوسکو دارقطنی نے غرائب مالک مین اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن ابی الجون کے
اور الفاظ اسکے یہ ہیں اِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً وَهِيَ الْوُتْرُ اور لیکن حدیث ابو سعید خدری کی روایت کیا اوسکو طبرانی
اور الفاظ اوسکو وہی مین جو حدیث ابن عباس کے چھ کور روایت کیا ابانے اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جبرہ کی اخراج کیا
اوسکو دارقطنی نے اور اس میں یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہکو سو جمع ہو ہم سو بیان کی حضرت نے تعریف اللہ کی اور ثنا
اوسکی پھر کہ تھقین اللہ نے زیادہ کیا تمہارے واسطے ایک نماز کو اور حکم کیا ہکو وتر کا اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ محمد بن عبد اللہ غزالی
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ
اَبِیْهِ عَنْ جَبْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً اِلَى صَلَاتِكُمْ وَهِيَ
الْوُتْرُ مِیْنِ اللہ نے زیادہ کیا واسطے تمہارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہے اور سنا اوسکا صحیح ہے لیکن خُجَلِ مِیْنِ کچھ کلام ہی بحال
وجہ حسن کہ نہیں اور حدیث ابو ہریرہ کی روایت کیا اوسکو مالک نے ابن ابیہ سے اسخون نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا
نینے ابو نصر غفاری سے کہتے تھے سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے عقیق کہ زیادہ کی اللہ تمکو ایک نماز
اور وہ وتر ہے تو پڑھو اوسکو دریا عشا کے نماز صبح تک اور سکوٹ کیا اوسنے حاکم نے لیکن ابن ابیہ ضعیف ہے کہ شیخ ابن التمام

ابن عمر سے روایت کیا ہے

ابن عمر سے روایت کیا ہے

ابن عمر سے روایت کیا ہے

ابن عمر سے روایت کیا ہے

ابو جعفر

ابو جعفر

محمد بن عبد اللہ سے کہا کہ میں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح میں گراؤ ایک جیسے پھر رک گیا اوکو نہ پڑھا اوکو قنوت پڑھا اور بعد اوسکے اور ضعیف کیا اوکو نہ پڑھا قنوت پڑھا کہ رک گیا اوکو احمد بن حنبل نے اور ابن مسعود نے وضع کیا اوکو عمر بن الخطاب اور ابو حاتم نے اور حاکم نے اور ابی نعیم کا یہ ہے کہ وہ کثیر الوہم تھا تو ابیہ حدیث رافع اور حدیث قوی کی جواب پھر شریعت سے مروی ہے کہ وہ جواب دہا کہ یہ ہے کہ اس طرح ابو جعفر بن کلام یہ کہ ابن ابی الدین نے او سمین عطا کرتا تھا حدیث میں یہ روایت کہ ابن مسعود نے عطا کرتا تھا اور کہا انھوں نے نہیں لکھا اور زہری نے گائے کے گوشے میں دہم کرتا تھا بہت اوس کا ابن عباس کہ وہ منفرد ہوتا تھا ساتھ ذکر حدیثوں کے عطا مشہور ہیں اور قوی یہ تصاب کی حدیث کو وہ جو روایت کیا قیس بن یزید نے مامون بن ہشام سے بیان کیا کہ کہا کہ میں نے واسطے اس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر میں ہو کہ ان سے کہ جو کچھ پڑھتے وہ نہیں پڑھی قنوت حضرت گراؤ ایک جیسے کہ بدعا کرتے تھے ایک قبیلہ قبیلوں میں شریعت سے تو یہ حدیث خود مخالف ہے حدیث ابن مسعود اور قیس بن ابی نعیم میں اگر ضعیف ہو ضعیف کیا اوکو بھی بن مسعود لیکن قنوت کی اوکی اور لوگوں نے اور بہ حال ابو جعفر سے منکر ہو کہ اوکے برابر ہو یا اوس زیادہ اعتبار میں کیونکہ ضعیف کرنے والے قیس کہ ہم میں ضعیف کرنے والوں ابو جعفر سے اور ضعیف کیا یہی بن مسعود نے سبب اس کے جو کہ احمد بن سعید بن ابی مریم نے پوچھا میں نے بھی سے قیس بن یزید کو سو کہا کہ ضعیف ہے نہیں کہو کی دیکھ حدیث و سکی کیونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہے حدیث سے اور وہ ضعیف ہے ہوتی ہے اور یہ ضعیف موجب روایت کو نہیں ہو اس کے کہ غایت و سکی حدیث غلطی ہے اور سکی ذکر حدیث میں بن ابی نعیم کے لیکر ضعیف کیا اوکو اور لوگوں نے سو اچھی کے بھی کہا انسانی نے متروک ہے اور کہا اور قنوت ضعیف ہے اور مروی ہے کہ احمد کہ وہ کثیر الخطا تھا اور روایت کی او سننے حدیث میں گراؤ نہ تھے و لیکن ابن ابی الدین ضعیف کرتے تھے اوکو اور کلام کیا او سمین امام المحدثین بھی بن سعید بن ابی الدین لیکن نے شعبہ کے تار کرتے تھے قیس پر اور تشیع کی انھوں نے بھی بن سعید نے سبب ضعیف افول کی قیس کو کہ ابو نعیم نے کہا واسطے میرے شعبہ لازم ہے کہ قیس بن یزید کو او کہ ابن عباس نے بھی حدیث میں قیس کی روایات درنا اور متاخرین کو تلاش کی سینے اوکی لکھا تو دیکھا میں نے اوکو سچا امانت دار جب جان تھا اور جب نہ پڑھا سن اوکو تو کچھ لکھا و سکا اور اکثر روایت میں اوکی مستقیم ہیں او کہ ابو ہریرہ نے عمل اوکا صدق ہے اور قوی نہیں ہو کہ انھوں نے دہی سے قول متروک ہے شعبہ کا ہوا و بن جرج جو ساتھ اوکے تو کہ نہ ہو گا ابو جعفر راجی اور روایت اوکی وہ جو روایت کیا اوکو اس نے ضعیف کیا اوکی کتاب القنوت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جب کہ بدعا کرتے کسی قوم کو اور نہ اس کی صیغہ کو اور ضعیف کیا ابن الجوزی نے اور حدیث شائس کو کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح میں میان تک کہ انتقال کیا اور تشیع کی او سہرا و کہ کہ یہ ان حدیثوں میں ہے کہ ہمارے کاتبوں کی محافظت چاہیے سبب اس کے کہ وہ ہانتا تھا کہ یہ حدیث باطل ہے اور بعض روایت اوکی مشہور بالوضع ہوتی ہیں اور فرمایا حضرت نے جو حدیث بیان کرے جسے ایسی حدیث جو جانتا ہے کہ وہ جو شیعہ ہے تو وہ بھی کاذب ہیں میں نے ہر ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے حاد بن ابی سنان سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں بھی مگر ایک حدیث اور نہ دیکھا قبل اوکے اور نہ بعد اوکے اور اس جیسے قنوت پڑھی واسطے بدعا کا ایک قوم پر مشرکین سے اور اس ہندو میں کسی طرح کا غبار نہیں اور اس واسطے خود ان سے صبح میں قنوت نہیں پڑھی جیسا کہ روایت کیا بلال بنی نے **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ**

بہترین ہماری روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار کتب میں قبل اہل ہر کے اوسمین ایک ہی سلام ہی یعنی دو رکعتوں کے بعد
 پچیسے بلکہ چوبیس چار دن چھ اور امام شافعی کے نزدیک دو رکہ کے پڑھے اور تسک کیا یعنی اوس سے جو روایت کیا ابو داؤد نے
 اور ترمذی نے شامل میں ابو ایوب انصاری سے کہ فرمایا حضرت نے کہ چار قبل اہل ہر کے نہیں ہو اوسمین سلام کھولے جاتے ہیں
 اونکے واسطے دروازہ آسمان کے اور ضعیف یہ حدیث بسبب معیدہ بن معتب ضعی کے اور ایک لفظ میں ترمذی کی شامل میں ہے
 کہا یعنی رسول اللہ کیا اوسمین سلام فاصل ہر کہا کہ نہیں اور اسکا ایک وسر اطریت ہو جو روایت کیا اسکو امام محمد بن
 سولامین حَلَّ تَنَا لَکَ یَوْمَ عَامِلِ الْجَعَلِ عَنْ اَبِی اَیُّوبٍ وَ الشَّعْبِ عَنْ اَبِی اَیُّوبٍ اَنَّ النَّصَارَیَّ اِنَّہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
 کَانَ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا اَزَالَتِ الشَّمْسُ فَسَالَهُ اَبُو اَیُّوبٍ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَانَ اَبْوَابُ السَّمَاءِ تَقْفُرُ فِیْ ہَذِهِ السَّاعَةِ
 فَاجِبٌ اَنْ یَّصْعَدَیْنِ فِیْ ثَلَاثِ السَّاعَةِ خَیْرٌ فَعَلْتُ اِنِّیْ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعًا قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَیْقَضَلُ بَیْنَہُمْ یَسْأَلُ
 قَالَ لَا یَسِیْ تَعْرِضْ جَابِرٌ کُنِیْنِ قَبْلَ مَرُوقَتِ زَوَالِ الْاَفْنَابِ کَیْ تَسْوَالُ کَیْ اَوْنَسَ اَبُو اَیُّوبُ اِسْتَسْجَرَ فَرَمَیَا حَضْرَتُیْ
 کہ کھولے جاتے ہیں اس ساعت میں دروازہ آسمان کے سوچا ہوتا ہوں میں کہ پڑھے اس ساعت میں میری کوئی نیکی کہا یعنی کیا سب
 رکعتوں میں قرات ہو فرمایا کہ ہاں کہا میں نے کیا فصل کیا جیسے اعلان جابرون میں ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہیں یعنی چار رکعت کچھ میں سلام
 پچیسے **ص** اور دن میں چار رکعت فضل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے مکروہ ہیں اور رات کو آٹھ رکعت زیادہ اور چار رات میں
 دینا ات میں ایک سلام سے پڑھنا افضل ہیں **ف** اور صاحبین کے نزدیک ات میں ہر دو رکعت میں ایک سلام چاہیے اور دلیل
 اسکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ اس پر اور اگر کراہت بخوتی تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم جواز کے اور فضل
 رات میں نزدیک صاحبین کے دو دو ہیں اور دن میں چار چار اور امام شافعی کے نزدیک ات دن میں دو دو پڑھنا افضل ہیں امام ابو
 کے نزدیک چار چار پھر رات دن میں فضل میں امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ صَلَوةُ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ
 مَثْنٰی مَثْنٰی یعنی نماز میں ات کی دو دو ہیں روایت کیا اسکو صاحب بن ابی عمر سے اور صاحبین کے نزدیک نماز
 تراویح پر جو حدیث اسکی ہوا میں شعبہ کہ ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ اوسمین تو بضعوں کو سکور فرمایا اوسکو نے
 وقف کیا اور روایت کیا اسکو ثقات نے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہیں بیان کیا دن کی نماز کو اور
 ایسا ہی چوتھین میں اور کما نسائی نے یہ حدیث نزدیک سیر خطا ہی اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبریٰ میں کہ اسناد او صحابہ میں نہیں
 اوس کلام کی واسطے کہ وجود نہ کانہین مانع ہو خلاصہ دوسری جہت کہ عارض بنی ہوتا تھا کہ او ایسا واسطے روایت کیا اسکو
 حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں پھر کہا کہ رجال اسکے ثقہ ہیں مگر یہ کہ اسین علت کی اس کے ذکر سے کلام طویل ہو گا انستی اور بقدر
 تسلیم کے قریب اسکا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل ہو کر فرمایا حضرت صَلَوةُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی یعنی نماز رات کی
 دو دو ہیں اور نہیں ذکر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہ حضرت عائشہ نے نہیں نماز پڑھی رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے عشا کی بھی اور آئے سیر سے پاس مگر پڑھیں چار رکعتیں اور اس معلوم ہوا کہ رات میں چار رکعتیں ایک سلام اپنے
 پڑھیں اور روایت کیا ابو داؤد حضرت عائشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر طے کے گھر میں
 پور پڑھتے تھے جابر کو تین پڑھتے تھے اپنے فرش پر سوئے کو آخر حدیث تک اور صحیح مسلم میں یہ حدیث معاذہ سے کہ پڑھا پھر حضرت عائشہ سے

نہیں پڑھتے تھے

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ اللیل والنہار مصغی صغی یعنی نماز تین دن کی دو دو رکعتیں پڑھیں
 ہر دو رکعت کی ایک صلوٰۃ اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دو تون دو گانہ یا تیس دو گانے یا دو سو تیس دو گانے
 کی ایک رکعت میں یا اول دو گانے کی ایک رکعت میں یا اول دو گانے میں اور دو سو کی ایک رکعت میں قرات ترک کی کوئی بھی
 قضا لازم آوے گی اور اگر ہر دو گانے کی ایک رکعت میں یا دو سو دو گانے میں اور ایک رکعت میں اول کی ترک کی تو چار رکعتوں کی
 قضا لازم آوے گی اور پہلی اور چھٹی صورت میں امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور ساتویں اور آٹھویں
 صورت میں امام محمد کے نزدیک دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں صورت میں سب
 نزدیک قضا دو رکعتوں کی لازم آوے گی اور امام صاحب کے نزدیک چھ صورتوں میں دو رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور دو صورتوں میں ایک رکعت
 اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورتوں میں دو رکعتوں کی اور چار صورتوں میں چار رکعتوں کی اور امام محمد کے نزدیک سب صورتوں میں
 دو رکعت لازم آوے گی اور سب ائمہ صورتیں ہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دو گانے کے تشہد میں تو مرد والا دوسرے
 دو گانے کی قضا لازم نہ آوے گی اور اگر چار رکعتیں نفل پڑھیں اور بیچ میں اذکار نہ بیٹھا اول دو گانے کی قضا لازم نہ آوے گی اور بیٹھے
 نفل پڑھنا اگرچہ ٹھہرا ہو درست ہے **ف** کیونکہ روایت کیا جماعت نے سو اسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ پوچھا میں نے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہو کے تو وہ افضل ہے اور جو گھڑے ہوئے پڑھے اور کو
 اجر برابر نصف قائم کھڑے اور جو شخص پڑھے لیٹے تو اس کو اجر برابر نصف قائم کے ہے اور قائم کے منہ کی طرف سے گناہ پڑھنے والا
 اور قاصد کے منہ کی طرف سے پڑھنے والا کما امام نووی کے کہ کما علی کہ یہ نفل میں ہے اور فرض میں بیٹھے کے پڑھنا بیحد جائز نہیں
 تو اگر عاجز ہو قیام سے اور بیٹھے کے پڑھے تو اس کا اجر قائم سے کم نہیں انتہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے
 مرد یا سافر تو ثواب اس کا مثل صحیح تندرست اور قیام کے لکھا جاوے گا اگرچہ کھڑا ہو یا لیٹا اور اگر کھڑا ہو یا لیٹا اور اگر کھڑا ہو یا لیٹا
 مخصوص میں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھے کے اور پوچھا صاحب نے ارشاد فرمایا آپ نے کہ ثواب کا نصف
 قائم کے فرمایا کہ میں نہیں ہوں مثل تمہارے روایت کیا اس کو اسلم نے ابن عمر سے **ص** اور کھڑے ہو کے شروع کرنا اور پھر بیٹھنا
 بیحد بیٹھے جا کر وہ پڑھنے ہر شہر کے سواری پر اگرچہ قبیلہ کی طرف موند نہ نوا اشارے سے درست ہے **ف** اور باہر شہر کے
 اس میں قید ہر شہر کا مذکور ہے نہیں کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے
 سارے اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے یعنی ہوند آجانیہ کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ نفل مخالف قیاس ہے تو اپنے مورد میں
 منحصر ہو گا اور یہ حدیث خود شرح و ذکر میں مذکور ہے روایت کیا اس کو اسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اور ابویہن اشارے کا
 ذکر نہیں اور غلطی بیان کی دارقطنی اور نسائی نے عمرو بن یحییٰ کی کہ اس نے علی حار کا لفظ کہا اور صحیح علی ساجد رحمہ اللہ نے
 اپنی لاؤ تھی بہت سے اور روایت کیا دارقطنی نے غرائب اللک میں اللہ شمس کے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے
 طرف خیبر کے طرف نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا سپر اور امام میں شیخ تقی الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحیح
 اور زیلعی نے نہیں دیکھا اس کو صحیح ہے اور کما علی حدیث نے مع اصحاب میں کہ متفق ہے بخاری ساتھ ذکر اشارے کے کہ
شیخ علی بن عیسیٰ وقد راٰ ابناءہ فی باب الحار فی السفر فی صحیح البخاری من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما

ہیں حدیث کو صحیح بخاری باب الترتیب اسفرین حدیث ابن عمر سے اور روایت کیا اوسکو ابن عباس بن نفیع اولیٰ من
قسم اربع کی صحیح میں جابر بنی اسد عنہ سے کہ کچھ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے داخل اعلیٰ پر ہر طرف تھا کہ
اور اصل اونٹ کو کہتے ہیں صدق اگر سواری پر نفل شروع کیا اور پھر اونٹ اور تمام کیا بابر لوگوں نے شروع کیا اور سواری پر تمام کیا

فصل تراویح کے بیان میں

تراویح رمضان میں قبل وتر کے بعد عشاء کے پیش رکعتیں سنت ہیں اور ہر چار رکعت کے بعد یعنی دیر میں کہ اوسکو پڑھا ہو
بیٹھے اور پانچ تو یہ ہوتے ہیں اور تریجہ ہر چار رکعت کو کہتے ہیں اور ہر تریجہ میں دو سلام ہیں اور ایک ختم رمضان میں سنت ہو
اور قوم کی سستی سے ترک نہیں کرنا چاہیے اور سوار رمضان کے وتر جماعت سے نہ پڑھیں اور رمضان میں وتر جماعت پڑھیں
جانا چاہیے کہ تراویح کے سنت ہونے میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک سنت ہو کہ ہوا اور بعضوں کے نزدیک سبب ہو اور ہوائے
میں میں لفظ سبب کا وارد ہوا اور اسی طرح جامع صغیر میں امام محمد کی مذکور ہے لیکن کہا صاحب ہائیے والاکم اھا کسۃ
لکذا روی الحسن مبنی ائی حنیفۃ لائۃ واخطب علیہ الخلفاء الراشدون والذین صلی اللہ علیہ
وسلم بین العذرتی تم لوالہ المواظبۃ وھو خشیۃ ان لکنت علینا یعنی صحیح یہ کہ تراویح سنت ہو اور ایسا ہی مدعیوں کا
حسب ابو حنیفہ سے کیونکہ مواظبت کی اوپر غلغلہ راشدین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا خدا کو ترک ہوا عبادت میں اور وہ خوف
اس بات کا فرض ہو جاوے اور کہ امام احمد بن حنبلہ و الاصولیین مولانا کمال الملک والدین نے فتح القدیر میں کہ ظاہر بقول ہے
کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمر سے ہوا اور وہ یہ کہ مروی ہے عبد الرحمن بن القاسمی کہ ان کے کھلا میں ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
ایک رات طرف سجدہ کے تھکا گاہ لوگ متفرق منتشر ہیں یعنی جدا جدا نماز پڑھ رہے ہیں کوئی شخص لکھنے پر مہتا ہوا اور کوئی شخص سجدہ کی
ساتھ آہٹیں سو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ اگر جمع کروں میں ان سبکو ایک قاری پڑھتا ہے البتہ اچھا ہوتا تو جمع کیا اذکوالابی
بن کعب پر پھر میں دوسری رات ان کے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھ رہے تھے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ
لنمیت الیومۃ ہذی یعنی آج ہی پر یہ بات روایت کیا اوسکو صاحب سن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے لایم کیا یہ تم اپنے اوپر سنت یہی اور سنت خلفاء راشدین کی بعد اس کے اور ایک حدیث میں آیا یہ کہ فرض کیے کہ تیر روز کا
فرض آتا ہے اونٹ کیا پیام اوسکا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذراؤ سے کہ ترک میں اور وہ عذریہ تھا کہ آپ کو خوف
فرض ہو جائے گا تھا جیسا کہ بیان کیا اوسکو ہنے باب الترتیب حدیث ابن عباس اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور جو حدیث میں ہے حضرت
رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد میں تو پڑھی ان کے ساتھ نماز لوگوں نے پھر دوسری رات پڑھی تو
بہت ہو آدمی پھر سب جمع ہوئے تیسری رات اور آپ نے کہا تو کہا آپ نے جب صبح ہوئی کہ سینے جانا جو تھے کیا لیکنا میں اسواٹے
نہ نکلا تیر فرض ہو جاوے رمضان میں تمنا زیادہ کیا بخاری کتاب الصوم میں ہوا انتقال کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یہ سبک ایسا ہی ہوا اور اوپر باب النوافل میں حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے بیان کر چکے کہ انھوں نے پوچھا خدا تعالیٰ سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان میں کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان اور غیر رمضان میں کیا کہنت
آنحضرت تھک اوجہ و اب کیا ابن ابی شیبہ نے منصف بن لو طہرانی نے اور صفی بن اوس اور یحییٰ بن ابی عباس

ابو بکر بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہے اور اس کے ضعف پر باوجود اس کے کہ مخالف ہی روایت صحیحہ کے مترجم کہتا ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ بن

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان میں ہر کئی گھنٹہ ہواؤں کے سواضعیف ہو سبباً ابو شیبہ برابر ہم پر نشان جہلاں
ابو بکر بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہے اور اس کے ضعف پر باوجود اس کے کہ مخالف ہی روایت صحیحہ کے مترجم کہتا ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ بن
واسطی کو ذکر کیا شمس الدین بن علی بن میزان الاعتدال میں کہ روایت کیا عثمان دارمی نے ابن جریج سے کہ وہ ثقہ نہیں ہیں اور کہا صحیح
ضعیف ہیں اور کہا بخاری سکوت کیا اس سے اور کہا انسائی نے متروکہ یہ حدیث اس کی اور نہ انکار ابو شیبہ سے ایک ہی حدیث
کیا جو تھی محدث بیان کی جیسے حضور بن ابی زاحم نے کہا حدیث بیان کی جیسے ابو شیبہ نے اس سے حکم سے اس سے متعہ سے
انھوں نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رمضان میں ہوا جہاں کے بیس رکعت اور تیرا ویر کچھ کسا
شیخ ابن الکھتم نے ابن کثیرین حضرت عمر غفرلہ ثابت ہوئے جو طائیفین ہیں یزید بن ومان سے کہا کہ تھے لوگ کہتے تھے جو نماز میں
میں ساتھ تھیں کہ جو کچھ کہتے ہیں تراویح کی کثرت اور تیرنہ کر کی اور روایت کیا جیسی نے معرفت میں سائب بن یزید سے
کہا کہ کہتے تھے تھے ہر زمانہ عمر میں ساتھ بیس رکعتوں اور وتر کے کما نوٹی خلاصہ میں اسناد اس کا صحیح ہے مترجم کہتا ہے کہ
روایت کیا ابن ابی شیبہ عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھا اے ان کے ساتھ بیس رکعتیں اور روایت کیا
ابو الحسنار کہ حضرت علی نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھا ان کے ساتھ بیس رکعتیں اور عبد العزیز بن رفیع سے کہا کہ تھے ابی
بن کعب نماز پڑھتے ساتھ آدمیوں کے مینے میں بیچ رمضان کے بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں اور بیچ انھوں نے ابی العزیز
کہ وہ پڑھتے تھے پنج تراویح رمضان میں اور وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور ابی اسحق سے انھوں نے جاری ہے کہ وہ اسات کثرت لوگوں کی
رمضان میں بات کو ساتھ بیس رکعتوں اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتوں اور قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور دعا کہ کسا
انھوں نے پایا سینے لوگوں کو اور وہ پڑھتے تھے تیس رکعتیں مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الکھتم کہ حال ہوا ان سے ایسے ایسے
کہ قیام رمضان کا سنت اور میں کیا رکعتیں میں مع وتر کے جہاں سے کیا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کر کیا بسبب خوف
فرضیت کے اور نہیں شک ہو کہ ان دونوں امروں میں سے کوئی امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متحقق ہوا تراویح سنت ہوگی اور کثرت میں
سنت مطلقاً راشدین کی ہیں اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیر لازم ہی سنت میری اور سنت مطلقاً راشدین کی بلاناہوت
سنت ان کی کہ اور یہ قول اس بات کو نہیں کہ تراویح کی بیس رکعتیں سنت ہو جائیں ہوا سبب کہ سنت اوس امر کو کہتے ہیں جبہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہو مگر عذر سے اور بقدر ہوشیاری کے مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا و
رکعت چوبیس سے تین رکعتیں ترکی ہوئیں تو اس صورت میں بیس رکعتیں مستحب ہوگی اور اٹھادان میں سے سنت جیسے کہ
چار رکعت بعد عشاء کے مستحب ہیں اور دو سنت اور ظاہر کلام مشائخ کا یہی ہے کہ سنت بیس رکعت ہیں اور مقتضی لہذا کا وہ ہے
جو پیشہ بیان کسب تو اس صورت میں اہل وہ ہر عقدوری میں ہر خطہ مستحب کا جو ذکر کیا صاحب ہدایہ انتہی قال شیخ ابن الہمام

فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے بیان میں

جانا چاہیے کہ خسوف یا کسوف کے تار یک ہی کو کہتے ہیں اور کسوف آفتاب کے تار یک ہی کو اور بعض ایک دوسرے بھلائی کہتے ہیں
اور ہندی میں اوسو کہتے ہیں کثرت میں خسوف کسوف کے امام جمعہ کا آدیون کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے
مانند فضل کے اور رکعت میں ایک کو کرے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکوع کرے اور قنوت کا ہر کرے اور طول آیت ہر کرے

کہ نماز پڑھی ہو آپ نے اگر ایک حدیث شافعیہ میں کہ نہیں تسک کیا جاوے گا ساتھ اس کے اور جی یہ کہ اکثر ائمہ حدیث میں نماز کا ذکر نہیں کیا ہے نہ نماز کا ذکر بعض احادیث میں وارد ہے بیان کیا اور کو شیخ ابن الہمام نے ورز روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں کتب سے انھوں نے
میں جی بن حصم سے انھوں نے حلاوی بن ابی مروان سلمی سے انھوں نے اپنے پاس کہا کہ کچھ ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے واسطے استسقا
سوز کیا کچھ گھر سے تھوڑے کی طرف کریں اور چاد کو نہ اوتھیں **ف** بعض احادیث میں چاد کو اوتھنا اخرج
نابت کی آخر حضرت علی علیہ السلام نے دہنا کنارہ چاد کا بائیں طرف کیا اور بائیں کنارہ دہنی طرف کیا اور چاد کا بائیں گویا اور بائیں چاد کا بائیں گویا
روایت کیا اور کو ابو داؤد کو اکثر احادیث میں اسکا ذکر نہیں ہوا سہلے ہمارے نزدیک کریں کہ شاید جزیہ میں داخل ہو **ف** اور جزیہ سے کوئی اور
کا ذکر کرتے ہیں اسلام میں کوئی اور جزیہ بندھا ہو تو وہی ہو اسطرح حاضر ہو کہ یہ عادیہ واسطے طہنزل مرت کے ہو اور اور بخت تہی ہو

باب فرض پانے کے بیان میں

جسے کہ نماز فجر یا مغرب تنہا شروع کی اور پھر تکبیر کی گئی واسطے جماعت کے نماز تو تھے اور جماعت سے بڑھے اگر چاہا ایک رکعت پڑھ چکا ہو
اور اگر ایک رکعت سے زیادہ پڑھ چکا ہو پھر منہ اٹھ کر منی اور کسی نماز تمام ہو چکی اور مغرب میں اکثر نماز ہو گئی اور اکثر کو حکم کی جی اور جسے شافعی
یا عصر یا عصر میں شروع کیا اور پھر تکبیر ہوئی پھر واسطے جماعت کے تو تھے اور مل جاؤ مگر اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دوسری رکعت میں
لو کے ساتھ ملائیں تاکہ ایک دو گانہ نفل پورا ہو جاوے اور ایک رکعت ضائع ہو جاوے فرمایا اللہ تعالیٰ نہ ولا تبطلوا اعمالکم
یعنی نہ باطل کر دینے غلوں کو بعد اس کے سلام پھر کے جماعت میں اور بغیر دوسری رکعت ملائے نہ تو تھے اور اگر ایک رکعت کر چکا ہو
تو تو تھوڑا اور جماعت میں شریک ہو گا اگر چار رکعتی نماز میں تین پڑھ چکا ہو اور تکبیر ہوئی نماز کو تمام کرے بعد اس کے نفل جماعت سے پڑھے
مگر عصر میں پھر امام کے ساتھ نہ پڑھے کیونکہ نفل بعد عصر کے مکروہ ہیں اور اگر مسجد میں اذان ہو گئی تو مسجد سے نکلنا قبل نماز کے مکروہ ہے
ف کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ مولیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے
کہانی اذان مسجد میں پھر کلام پڑھی جانتے اور وہ پھر آئینا ارادہ نہیں کیا کہ سو دو منافق ہو اور روایت کیا ابو داؤد و مرسل میں
سعید بن مسیب کہ فرمایا حضرت سلمیٰ علیہ السلام نے نہیں نکلتا ہو کوئی شخص مسجد سے بعد اذان کے کہ منافق لیکن جس شخص کو کسی جانتے
نکلا ہو اور وہ پھر آئے کا ارادہ رکھتا ہو اور مرسل سعید قبول ہیں بالاتفاق کیونکہ پایا ان لوگوں نے اذان مرسل کو مسامحہ اور
روایت کیا جماعت نے سوا ہمارے ابوالشفا کہما کہ تم ہم ساتھ حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نکلا ایک
شخص جب اذان دی ہو تو نہ تبت کہا ابو ہریرہ نے کہ اس شخص نے نافرمانی کی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابو القاسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی گنت ہو اور روایت کیا ابو سکوان بن ابی ہشیم سنہ میں اور زیادہ کیا اوسمیں کہ حکم کیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکلو مسجد سے
بعد اذان کے **ص** اور اگر ظہر یا عشاء کے وقت مسجد میں قیامت ہوئی مکروہ ہے کہ قبل نماز کے وہاں سے نکلے اگر چاہے نماز پڑھ چکا ہو
مگر یہ کہ دوسری جماعت کا مقیم ہو اور فجر عصر مغرب میں اگر نکل جاوے تو جائز ہے بغیر است کے اگرچہ تکبیر ہو چکی ہو کیونکہ اگر جماعت میں
شریک ہو جاوے گا تو وہ نماز نفل ہوگی اور نفل بعد فجر اور عصر کے مکروہ ہے اور مغرب میں تین گنت میں اور تین رکعت نفل شروع نہیں
ہو چو نہیں نہ تاہم اگر گنت فجر کی پڑھو گا تو نماز فرض جماعت سے نہ لیگی صفت کو ترک کرے اور جو ایک رکعت نفل کی امید ہو تو
ترک کرے اور اگر صفت فجر کی دن کو تو تھوڑے ہی تو عشاء کو نہ سب تک کا آفتاب نہ **ف** کیونکہ فرض تو پڑھ چکا اور فقہ حنفی میں

یعنی کسی اور جگہ کا
نماز پڑھنا اور اس کے
نہاں سے ملنا
جہت و تہمتی
منہ مدخل

ماہ
فہرست کتب
سائنس اور ادب
غیر ان میں
نہیں ہے

اور نفل بعد فجر کے کر وہ ہر صبح تک آفتاب نکلے اور دلیل اس کی گزری **ص** اور بعد آفتاب نکلے
بھی شیخین کے نزدیک قضا کرے اور امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال
کے نہ کرے اور اگر ساتھ فرض کے فوت ہوئی ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دو دنوں
کی قضا کرے اور بعض مشائخ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور بعض کے نزدیک بعد زوال کے قضا فرض کی قضا ہے
ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جبرائیل علیہ السلام میں فجر فوت ہوئی تھی تو آپ نے قضا کیا تھا اور کو ساتھ ہر صبح
قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے عادت تھے اور یہ حدیث شرح ہو قایہ میں موجود ہے اور روایت ہی ابو قتادہ سے کہ ایک سیر کی گئی تھی
ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے کاشکے تھے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپ نے خوف کرا ہوں میں کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے جگا دو گھاسیں آپ کو اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ٹوکیا دیکھا کہ نخل آبا کنارہ عاقبت کچا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہاں گیا وہ جو تھکے کہا تھا اور جواب یا بلال نے کہ ابھی یہی
نیند آج تک مجھ کو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے قبض کر لیں ارواح تمہاری اور پھر پھر دیتا ہے حیوت
جاہتا ہے ہی بلال کھڑا ہوا اور اذان دے نا کی اور وضو کیا اور جب بلند ہو گیا آفتاب اور سپید ہو اٹھ رہے ہوئے آپ اور نماز پڑھا
جماعت سے روایت کیا اسکو نماز ہی سلم بودا و دوسا ئی ترمذی وغیرہم نے اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ جب جگا یا اوکو آفتاب کی
گرمی نے سو کھڑے ہوئے اور پہلے پھر اترے اور وضو کیا اور اذان دی بلال پھر بھی انھوں نے سنت فجر کی بعد اوسکے پڑھی
نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک نے زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کیا نسائی نے ابن عباس سے
اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازوں کی قضا کرے تو بھی اذان اور اقامت کے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم قطعاً سنت فجر
میں ہے کہ کو نہ اوسمین تاکید زیادہ ہے سب سنتوں سے اور باقی سنتوں میں یہ حکم نہیں **ص** سنت ظہر کی جا ہے خون ہو جاتے
جائیکا یا نہ تو رک کجا دیگی اور بعد فرض کے قبل دو گنا سنت کے پڑھ لیں اور رسول اللہ کو کوئی سنت قضا نہیں کیا دیگی **ف**
کیونکہ سنتین عصر اور عشا کی سبج ہیں اور مغرب کے اول میں سنت ہی نہیں اور مغرب و عشا کے بعد کی سنتیں اگرچہ سنت ہیں
لیکن اولی تاکید نہیں اور سنت فجر میں آپ نے ارشاد فرمایا صلوا تمہا و ان طردکم انکم التحیل یعنی پڑھ لو اون کو رکتوں کو اگرچہ
روزہ البین کو گھوڑے اور نہ چھوڑا و انکو روایت کیا اسکو ابو داؤد ابو ہریرہ اور اسناد اوسکا ضعیف ہے لیکن قابل قبول ہے
اوسمیں میں حضرت حایہ رحمہ اللہ سے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نگاہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اونٹن سائی
میں پڑھ کر دو رکتیں قبل فجر کے بہتر ہیں دنیا سے اور جواوسمین ہو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر میں کچھ جھجکا
چار رکت قبل ظہر کے نہ پوچھیگی اسکو شفاعت میری اور یہ حدیث ہے ابیہ میں کہ ما شیخ ابن الہمام و اکاملاذکر کا میں
حدیث سنیۃ الظہر فاکملہ یعنی جو ذکر کیا اسکو صحت سنت ظہر میں ہوا اسدا و اسکو جانتا ہے اور یہ حدیث انکو
نہیں ملی لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے چار رکت قبل ظہر کے اور دو رکتوں
قبل فجر کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوڑتے تھے اسکو بھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا ینکحوا رکتی لظہر

اور نماز پڑھی مغرب کی پھر اقامت کی اور نماز پڑھی عشا کی کہ تفری نے نہیں ہر ساتھ اسناد او سکی کے کچھ حرج لیکن ابو جعد نے اپنے باب میں بتو کہ نہیں سنائی وہ منقطع ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ منقطع در صورت فقہ ہونے اور یوں کہ مرسل میں داخل ہو اور ہر ہمارے نزدیک حجت ہو اور کہ شیخ محی الدین نووی خلاصہ میں کہ ابو جعد نے نہیں پایا اپنے باب کو اور بقول صحیح نہیں کہا بلکہ ابو سلیمان بن شمس نے تو فی ولولہ آیہ عبیدۃ سبعم سنین یعنی وفات کی عبداللہ بن مسعود اور ابو جعد سات برس کے قبل کیا شیخ ابن الہمام علاوہ اسکے اخراج کیا اسکا سنائی نے خدر سے اور ابن حبان صحیح میں اور روایت کیا بزار نے جابر بن عبداللہ ائہ علیہ الصلوٰۃ والسلام شغل من الخندق عن صلوٰۃ الظهر والعصر والمغرب والعشاء حتی دھبت ساعة من اللیل فامس ولا فاذن فاقام فصل الظهر ثم امس فاذن فاقام فصل العصر ثم امس فاذن فاقام فصل المغرب ثم امس فاذن فاقام فصل العشاء قال ملعل وجہ الاذن قوم یتذکرون فی ہذہ الساعۃ فیکملہ اور منی اس کے وہی ہیں جواب ہر گز نہیں لیکن ابن ہر نماز میں اذان ہو اور مسلمان اس کی عبدالکریم بن ابی الخضر ضعیف ہے ضعیف کیا اسکو ایہ حدیث نے نقل ترمذی غیر کے اور روایت کیا اس شخص کو صحیحین میں اور ابن حبان اور سوا ان کے بہت لوگوں نے اور حسیکو یاد ہو اگر اسے رات کو ترمذی نے پڑھے فجر کی نماز اس کی جائز ہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک نماز ہوگی اور اگر اسکو معلوم ہو کہ فرض عشا کے بعد نوا سنے پڑھے تھے اور سنت اور ترکو بلا وضو امام صاحب کے نزدیک فرض اور سنت کا اعادہ کرے اور ترکا اعادہ کرے اور صاحبین کے نزدیک ترکا بھی ماحاد کرے اور ترتیب کو ساقط کر دے یہی وقت کی تنگی تو سنا عشا اور دو ترفوت ہو گئے اور فجر کا وقت اتنا باقی ہے کہ پانچ رکعتیں پڑھ سکتا ہے صبح کی نماز اور دو پڑھ لے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور اگر نماز اور عصر فوت ہوئیں اور وقت نماز کا اتنا باقی ہے کہ سات رکعتیں پڑھ سکتا ہے نماز اور مغرب پڑھ لے اور بصل جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے مثلاً ادا پڑھنے کے وقت قضا یا دہری یا دہری پانچ نمازوں سے زیادہ اگر فوت ہو جائیں تو بھی ترتیب ساقط ہوتی ہے اگر چاہے ایک نماز یعنی چھ سے زیادہ ہوں یا حادث ہوں یعنی چھ سے کم ہوں یا چھ ہوں اور اگر کسی ایک عینے کی نمازیں قضا ہوئیں اور اسے نادہ ہو کہ وقتی نمازین پڑھنا شروع کرے پھر اسے ایک نماز چھوڑ دی اور اسکو یاد ہو تو اسکو وقتی پڑھنا بھی اور کرنے اس کے کے درست ہے اور اسی طرح اگر سارے عینے کی قضا نمازوں کو پڑھ لیا مگر ایک یا دو فرض باقی رہے تو اسکو ترتیب فرض میں کہ ترتیب جب ہے جب پانچ یا کم قضا ہوئیں چنانچہ سب ماکر لیا ترتیب کے باقی اور بعض نسخ کے نزدیک اگر چہ یا زیادہ اس نمازین پڑھ لیں اور پانچ یا کم باقی رہیں تو پھر ترتیب فرض ہو باقی ہے اور پھر لاندہب مختار امام شری کا ہے اور صاحب محیط نے کہا کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اگر کسی ایک نماز قضا ہو گئی تھی اور اسکو یاد تھی اور بغیر اس کے ادا کیے پانچ نمازین پڑھیں سب فاسد ہو گئی تو اگر ایک نماز اور پڑھ سب صحیح ہو جائیگی اور اگر نصف بعد پانچ نمازوں کے پڑھ لی وہ فرض نمازین سب نفل ہو جائیں گی نزدیک امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے اور ابان کو پھر پڑھنا پڑھ لیا اور امام محمد کے نزدیک نفل بھی نہ ہوگی بلکہ سب باطل ہو جائیں گی

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکَافِرِیْنَ الْفٰسِقِیْنَ

باب سجدہ سہو کے بیان میں

اگر ایک کن کو دوسرے کن پر مقدم کیا گیا کہ دو بار کیا یا کسی دوا جس کو بل دیا یا بھولے سے جھوڑا جیسے کوخ قبل قرأت کے

اَنْ اَبْرَاهِمَ كَانَ لَا يَذْكُرُنِي ثَلَاثًا صَلَّيْ اَوْ خَمْسًا مَلَّ اس حدیث کا یہ ہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام کے دو سجدے کیے اور اس طرح بہت حد تک اس باب میں آئی ہیں عاقل کو ایک شاہ کافی ہو اور روایت کیا بخاری بھی اس حدیث کو اور یہ حدیث ابن ابی حاتم علی کے مستند ہے کسی پر سجدہ لازم نہ آوے گا بلکہ امام کے سجدے اگر سجدہ کرے اور سجدہ بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد اس کے باقی نماز پڑھ لے اور جو وقت نماز ہو جائے اور پڑھنے کی طرف نزدیک ہو جائے اور سجدہ نہ کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو جائے اور سجدہ کرے اور چوتھا خیر ہے اگر بھول کے کھڑا ہو گیا جب تک کہ رکعت کا سجدہ نہیں کیا اگر یاد ہو کہ تو بیٹھ جائے اور سجدہ کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو فرض اس کے نفل ہو جائے ورنہ سجدہ کے ساتھ پہلی رکعت میں اگر پہلے سے ملا ہو **ف** اور یہ ان کی نسبت ہے جو سجدہ سے متنبہ نہ کیا کہ نفل شروع سے اگر نہوا ہو تو چوتھا نہیں ہوتا تمام کرنا اور سجدہ سے ایک رکعت کا اچھا ہو کہ نہ شروع نہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھنے کے لیے اخراج کیا اسکا ابن عبد البر نے ابو سعید خدری **ص** اور زکریا خیر ذکر کے بعد سجدے سے کھڑا ہو جاوے تو جب تک پہنچ کر رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہی بیٹھ جائے اور بعد سجدہ کے چلتے ایک نعت اور ملا ہو اور سجدہ سو کرے تو چار رکعتیں اولیٰ فرض اور سجدہ پہلی اور نفل سجدہ ہو گئی تو اگر اول نماز ہو تو اگر ایک قضا لازم نہ آوے گی اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر کے قاضی مقام ہو گئی۔ چوتھیں ان کے اعتقاد میں امام کی قضا اگر کھیا او سکوترہ قضا لازم آوے گی اور توڑ دیا تو قضا لازم آوے گی اور امام محمد کے نزدیک چوتھیں و سکوترہ چوتھے اور اگر توڑ دیا تو قضا لازم نہ آوے گی جسے امام قضا نہیں کرتا اور اگر دو رکعت نفل میں سو ہو سجدہ کرے اور بعد سجدہ کے بنیہ سلام اور نفل اس کے ساتھ نماز اور اگر ملا لیا تو درست ہو جاوے گا اور اگر کسی کو نماز میں سو ہو اور اخیر نماز بھی سو ہو کی نیت سلام پھیر لیا تو اگر او سے بعد سلام سجدہ نہ کیا تو گناہ یا سزا و فاسق ہو جاوے گا اور اگر سجدہ کیا تو وہ نماز میں ہو تو اگر او سے سلام کیا اور کہنے اس کے ساتھ اقتدا کی پھر او سے سجدہ سو کیا اقتدا اس کی صحیح ہو جاوے گی اور اگر نہ کیا تو اقتدا اس کی باطل ہو جاوے گی اور اگر سلام کیا اور قضا کر لیا اور پھر سجدہ سو کیا وضو اسکا باطل ہو جاوے گا اور اگر سجدہ نہ کیا تو باقی رکعتوں اور سلام پھیر اور وہ ساقط تھا او سے نیت قیامت کی کی پھر سجدہ سو کیا تو اب چار رکعتیں اور پھر فرض ہو جاوے گی اور اگر فرض کیا تو فرض ہو گئی اور اگر نماز میں سو ہو اور او سے توڑ دینے کی نیت سلام پھیر نیت اس کی باطل ہو گئی اور سجدہ سو کرنا او کو جائز ہو گا اور اگر نماز میں شک ہوئی کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اگر پہلی مرتبہ شک ہوئی ہو اور کبھی نہیں بول تھی تو نماز پھر شروع پڑے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میرے سونے جاتے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں ہے کہ ہر اسے نماز اور یہ حدیث ہر مین ہر اور محکم نہیں لی کہ شیخ ابن امام و ہوعریب **ص** اور اگر کئی بار شک ہو گئی ہو سوچے جو ذہن پر غالب ہو اور پھر عمل کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ و ابن حبان نے ابو حاتم نے بھی ابن مسعود کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میرے اپنی نماز میں سو چلے یہ کہ تلاش کرے صواب کو اور بنا کرے اور پھر سجدہ کرے دو سجدہ اور روایت کیا سوا بخاری کے ابو داؤد و ترمذی مالک وغیرہم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میرے اپنی نماز میں اور نہ جانے کہ تین پڑھیں یا چار پڑھیں تو چاہیے کہ دفعہ اول شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام کے تو اگر پڑھ لیا یا پھر کتنی شفاعت کر لی اس کی نماز

اور اگر کوئی عذر میں نفلت ہو گئی واسطے شیطان مردود کو اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی **ص** اور اگر سوچے میں کچھ معلوم ہو کہ کو اختیار کرے اور جسکو اخیر نماز کا جائے اس جگہ بیٹھ جائے تو اگر اسے شک کیا کہ میں کعتیں یا ہزارتین پڑھی ہوں اور کچھ اس کے ذہن کو معلوم نہ ہو کہ تین رکعت کو لیے لیکن بیٹھ کے پھر چوتھی رکعت پڑھے **ف** تاکہ قضا اخیر ترک ہو جاوے اور مروی ہے عبدالرحمن بن عوف کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سو کرے کوئی تم میں سے نماز میں نہ جائے گا ایک پڑھیں یا دو پڑھیں تو بنا کرے ایک پراور اگر نہ جاسے کہ دو پڑھیں یا تین پڑھیں تو بنا کرے دو پراور اگر نہ جائے کہ تین میں یا چار پڑھیں بنا کرے تین پراور سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام اگر ناسلام کیا اسکا ترمذی نے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے

باب بیمار کی نماز کے بیان میں

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہونے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے دو سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدہ اور رکوع پر بھی قادر نہ ہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز سجدہ کے واسطے نہ کھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہ ہو چٹ لیٹے اور پیر قبیلہ کی طرف کرے اور اشارے سے سر کے نماز پڑھے یا رکوع پڑھ لیتے مگر منہ قبیلہ کی طرف کرے اور چٹ لیٹنا بہتر ہو اور اگر اشارہ بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور آٹھ اور پک اور ذل سے اشارہ کرے **ف** روایت کیا ہمارے سوا مسلم کے عمران بن حصین کہ انہی جگہوں پر اور پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کما کما پڑھ کھڑے ہو اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو پہلو پر زیادہ کیا سنا ہے اور اگر قدرت نہ سکے توجہ لیٹ کے نہیں تخلیف دیتا ہوں کہ سیکو مگر موافق طاعت او کی کے اور نہیں کر کیا اشارہ کا لیکن حیثیت کے پڑھ لیتا تو بالضرور اشارہ سب سے پڑھ لے گا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدہ کے نہ کھے کیونکہ پہلے میں جہت ہو کہ اگر قدرت سکے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور زمین تو اشارہ کو اپنے سر سے اور یہ جہت اس لفظ سے نہیں ملے لیکن یہ ایسا بزار نے سند میں اور بیہقی نے معرفت میں جابجاء سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عادت کی ایک مریض کی جو دیکھا اسکو کہ سجدہ کرتا تو ٹیکے پر ہو چھینکے یا آپ نے بی او اس مریض ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اوپر اور حضرت عائشہ نے دیکھا کہ سجدہ کرتا تو زمین پر پڑھ اور زمین پر نہ کھڑے پڑھ اور کہ سجدہ کو زیادہ جھکا کے رکوع سے کما بزار نے نہیں بتا میں ہم کہ کسینہ روایت کیا ہو اسکو ثور سے مگر ابو بکر حفص نے اور ثابت کی اسکی عبدالوہاب اور عطاء ثور سے انتہی لیکن ابو بکر نقض ہی کما شیخ ابن الہمام نے اور میں کہتا ہوں کہ اس باب میں بہت آثار صحیحہ مروی ہو میں میں روایت کیا ابن ابی شیبہ ابن عمر سے کہ عیادت کی ماضون نے صفوان کی اور پایا انکو کہ سجدہ کرتے ہیں ٹیکے پر سوئے کیا انکو اور کہا کہ اشارہ سے پڑھ اور روایت کیا مسروق سے کہا کہ داخل ہو عبد اللہ اپنے بھائی پر تو دیکھا انکو کہ نماز پڑھتے ہیں لکڑی پر چھین لیا اسے اور دو رکیا اسکو اور کہا کہ اشارہ کر جہاں تک تیرا سر پہنچے اور روایت کیا جابر بن جهم سے کہا کہ پوچھا میں نے ابن عمر سے نماز مریض سے اوپر لکڑی کے کہا کہ نہیں بلکہ اگر تباہوں میں کو ساتھ عبادت ہو کر جگہ اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہو مرنے بیٹھ کے وردہ کروٹ لیکے اور روایت کیا عروہ کہ انہوں نے کہ مریض اشارہ کرے اور نہ اٹھائے اپنے منہ کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ کہ اس باب میں روایت ہے ابو سعید اور کئی طرف سے انہیں ابراہیم بن سعید بن اسید اور حسن اور شریح اور ابن یزید اور عطاء اور طاؤس اور مسروق سے اور روایت کیا

حضرت علیؓ نے سلمہؓ نے سجدہ اوپر ہو جو سے آیت سجدہ کو اور جو پڑھے اور سکو اور کہ شیخ ابن الہمام نے وَحَدَّثَنَا السَّجْدَةُ
 عَلٰی مِنْ سَمْعِهَا رَفَعَهُ غَرِيبٌ مِّنْ يَّحْدِثُ جَوْصَاحِبٍ دَايَمَ بَيَانِ كِي مَرْفُوعٌ هُوَ اسکا غریب ہوا اور اخراج کیا ابن ابی
 نے مصنف میں ابن عمرؓ سے کہ سجدہ اوپر ہو جسے سنا اور سکو اور بخاری میں ہی تعلیقاً کہا عثمانؓ نے کہ سجدہ اوپر ہو جسے سنا اور سکو
 اور اس جگہ کو اخراج کیا عبدالرزاقؓ نے أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الثَّوْمَرِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُثْمَانَ مَنَعَ يَدَيْهِ
 فَقَرَأَ السَّجْدَةَ لِيَسْجُدَ مَعَهُ عُثْمَانُ فَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّمَا الشُّجُوْدُ عَلَى مَنْ اسْتَمَعَ شَرْعًا مَشَى وَكَوَيْسُجْدَ بِنِي كَنْدَ
 حضرت عثمانؓ ایک قصہ خوان پر سو پڑھی اور سے آیت سجدہ کی تاکہ سجدہ کریں حضرت عثمانؓ ساتھ اس کے سو فرما حضرت عثمانؓ نے کہ سجدہ اوپر ہو
 جو سے پھر چلے گئے اور سجدہ کیا وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اور امام آیت سجدہ کی پڑھے مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدہ کرے اگرچہ آیت نہ پڑھے
 اور اگر مقتدی پڑھی امام اور مقتدی نذر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ کریں اور جو کوئی نماز میں تھا اور اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر
 مصلیٰ نے آیت سجدہ کی اور سنی جو اس کے ساتھ نماز میں نہ کر سکیں سجدہ کرے بعد نماز کے اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے
 سجدہ کرے اور نماز کو نہ ٹوٹائے اور اگر کہیں باہر نماز کے امام سے آیت سجدہ کی سنی ہو اور سنا تو سجدہ کرے یا اور رکعت میں امام کے ساتھ بعد نماز کے
 سجدہ کرے اور نماز کے اندر کرے اور اگر اسی رکعت میں قبل سجدہ کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد سجدہ کے ملا سجدہ کرے اور جو
 سجدہ نماز میں جب ہو ہی باہر نماز کے اور سکو قضا کرے اور اگر کہیں آیت باہر نماز کے پڑھی ہو قبل سجدہ کرنے کے نماز پڑھنے میں دخول ہو اور
 نماز میں پھر اسی آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ اور سکو کافی ہو اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز میں اسی آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے
 اور اگر ایک مجلس میں آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہو خواہ سب بار پڑھے کے اخیر میں سجدہ کیا یا ایک آیت پڑھے کہ سجدہ کیا اور
 پھر پڑھا کیا اور اگر ایک رکعت میں کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہو خواہ یکے بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک بار پڑھے کہ سجدہ کرے اور پھر
 کئی بار پڑھے اور اگر ایک رکعت میں آیت سجدہ کو پڑھا اور پھر دوسری رکعت میں بھی پڑھا امام ابی یوسفؓ کے نزدیک ایک سجدہ لازم آوے گا اور
 امام محمدؓ کے نزدیک دو سجدے اور اگر آیت سجدہ کو بدل یا یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی نہ ہو گا مثلاً ایک مجلس میں دو آیتیں سجدہ کی پڑھیں یا دو
 مجلس میں ایک آیت اور جو لاہر جو تاننا تبا تو آنے جائے میں مجلس اس کی بدل جاتی ہو اور وضعت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر جلاہا تو مجلس
 بدل جاتی ہو اور اگر ایک مجلس نے ایک مجلس میں کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سننے والے کی مجلسیں بن گئیں تو ہر مجلس سجدہ واجب ہو گئے اور اگر مجلسیں
 کی مجلسیں بدل گئیں سننے والے کی ایک ہی مجلس ہی قواوہ سجدہ لازم آوے گا اور ایک کلام سے دوسرے کلام کے شروع کرنے میں مجلسیں بدل گئیں
 اور سبیلج ایک مکان دوسرے مکان میں اور کوئے گھر یا سجدہ بنزلا ایک مکان میں اور ایک درخت کی شاخیں کئی مکان میں ظاہر روایت میں
 اور زیادہ کی روایت میں ایک مکان اور اگر بیٹھے سے اٹھ کر اٹھوا مجلس بدل گئی اور اگر کسی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اور بیٹھے سے کھڑی ہو گئی
 سجدہ بدل جائے اور اگر کہیں ساری عورت پڑھی اور آیت سجدہ کی پڑھی تو مکروہ ہو اور اگر آیت سجدہ کو پڑھا اور باقی عورت سجدہ کرے تو مکروہ علیہ ردو تھا
 یا ایک آیت اس کے ساتھ ملا تاخیر اور آیت سجدہ بھی پڑھنا سجدہ کی تاکہ کوئی نہ سنے اور کو سجدہ بھی لازم آوے گا اور زیادہ اس وقت کے جو ہو ہو

باب مسافر کی نماز کے بیان میں

جو شخص کہ تین دن یا تین رات کی راہ کا واسطہ چال سے ارادہ کرے اور شہر کے گھروں سے نکل جاوے تو وہ مسافر ہو اور واسطہ چال کی شکل میں
 اونٹ کی یا پیادگی ہو اور یا میں جب ہوا موافق ہو اور ہوا میں جو کچھ کہہ سکا کو لائی ہو وہ اور تین دن تین رات ہوا

نزدیک مت قصر کی ہو کیونکہ یہ بھی ایک سفر کی رخصتوں میں سے ہے جس سے سوڑے کا تین دن میں اس کو گھڑے سے فرائض سے ملے۔
 علیہ وسلم نے مسح کرنے سے پہلے ن اور ایک دات اور سافر میں دن اور تین ایت اور یہی حدیث ہماری حجت ہے اور امام شافعی کے
 نزدیک مت قصر کی ہلکے ن ایک ایت ہے اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے عطارد بن ابی رباح سے کہ کہا میں نے ابن عباس سے کہا قصر کر مین
 عوات تک کہ کہ کہ نہیں قصر کر مین تک کہ کہ کہ قصر کر مین میں طائف تک اور مسغان تک کہ کہ کہ ان اوہ ابی ایس یل تھا اور اشار کیا
 انھوں نے ماتھ سے اور دوسری روایت میں ہے کہ کہ کہ خبر دی کہ جو عطارد ابن عباس سے کہ کہ کہ قصر کر مین سے طائف تک اور قصر
 طائف مسغان اور طائف کے آخر حدیث تک اور دلیل امام شافعی کی کوئی نہ جو کہ نہیں ملے اور روایت ہے ان سے کہ کہ کہ قصر کر مین میں
 علیہ وسلم جب نکلے تھے تین میل قصر کرتے تھے اور میل کی فتح القدر میں ہے **مسافر کے واسطے** اگرچہ سفر سے اس کو گناہ کا
 قصد ہو جب تک کہ اپنے شہر میں داخل ہو یا آئے ہیں کہ کہ کہ نہ کسی شہر میں یا گانوں میں تب تک اس کے واسطے
 خست ہو یعنی اہواز ہے کہ چار کعتی نماز کو قصر کرے پھر اگر نیت کی مسافر نے آئے ہیں سے کہ کہ کہ نیت کی یا نیت کی اقامت کی حد تک
 یعنی آئے ہیں سے کہ کہ کہ نیت کی یا نیت کی اقامت کی حد تک یا نیت کی یا نیت کی اقامت کی حد تک یا نیت کی یا نیت کی اقامت کی حد تک
 تو ان صورتوں میں قصر کرے **ف** اگرچہ ایک سال یا زیادہ اسی طرح سے گزر جاوے کہ آج جاؤ گا یا کل جاؤ گا اور نیت پندرہ دن
 پہلے کی کرے اور پندرہ دن مت اقامت کے ہیں اور قیاس کیا اس کو فقہانے طہر کہ اس کی بھی اقل ت پندرہ دن میں اور بھی
 ماورہ بن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ان دونوں سے ملتا ہے کہ انھوں نے اِذَا قَدِمْتَ بَلَدًا وَأَنْتَ مُسَافِرٌ
 وَفِي نَفْسِكَ أَنْ تَقْدِرَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلَيْلَةً فَأَجْزِلُ الصَّلَاةِ بِمَا وَأَنْ كُنْتَ لَا تَذْكُرُ نِيَّتَ
 نَقَطْنَ فَأَقْصُرْ هَا بَيْنَ جَبِ آتَ تَوْكَلِي شَهْرٍ أَوْ تَوْسَافِرٍ أَوْ نِيَّتَ كَرَّ پندرہ دن پہلے کی تو پورا کر نماز کو اور اگر مین
 تو کہ کہ جاؤ گا وہاں سے تو قصر کر نماز کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہا کہ ابن عمر سے جب اجماع کرتے اور اقامت پندرہ دن
 تمام کرتے تھے نماز کو اور کہا امام محمد نے کتابا میں ثنا أَبُو حَنِيفَةَ ثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 بْنِ عَمْرِو قَالَ إِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَأَوْحَيْتَ نَفْسُكَ عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَةِ عَشَرَ يَوْمًا فَأَجْزِلُ الصَّلَاةِ
 وَإِنْ كُنْتَ لَا تَذْكُرُ نِيَّتَ نَقَطْنَ فَأَقْصُرْ مُوسَى اس کے وہی ہیں جو اوپر گزرتے تمام ہو انھوں نے فتح القدر کے ترجمہ
 کہا کہ اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے سعید بن اسیب سے کہا کہ جب جمع کرے نماز کو فی شخص پندرہ دن کی اقامت پر تمام کرے
 نماز کو اور سعید بن جبیر سے کہ کہ کہ جب اقامت کرے تو پندرہ دن پر تمام کر نماز کو اور کہا سفیان نے جب ارادہ کرے کوئی شخص کسی
 مقام پر پندرہ دن پہلے کا تو نماز کو تمام کرے جسے کہ ارادہ کرے اور جب نجانے کہ کب خلیج گا پڑے دو کہ تین اگرچہ گزر جاوے
 ایک سال اور یہی قول ہے اور نخی عبارت صنف ابن ابی شیبہ کی ہے **مسافر کے واسطے** اگر لشکر اسلام دار الحرب میں داخل ہو گیا اور اگرچہ
 قطع کو گیسو یا غیو کے تین دن والا سلام میں شہر کے باہر گیا تو ان سب صورتوں میں اگرچہ وہ سب اقامت کی مدت کی نیت
 کرینگے مگر غیر ہونگے نماز کو قصر کیجئے اس واسطے کہ وہ تقیم نہیں ہوتے ہیں اقامت کی نیت کرنے سے مگر نہ جائے لوگ اپنے خیموں میں
 اگر آئے ہیں سے کہ کہ کہ نیت کی یا نیت کی اقامت کی حد تک یا نیت کی یا نیت کی اقامت کی حد تک یا نیت کی یا نیت کی اقامت کی حد تک
 نہ جائے وغیرہ نہیں ان کی نیت اقامت کی جنگل میں مسجد نہیں اور اگر مسافر نے چاروں کعتیں پوری پڑھیں اور پہلے قصد مسجد میں

تو فرض ہو سکا تمام ہو گا اگر کنگار ہو اسلام کی تائید کرنے کے سبب اور اللہ تعالیٰ کا مقصد قبول کرنے سے اور کوئی چیز زیادہ ہو
 پر عین میں وہ فعل ہو جائیگی اور اگر پہلا قصد نہیں کیا تو نماز اسکی باطل ہو جائیگی کیونکہ مسافر پہلا قصد فرض ہو گا اگر مقیم نے
 امامت کی سفر کی نماز چار گانی کے قصد میں تو مسافر چار رکعت کا کرے اور وقت کے بعد مقیم مسافر کی امامت نہ کرے کیونکہ وقت میں مقیم
 تا بعد اسی مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہو جائیں ہیں اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہو کر نہیں بدلتا ہو اور اگر مسافر امام ہو تو اور
 مقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور مقیم پوری پڑھے اور سبب ہو کہ مسافر کہ دیوے کے تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھو اور میں قصر نماز ہو
ف ایک بار حضرت امام ابی یوسف کج کو مارون رشید بادشاہ کے ساتھ تشریف لیا کرتے تو نماز میں بھی آپ نے رشید کے ساتھ دونوں
 یعنی قصر کیا اور سلام پھیرے یکمالہ تمام کو نماز میں اپنی ای ایل کہ ہم مسافر ہیں تو کہا ایک شخص نے انہیں کہ میں نے یاد ہوں میں نے
 اور حاکم یاد ہوں میں نے کہا امام صاحب کہ اگر توفیق ہو تاں کھانا کھاتا تو نماز میں ایسا ہی کرتے صحابہ میں **ص** اور اگر ایک شخص نے
 اپنے وطن اصلی کو چھوڑ کے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا تو پہلا وطن بھی باطل ہو جائیگا اور دونوں ملک کے درمیان میں سفر کی ہو
 خواہ ہو وہاں تک کہ اگر وہ اس پہلے وطن اصلی میں داخل ہوا تو بغیر اقامت کی نیست کے مقیم ہو گا اگر وطن اصلی سفر کرنے سے نہیں باطل
 ہوتا ہی یہاں تک کہ اگر مسافر وطن اصلی میں داخل ہوا تو فی الفور داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائیگا اور لیکن وطن اقامت کا یعنی جہنم میں
 پندرہ روز رہنے کی نیت کی ہو وہ باطل ہوتا ہی دوسری جگہ کے وطن اقامت سے مثلاً ایک شخص کا وطن اقامت کسی جگہ پر تھا پھر اس نے
 دوسری جگہ کو وطن اقامت کیا اگرچہ اوں دونوں کے درمیان میں سفر کی زمین ہو تو اس وقت میں پہلی جگہ وطن اقامت نہ رہیگی تاکہ
 کہ اگر وطن اقامت میں پھر داخل ہوا تو بغیر نیت اقامت کے مقیم ہو گا اور اسی طرح سے اگر وطن اقامت اپنے وطن اصلی کی طرف ہوا تو
 وطن اقامت باقی رہیگی اور وطن اصلی کو کو کہتے ہیں جو اسکا اصل سکون ہو اور سفر اور حضر دونوں قضا نمازوں کو نہیں مٹاتے ہیں
 تو اگر سفر کی قضا نمازوں کو حضر میں قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نمازوں کو سفر میں پڑھے تو قصر کرے اور حضر کہتے ہیں اقامت کو

باب جمعہ کی نماز کے بیان میں

جمعہ کے فرض ہونے کیواسطے کئی شرطیں ہیں پہلے شہر میں مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہیں دوسرے ستر مستدرست ہونا یا پر
 جمعہ واجب نہیں تیسرے آزاد ہونا غلام پر جمعہ واجب نہیں چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہیں پانچویں بالغ ہونا اگر کے پروا نہیں
 جیسے حائل ہونا دیوانے پر واجب نہیں ساگوین آنکھ کا سلاست ہونا مانڈے پر واجب نہیں آٹھویں پانوں کی سلاست ہونا لنگڑے پر
 جمعہ واجب نہیں اور اگر وہ شخص سب جمعہ واجب نہیں حاضر ہو کر جمعہ ادا کرے تو درست ہو طبع کا فرض ادا سکا ادا ہو جائیگا اور
 جسے کے ادا کیواسطے بھی شرطیں ہیں پہلی یکہ شہر ہو کہ خواہ شہر کا کنارہ **ف** جانا جائے کہ جمعہ فرض ہو سکے اور کفار
 ساتھ کتاب و سنت اور اجماع کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَإِذَا كُنْزُكَ لِلصَّلَاةِ مِنْ قَوْمٍ مُّجْتَمِعَةٍ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ**
 یعنی جب بیکار کیا تو نماز کیواسطے دن جسے کہ تو دوڑ دو واسطے ذکر خدا تعالیٰ کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **مُجْتَمِعَةٍ**
حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ أَوْ أَرَبَةٍ عَدْلٍ كَلِمَاتٍ أَوْ أَمْرٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ كَهْرٍ يَحْتَمِلُ یعنی جمعہ حق ہے ہر مسلمان پر
 ہر مسلمان پر جماعت مگر جابر شخص پر غلام اور عورت اور لڑکا اور بیمار پر روایت کیا اسکو ابو داؤد نے طارق بن شہاب کو کہا
 میں نے یہ کہ طارق بن شہاب نے خطا اخذ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور روایت نہیں کی اور یہ قول کچھ سبکی حد کا خارج نہیں

کیونکہ صحابی ہونے میں فقط دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہی اور نہ حدیث میں کیونکہ غایت یہ کہ حدیث میں اس کی روایت ہو گئی اور نہ خصوصاً صاحب صحابی کی ہجو و توجہت ہو کہ انہوں نے حدیث اور شرط تشریح کی ہو اور اخراج کیا بھیقی نہ طریق ہمارے تیسرے تیسرے کفر یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ واجب ہو مگر اوپر لائے اور غلام اور سافر کے اور روایت کیا اور کو طبرانی نے عالم میں اور وہ میں زیادہ کیا عورت اور مریض کو اور مروی ہو کہ ابو الجحیم تیسری اور تھی اور کو سمجھتے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے چھو کہ تین جیسے سستی ہو مگر دیکھا اللہ اسکے دل پر روایت کیا اور کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اور کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے چھوئے تین جیسے برابر لکھا اور یحییٰ بن یزید روایت کیا اور کو طبرانی نے معجم کبیر میں حدیث جابر جفی سے اور وہ ضعیف ہو لیکن اسکے واسطے بہت خواہد میں تعذر کر رہی تھیں جابر کی اور غسل بھی دن جسے کے سنت ہو اور گندہ ریاں اور سکا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دن جسے سے کہا کہ غسل دن جسے اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دن جسے سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لائے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر تو اس پر ستر ہزار عید ہو دن جسے کے مگر عورت اور لڑکے اور غلام اور مریض پر اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں جمع ہو اور تشریق اور عید فطر اور سعی مگر سب جمع یا برس شہر میں اور مثل اسکے مروی ہو ضعیف سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا اور کو ابن خرم نے اور اسناد اور سکا یہ ہو حدیث شاکر بن عیسیٰ عن منصور بن عوف عن طلحہ بن سعد عن عبد بن عبد الرحمن انتمی اور یہ اسناد صحیح ہو اور وہ جو روایت کیا اور کو ابن عباس نے کہ اول جمعہ جو پڑھا بعد جمعہ کے مسجد رسول اللہ میں تھا ایک قریے میں یعنی گافون میں کچھ اسکے خلاف نہیں کیونکہ قریہ کا اطلاق عرب کے عرف میں شہر پر ہوتا ہے اور شاہد ہے اسکا کلام اللہ تعالیٰ کلام لا یتکلم هذا القرآن علی رجل من القرآن کی عظیمیہ اور اس جگہ قرین سے مراد کہ اور طائف ہو اور زمین شک ہو اس بات میں کہ شہر ہو اور پہلے میں اس حدیث کو رفع کیا ہو لیکن مرفوع نہیں پائی گئی واللہ اعلم بالصواب اور شہر کی تفسیر میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہو کہ جس جا پر امیر اور قاضی ہو گو کہ شہر کا حکم جاری کرے اور حد کو قائم کرے اور بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہو کہ جو بوقت و مانجے لوگ جمع ہو وہیں تو اس جگہ کی بڑی مسجد میں ساوین اور صاحب قایم نے اسی کو اختیار کیا ہے اور شہر کا کنارہ وہ ہو جو مقام شہر کے متصل ہو کہ اور شہر کے فائدے کی واسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑا دوڑانے کی واسطے یا لشکر اور فوج کی واسطے یا مرد و فوج کرنے کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جمعہ کا پڑھنا حج کے موقع میں بنامین غلیفہ کی واسطے اور امیر حجاز کی واسطے درست ہو اور امیر یوم کو واسطے اور عرفات میں درست نہیں دوسری شرط یہ کہ شہر ہو یا کو سکا نائب تیسری شرط یہ کہ طہار و قوت ہو **قوت** یعنی قیامت کے وقت نذر کے اور زوال آفتاب کے جمعہ درست نہیں کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بادل ہو جاوے آفتاب تو پڑھ ساتھ آدمیوں کے جسے کو ایسا ہی ہو یا نہ میں یا دوسری حدیث مروی ہوئی ہے کہ صعب بن سحر کو جب بھیجا اور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سے کہ کہ پڑھ جسے کو جب بادل ہو جاوے آفتاب تو صحیح بخاری میں حضرت انس مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے جسے کو جب بادل ہو جاوے آفتاب اور روایت کیا مسلم نے سلمیٰ بن اکیع سے کہ تھے ہم جب پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب زوال ہوتا تھا آفتاب کا اور لیکن یہ روایت کیا دارقطنی نے

منہ سے بھڑکی
میں خالی تھی جو
بوجھ چکا تو ضرور
اُس کے دل میں
کہہ بہا کہہ کر
اچھ کر چھ
پینا پنا خالص
پیشہ

صورت میں قول ابوداؤد کا اور تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے **ص** اور جب پہلی اذان ہو تو تب لوگ خریدنا بیچنا چھوڑ دیں *
ف اور جمعے کی طرف متوجہ ہوں ہو سکتے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاَسْعُوا اِلٰی ذِكْرِ اللَّهِ وَذِكْرُ اللَّهِ بَيْعٌ طَيِّبٌ دُونَ دُرٍّ
یا اللہ کے اور چھوڑ دو بیع یعنی بیچنے کو **ص** اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اٹھے نماز اور بات حرام ہوسانی **ف** کیونکہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکلے امام تو نہ نماز ہی نہ کلام اور نہ رفع اسکا غریب ہی اور معروف یہ کہ یہ کلام نہ ہری کا ہی روایت
اسکو مالک نے سوطا میں کہا کہ نکلنا امام کا منع کرتا ہی نماز کو اور کلام اسکا منع کرتا ہی کلام کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف
علاء سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر کو وہ کہتے تھے نماز اور کلام کو بعد نکلنے امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ **ثَنَا عَتَاذُ**
بْنُ الْوَلَاءِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ أَذْرَكْتُ عُمَرَ
وَعُمَرَ تَكَانَ لِمَامٍ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَكْنَا الصَّلَاةَ وَالْكَلَامَ یعنی پاپا بیٹے عمار و عثمان کو کہ جب نکلنا
امام دن جمعے کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسکا اور بھی روایت کی عروہ کہ امام کہ جب نکلے
امام نہ پڑھتے نہ نماز اور نہ کلام کی جو شخص آئے دن جمعے کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز نہ پڑھے اور خارج کیا
علی سے ابو ہریرہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہی سولہ کو کیا ہے اور جو شخص
کیا اسکا بعض لوگوں نے کہ آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھتی تو نماز کی طاعت کہا میں کہا کہ
پڑھ دو کہ سنتیں انہو کیونکہ دوسری روایت میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ
پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو کہ تین اور بار سے ہے آپ خطبے سے یہاں تک کہ فارغ ہوا
وہ شخص نماز خارج کیا اسکا دارقطنی نے اور کہا کہ اسکا عبید بن محمد عبید بن محمد عبید بن اور وہم کہا او سمین بن کلالہ دارقطنی
احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل اور او سمین کہ استطار کیا آپ اسکا اور کہا کہ یہ مرسل صواب ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مرسل صحیح ہے
تو اس کے مقتضی پر عمل ضروری ہے اسناد او سکازیات ہے جبکہ باقبل کے معارض ہو کیونکہ اور حدیث میں اسکا ذکر نہیں ہے یہ کہ
اسکا مخالف مذکور ہے اور زیادت ثعلبی مقبول ہے اور فقط زیادت اسکی موجب غلط نہیں ورنہ یہ مقبول کیسا کہ زیادت سلم کی ہے
حدیث میں **وَاللَّهُ اعْلَمُ** **ص** جب تک کہ تمام کرے خطبہ کہ اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کی جاوے دوسری بار امام
آگے **ف** اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں فقط یہی اذان تھی روایت کیا جامع نے سو سلم کے صاحب بن یزید
کہا کہ تھی اذان دن جمعے کے اول اس کے جب امام بیٹھتا تھا منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رٹن میں اور ابو بکر اور عمر کے سوجب
خلافت ہوئی عثمان کی زیادہ کیا دوسری اذان کو او ابن ماجہ میں ہے کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک گھر میں کہ امام و سکازواتھا
بازار میں اور بعض ولایتوں میں کہ زیادہ کی حضرت عثمان نے تیسری اذان اور تیسری اذان اس سے ہے کہ ایک اقامت کو بھی اذان
شمار کیا ہو جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَوةٌ یعنی درمیان دو نون اذانوں کے نماز ہو سنی
ایک اذان اور ایک اقامت کو دفع ہو گیا اس سے وہ اعتراض جو دار کیا اسکو بعض لوگوں نے کہ اذان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھتے تھے اور اس کے بعد نماز تو سنتیں کہ وقت ہو میں کہوں کہ یا اول اذان ختم ہونے کے وقت میں تھی اور وہ جواب ہے یا اسکا
بعض لوگوں نے کہ سنتیں پڑھتے تھے بعد اذان کے تو وہ جہالت ہے کیونکہ یہ اذان تھیں جتنی ہر خطبے کے بلا فصل آئے اور جائز ہے بات

حضرت علیؓ و سلم بعد زوال کے نکلے ہوں اور سنتیں پڑھتے ہوں اور پھر اذان کے خطبہ شروع ہوتا ہو کیونکہ اوپر بھی اذان پڑھائی جاتی ہے۔
 بیان کر چکا کہ حضرت علیؓ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد زوال آقا کے دو کھتین اور کہتے تھے کہ یہ دو ساعت بڑے گھوڑے جاتے
 ہیں دو سین و دو کلا اسکا کہ تو میں جاتا ہوں کہ پڑھے میری جانب سے اوس وقت میں کوئی عمل نیک **ص** اور لوگ امام کی طرف
 مومنہ کر کے خطبہ سنیں اور امام ہاتھ ہاتھ کھڑا ہو کے دو خطبے پڑھے اور اون دو نوک کے بیچ میں ایک بار بیٹھے **ف** کیونکہ امام
 ابن ابی شیبہ نے صنف میں ثنا الحارثی عن حجاج عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی ﷺ اللہ
 علیہ وسلم انہ کان یخطب یوم الجمعة قائما ثم یقع ثم یقوم یمشی یمشی یعنی اسحضرت علیؓ علیہ وسلم
 تھے خطبہ پڑھتے دن جمعہ کے کھڑے ہو کے پھر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو کے خطبہ پڑھتے تھے **ص** اور جب خطبہ تمام ہو جاتا ہے
 تب قیامت کہی جاتا کہ اور امام لوگوں کے ساتھ دو کھتین پڑھاوے **ف** جانا پاپا یہ کہ خطبہ طول کرنا نہایت مکروہ ہے روایت کیا
 ابن ابی شیبہ: غیر وہ نے جابر بن عمر سے کہ رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم خطبہ کا قصہ کرتا دینار کا بھی قصہ کرتا اور کہا حضرت عبداللہ بن مسعود
 کہ قصہ خطبہ کا او طول نماز کا منبر میں بیٹھنے سے اس شخص کے اوڑھنے سے مروی ہے کہ منع کیا کہ لوگ لنگول کر رہیں خطبہ کو بیٹھنا برا ہے
 میں ہی اور بت مذمت بیان کی اسحضرت علیؓ علیہ وسلم نے اون لوگوں کی جو طوع کرتے ہیں خطبہ کا اور نماز میں کھڑے رہنے
 اور یہ علامت قیامت میں سے آپ نے ارشاد فرمایا اور اسی طرح یہ جو لوگوں کی عادت ہو کہ دو خطبوں کے بیچ میں جب امام بیٹھتا
 تو وہ عامانگتے ہیں بدعت ہی اور نہایت مکروہ ہی اور اسی طرح قبل نماز جمعہ کے جو لوگ الصلوۃ الصلوۃ کے
 بکالتے ہیں بدعت ہی اور بجز نماز نہیں اور جمعہ کے دن کپڑے بدلنا خوشبو لگانا مستحب ہے حدیث میں جمعہ کو عید فرمایا اور فقط

باب عیدین کی نماز کے بیان میں

استحب ہر عید فطر کے روز نماز کے پہلے کھانا کھانے اور سواک کرے اور غسل کرے اور خوشبو ملے اور اپنا پہنا پہنچائے
لیکن نماز کے پہلے کھانا کھانا خصوصاً جب کہ کھانا یا تھا جو مستحب ہے کیونکہ تسبیح بخاری میں ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نہیں دیکھتے تھے واسطے نماز عید کے یہاں تک کہ کھانا لیتے تھے کچھ خرما اور کھاتے تھے اور نکو طاق اور لیکن سواک کرنا سوا سوا سوا
ہر قسم اور نماز کے وقت سنت ہے اور لیکن غسل کرنا سوا بیان اسکا غسل کے باب میں گذرا اور لیکن خوشبو ملنا تو اسواسطے کہ یہ دن
خوشی کا ہے اور اجتماع کا اور جب کہ جسے میں خوشبو لگانا مستحب ہے تو عیدین میں بطریق اولیٰ مستحب ہوگا اور اچھا کپڑا پہننے کیونکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے پہنتے دن عید کے ایک جیسے عبت تھا یا کسی اور کپڑے سے اور یہ حدیث ہے میں روا روایت
یعنی نے ماندا اسکے طریق شافعی سے اور اخراج کیا طبرانی نے اوسط میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے دن عید کے ایک کپڑا
سرخ اور جوڑا سرخ اسے عبارت ہو کہ میں ایک کپڑا ہوتا ہے اور میں خط ہوتے ہیں سرخ اور بنبرص اور صدقہ فطر کا اداکرے
ف اور بیان اسکا کتاب الزکوٰۃ میں آویگا ص اور مسجد کی طرف کبیر آہستہ آہستہ کہتا ہوا جاؤ ف خلافت
کبیر میں ہر عید فطر میں اصل کبیر میں کیونکہ وہ عموم ذکر خدا میں داخل ہے تو نزدیک صاحبین کے جہر کرے جیسا کہ عید قربان میں اور اہم
کے نزدیک جہر کرے اور ایک روایت میں ان سے جہر کرے اور کما امام صاحب نے کہ جہر کرنا اور آواز کا بلند کرنا ساتھ ذکر کے عبت
اور مخالف ہے اللہ تعالیٰ کے قول کے **وَاذْكُرْ ذِكْرًا تَبْتَ** **رَفِيْ نَفْسِكَ تَضَرَّعًا وَخِيفَةً وَذِكْرًا** **الْجَمْعُ مِنَ الْفَعْلِ** یعنی یاد کرنا

بَعْدَ ذَٰلِكَ وَالشَّمْسُ تَغْمِسُ رِجْلَهَا ذَا لِيلَةٍ أَلَمَّا خَضِعَتِ الْمَاضِيَةُ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِالْفُطْيِ فَأَفْطَرُوا فِي ذَلِكَ السَّاعَةِ وَحَرَّجَ كُلُّهُمْ مِنَ الْغَدَاةِ فَصَلَّوْا بَعْدَ صَلَوةِ الْيَمِينِ تَحْتِيقًا بِمَا نَبُذُوا مِنْهُ
لوگوں پر خبرات میں رمضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو صبح کو انھوں نے روزہ رکھا اور آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
باسمہ زکال لوگ کا انھوں نے دیکھا چاند کو شب گزشتہ میں پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فطر کا اور کھانا انھوں نے
روزہ ماویٰ وقت اور مکے آپ ساتھ اپنے دو سر روزہ صبح کے وقت اور پھر بھی ساتھ اپنے عید کی نماز **ص** اور امام قتیبہ چون
ساتھ دو رکعت پڑھا کہ اس طرح سے کہ پہلے کبیر تحریر کیے اور پھر ثلث پڑھے بعد اس کے تین کبیر کیے تب فاتحہ اور سورت پڑھے
تب کو کرے کبیر پڑھا ہوا اور دوسری رکعت میں پہلے قرآن پڑھا شروع کرے اور بعد قرات کے تین کبیر کیے اور پھر ایک کبیر
اور کھانے کو ع میں جاکر اور چھ کبیر بن جو زیادہ ہیں ان میں باتھا اوٹھائے اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے ان میں احکام فطر کے
بتائے **ف** جانا چاہیے کہ کبیرات ہمارے نزدیک عیدین میں چھ چھ ہیں اور احادیث میں مختلف اس میں وارد ہوئی ہیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اور چھ ہیں لیکن جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے سو یہ کہ روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبیر کہتے عیدین میں سات اہل کعبہ میں اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرات کے سوا دو کبیر
کو جمع کے اور یہی مذہب ہی امام شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کیا اس کو حاکم نے اور کہا کہ لغو کیا ساتھ اس کے ابن ابی شیبہ اور
تحقیق کہ ہشما کیا اس سے مسلم نے اور کہا کہ اس باب میں مروی ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور طریق اس کے
فاسد ہیں یعنی ضعیف ہیں اور سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کبیر عید فطر میں سات میں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور قرات دونوں کھوتوں میں بعد ان کے پڑا دیکھا اور فطری
اور پانچ دوسری رکعت میں جو ان کے نماز کے کما نووی نے کہا ترمذی نے علل میں کہ پوچھا میں نے جاسی اس حدیث کو سو کہا کہ وہ صحیح ہے
اور خارج کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبد اللہ انھوں نے اپنے باپ عبد اللہ انھوں نے اپنے دادا عون ترمذی سے کہ سوال کیا
علیہ وسلم کبیر کبھی عیدین میں اول رکعت میں سات قبل قرات کے اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرات کے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن
اور وہ اچھی ہے سبب ثبوت میں جو مروی ہیں اس باب میں اور کہا ترمذی نے علل میں کہ پوچھا میں نے جاسی اس حدیث کو سو کہا کہ بہت صحیح ہے
اس باب میں کوئی حدیث اس حدیث سے اور اسی اخذ کرنا ہونے اور مروی ہوئیں چند حدیثیں ہوا لے کہ موافق ہیں ان حدیثوں کی اور
سنن ابو داؤد میں ہے جو معارض اس کی ہے کہ پوچھا سعید بن العاص ابو موسیٰ شمری اور حذیفہ بن الیمان کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کبیر کہتے تھے نہی اور عید فطر میں سو کہا ابو موسیٰ کہ تھے کبیر کہتے چار مثل کبیر چار کے سو کہا حذیفہ نے سچ کہا پھر کہا
ابو موسیٰ ایسا ہی کہہ دیتا تھا میں کبیر کہتا تھا کہ اس حدیث تک اور سکوت کیا اس سے ابو داؤد نے پھر ترمذی نے اپنی مختصر میں اور یہ روایت
برابر دوسروں کے کہ کبیر کہتا تھا کہ اس حدیث کی اس کی حذیفہ تو گویا انھوں نے بھی روایت کیا اس کو اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے صحیح کر
واسطے اس حدیث کے اور جو ضعیف کیا ابن الجوزی اس کو بسبب ضعیف عبدالرحمن بن ثوبان کے اور نقل کیا اس کو ابن حبیب اور
امام احمد معارض نے پھر نقل صاحب تنبیج کے ابی کتب میں کہ توشیح کی اس کی بہت لوگوں نے کہا ابن حبیب نے نہیں حرج ہے ساتھ اس کے
لیکن ہنادین اس کی ابو عایشہ کہ کہا ابن العطار نے نہیں جاتا ہوں میں حال اس کا اور کہا ابن خرم نے جہول ہے بلکہ اگر مسلم ہو تو بھی

۱۶۰

عبدالرحمن بن ثوبان ابو عایشہ

ابن ابی شیبہ کی ضعیف ہے کہ وہ نگاہ ہو اضطراب و حسرت کا تو کہی تو او سمین بن عی بن طبعۃ عن یزید بن حبیب عن الزهری اور کہی ہے عن حفص بن الزهری اور بعض میں ہے عن ابن طبعۃ عن ابی الاسود عن عمر بن الخطاب علیہ السلام کہ بعض میں ہے عن الاسود عن ابی ہریرۃ کہ ما دارقطنی نے کہ اضطراب ہوا سمین بوجہ ابن ابی شیبہ اور جو اور دو حدیثیں بیان کیں منع کیا ان کی تصحیح کو ابن القطان نے اپنی کتاب میں اور کہا او سنے کہ کثیر بن عبد اللہ کا نزدیک محدثین کے متروک ہے اور کہا احمد نے کہ کچھ نہیں اور نہیں روایت کی ماوس بن اسد میں اور ایسا ہی کہا ابن عیینہ اور کہا انسائی اور دارقطنی نے متروک ہے اور کہا ابو زر مہدی وہابی حدیث اس کی یعنی ضعیف ہے اور کہا امام احمد نے نہیں ہے کثیر بن عبد بن یزید علیہ السلام سے کوئی حدیث صحیح لیکن سند بکڑی گئی ہے او سمین ہاتھ قول ابو ہریرۃ اور لیکن جو مروی ہے صحیح ہے سو کمالا عبد الرحمن ثنا سفیان الثوری عن ابی یوسف عن علقمہ و الاسود عن ابن مسعود عن کان یکن فی البیت فی العید بنیعیسا انما قبل القضاۃ فقامت کثیر بن عبد اللہ و فی الثانیۃ بقا افاذ افرغ لکنا اذبعنا یعنی بن کثیر کہتے عیدین بن ابی کثیر بن جابر قبل قرات کے پھر کہتے تھے اور کوع کرتے تھے اور دوسری رکعت میں قرات کرتے تھے اور جابر بن جابر قرات کے پھر کہتے تھے جابر اور اول رکعت میں تین کثیر بن عبد کی ہیں اور ایک کثیر تحریر ہے اور دوسری میں تین عید کی اور ایک کی علی اور روایت کیا او سنے باسناد صحیح اوسى اسناد سے کہا کہ تھے ابن مسعود بیٹھے اور نزدیک ان کے ابو موسی اشعری تھے اور ضعیفہ سوچا او سے سعید بن العاص نے کثیر سے نماز عید میں کہا ضعیفہ نے پوچھا ابو موسی کہا ابو موسی کہ پوچھا عبد اللہ بن مسعود کیونکہ وہ ہم میں قدیم ہیں اور سب زیادہ جانتے والے ہیں پھر پوچھا او سے تو کہا ابن مسعود نے کثیر کے چار پھر قرات کرے اور کثیر کہے اور کوع کرے پھر کھڑا ہو دوسری رکعت میں اور قرات کرے پھر کثیر کہے چار بعد قرات کے اور ایک دوسرا طریقہ ہے کہ روایت کیا او کو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح مسنون کہ تھے کھاتے تھے کہ عبد اللہ بن مسعود و کثیر عیدین میں تین کثیر بن ابی جابر پہلی رکعت میں اور جابر دوسری رکعت میں اور اس سے مروی ہے کہ ایک کثیر تحریر ہے کہ او تین عیدین کی اور ایک کوع کی اور ایک کوع کی اور دوسری میں تین عیدین کی اور ایک کوع کی اور تین عیدین کی اور ایک دوسرا طریقہ ہے اس حدیث کا روایت کیا او کو امام محمد نے ثنا ابو حنیفہ عن حماد بن ابی اسحاق عن ابراہیم التیمی عن عبد اللہ بن مسعود و کان قاعدا فی مسجد الکوفۃ ومعہ حدیثہ بن الیسا و ابو موسی اشعری فخرج علیہم الولید بن عقیبہ بن آیین معیط و هو امیر الکوفۃ فیکم من فقال لان عدایک کون فکیف اصنع فقالوا اخی یا ابا عبد الرحمن فامسک عبد اللہ بن مسعود ان یصل یعنی اذان و لا اقامۃ وان یکن فی الاولی خمساً و فی الثانیۃ اربعاً وان یوالی بین الفرائض و ان یخطب بعد الصلوۃ علی راحلۃ یعنی ایک اور حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے تھے سجدہ کو میں اور تھے ان کے ساتھ حذیفہ بن الیمان اور ابو موسی اشعری تو بیٹھے ان کے اوپر ولید بن عقیبہ اور وہ امیر کوفہ کے تھے اور نہ میں اور کہا کہ کل عید ہر تمہاری تو کیا کروں میں یعنی کس طرح نماز پڑھاؤں میں کہا ابو موسی اور حذیفہ کہ بتاؤ کو اس میں ہر دو تو حکم کیا انہوں نے او کو کہ پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے اور کثیر کہے پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری میں چار اور یہ آلات کرے درمیان دونوں قراتوں کے اور خطبہ پڑھے بعد نماز کے اپنی سواری پر اور یہ اکثر صحیح ہے اور بیٹھے ہوئے تھے ساتھ ساتھ ابی اسود و لو گاہ

عبدالحق

تھے ساتھ اس کے خلیفہ اور ابو موسیٰ ثمالی کوئی کچھ کہہ دی ہو یا ہو ہر ماہ اور ابن عباس سے جو مخالف ہو اس کے جواب دہ کیا یہ ہو کہ اس نے
 گفتگو کیا انہیں عبد اللہ بن مسعود اور ترجیح ہوگی انہیں عبد اللہ کو کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو نہیں ہیں بلکہ عبد اللہ بن مسعود اور مدنی
 نہیں ہیں یہ بخلاف ابن مسعود اور ابن عباس جو مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ کہیں کہیں کہیں انھوں نے عید میں تیو کبیرین سات
 پہلی رکعت تین اور چھ دوسری رکعت میں اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ کبیرین سات اول رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں
 معارض ہو اس کے جو روایت کیا اس نے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انھوں نے دن عید کو کبیرین کھین تو کبیرین پانچ اول
 رکعت میں اور چار دوسری میں اور سوالات کی درمیان دونوں فراتوں کو اور روایت کیا اس کو عبد اللہ الزرقانی نے اور زیادہ کیا
 اس میں کہ کیا سفیر نے مانند اس کے قوباتی را انہیں مسعود کا سالہ معارضے سے اور اوس سے حجت پکڑی ہے کہ اہل کون والہ اعظم
 اور خطبے بعد نماز عید کے پڑھے روایت کیا ابن ماجہ نے اس کے نسخے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفعہ کے یا انہی کے
 منوطہ پڑھا اپنے کلمے کے پھر پڑھے آپ پھر پڑھے ہو پڑھا کہ انہوں نے خلافت میں اور جو مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ
 کہ سنت ہے یہ بات کہ خطبے پڑھے دو عید میں اور فاصل کرے ان میں ایک جلسے کو ضعیف ہے متصل نہیں اور نہیں ثابت ہو اور وہ
 پڑھنے میں کچھ اور تمدن میں قیاس ہے جسے پڑھا اگر خطبے پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر اعادہ کرے خطبے کا
 اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی فضا ہو کہ اور اگر عید کی نماز کسی عذر سے پہلے روز نہ پڑھی گئی
 دوسرے دن پڑھی ہوا اور عید کے دن پڑھی ہوا **ف** اور دلیل اس کی اور گزری **ص** اور عید انھی کے احکام عید فطر کے ہوتے ہیں
 کہ عید قربان میں تب ہی کہ جب نماز نہ پڑھی ہوا گمانا لکھا اور نماز کے قبل کھانا کمرہ نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے **ف**
 روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن جابر نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کیا اس کو عبد اللہ بن بریدہ انھوں نے
 اپنے باپ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکلتے دن عید فطر کے یہاں تک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور نہیں کھاتے تھے دن
 بغیر عید کے یہاں تک کہ ٹوٹتے تھے زیادہ کیا دارقطنی اور احمد کہ کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اس کو یحییٰ بن القطن نے اپنی
 کتاب میں اور دارقطنی کی زیادہ کو بھی صحیح کیا **ص** اور عید انھی میں کبیر کا رکے راستے میں **ف** اور بیالیس سال کا گزرا
ص اور خطبے میں کبیرات تشریف اور قربانی کے احکام بتلا و اور اگر کسی عذر سے یا بغیر عذر کہ نماز نہ پڑھی گئی تو تشریف
 نماز درست ہو اور بعد اس کے نہیں اور عذر نہ کہ روز واقفون کی مشابہت کے واسطے یعنی دن لوگوں کی جوج میں کھڑے ہو نہیں
 اور قوت کرتے ہیں جمع ہونا کچھ معتبر چیز نہیں ہے کہ اس سے ثواب ہو اس واسطے کہ ایک مکان خاص جس کو عرفات کہتے ہیں
 اس میں حاضر ہونا حج کے موسم میں فرض ہو اور عرفات کے سوا دوسرے مکان میں نہیں اور کبیرات تشریف کی یعنی اللہ اکبر
 اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر کے بعد جو مروی ہے کہ عید کے ساتھ
 پڑھا جائے شہر تعمیر ہے **ف** مانہا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ کبیرات تشریف کی واجب ہیں سنت ہوں گے کہا ہو کہ واجب ہیں
 اور بعضوں نے سنت اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہیں روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ کبیر کہتے تھے بعد فجر کے
 دن عذر سے نماز عصر تک اخیر دن تک تو تشریف سے اور روایت کیا محمد بن یونس نے ما ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان
 عن ابی ہاشم القاسمی عن علی بن ابی طالب اس حدیث سے ملے کہ اور مذہب اہل صاحب کی ہے کہ فجر عذر سے شروع کرے

اور دن قربانی تک یعنی عید کے روز عسکری خاک بٹھے اور دلیل اور فکری یہ جو حدیث گنیا ابن ابی شیبہ ثنا ابوہریرہ عن
ابن اسحق عن ابن مسعود قال کان عبد اللہ یکتب من صلوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کل صلوٰۃ من صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
تکبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفہ کے قربانی کے دن نماز عصر تک اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
علی اور عارضی اللہ عنہما سے کہا دونوں نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کرتے تھے حج فرائض کے لیسیم اللہ اکبر اللہ اکبر
اور تھے نفوت پڑھتے نماز فجر میں اور تھے تکبیر کہتے دن عرفہ کے نماز صبح سے اور نیم کرتے تھے اسکو نماز عصر تک اخیر ایام شریعت میں
اور حج کیا اسکو حاکم نے اور کہا ہے کہ یہ حدیث وہابی ہو گی یا ضعیف ہو گی کیونکہ عبد الرحمن بن ہنادیج اسکی حدیث میں اسکی منکرین اور
سید اسکی ہنادیج اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں
ص اور اس حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں
اور تھے تکبیر کہتے دن عرفہ کے نماز صبح سے اور نیم کرتے تھے اسکو نماز عصر تک اخیر ایام شریعت میں

وہابی حدیث

باب خوف کی نماز کے بیان میں

جسوقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہو تو اسوقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ دشمن کی طرف کرے اور دوسرا گروہ کے ساتھ
ایک سمت بڑھے اگر مسافر ہو اور دو کعتیں اگر قسیم ہو تب بیگروہ دشمن کی طرف چلے جاویں اور دوسرا گروہ جو دشمن کی طرف تھا اسکو
اور چلے آئے ساتھ امام جو باقی ہوا زمین اور سلام پھیر دیکر امام اکبلا اور چلے جاویں یہ طرف دشمن کے اور پہلا گروہ آئے اور
تمام کرے نماز کو بغیر قرائت کے پھر دوسرا آئے اور وہ ساتھ قرائت کے نماز تمام کریں اور فجر کا حکم بھی ایسا ہی ہوتا ہے
اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہے اور اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں اسکی حدیث میں
بسبب اسوجہ سے کہ ہمیں نہایت خوف ہے اپنے باپ ابن مسعود اور ضعیف راوی قوی نہیں اور تفصیل سے بیان کیا اسکو شیخ ابوالہمام
نے فتح القدیر میں ص اور مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو کعتیں پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت اور
اگر زیادہ ہو خوف کہ گھوڑے سے اتر کر مسکین کو اکیلے اکیلے سوار نماز پڑھیں اور رکوع اور سجدہ اٹھائے سے کریں اور اگر
قبیلہ کی طرف ہونہ کر سکین تو جس طرف چاہیں ہونہ کریں اور باطل کر یا ہونہ کر لڑائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا
اور آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمارے نماز میں جبکہ خوف ہے قضا ہو تو میں تمہیں اور اگر ڈرائی میں نماز پڑھنا درست ہو تا تو قیون کرتے آپ

نہایت

باب جنازہ کے احکام کے بیان میں

جو شخص کہ قریب ہو اسکو واسطے ہو کہ ہونہ قبیلہ کی طرف کہ اجاڑے اپنی کروٹ سے اور کلمہ شہادت کا کھلا لیا
اور چپ لٹا اختیار ہو اور اول ہوا حق سنت اور چپ لٹتے ہیں فی ہر اور دلیل اسکی یہ کہ روایت کیا اسکا کہ نے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تھے میں ہونہ چھا حال برابر میں معرکہ کا سوکھا سنا جانے وفات کی اور میں صلی اللہ
الکرت کہ میں جب قریب ہوں موت کے تو گردن ہونہ ہر طرف قبیلہ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہونہ چھا حال برابر میں معرکہ کا سوکھا سنا جانے وفات کی اور میں صلی اللہ
اور لیکن یہ بات کہ اپنی کروٹ پر لیٹے تو ممکن ہو استدلال اسپر جو میں ہوں ہر بار بن عارب نے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تھے ساتھ اس کے خلیفہ اور ابو موسیٰ تو اگر کوئی کہے کہ مروی ہے ابو ہریرہ و ابن عباس جو مخالف ہوا اس کے جواب و سکا یہ ہو کہ اس کے
 ہٹ گئے انہیں عبداللہ بن مسعود اور ترجیح ہوگی انہیں عبداللہ کو کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نہیں ہیں بلکہ عبداللہ بن مسعود اور بدری
 نہیں ہیں یہ خلاف ابن مسعود اور ابن عباس جو مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں گنہگار ہیں انہوں نے عید میں تیو تکبیرین سات
 پہلی رکعت میں اور چھ دوسری رکعت میں اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ تکبیرین سات اول رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں
 معارض ہوا اس کے جو روایت کیا اس نے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انہوں نے دن عید کو تکبیرین کھینچ کر تکبیرین پانچ اول
 رکعت میں اور چار دوسری میں اور موالات کی درمیان دونوں فراتوں کے اور روایت کیا اس کو عبدالرزاق نے اور زیادہ کیا
 اس میں کہ کیا منیر نے مانند اس کے تو باقی را انہیں مسعود کا سال مبارک سے اور اوستی حجت پڑی سہارک ملا کوئی واللہ اعلم
 اور خطبے بعد نماز عید کے پڑھے روایت کیا ابن ماجہ نے جابر سے کہ سچے رسول اللہ علیہ وسلم دفطر کے یا انہی کے
 منہ خطبہ پڑھا آپ نے کلمہ کہ جو پڑھتے آپ پھر کھڑے ہو پڑھا اور کہا نو ذی خلعت میں اور جو مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ
 کہ سنت ہے یہ بات کہ خطبے پڑھے دو عید میں اور فاصل کرے انہیں ایک جلسے کو ضعیف ہے متصل نہیں اور نہیں ثابت ہوا اور جو
 پڑھنے میں کچھ اور متحد اس میں قیاس ہے جیسے پڑھا اگر خطبہ پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر عادیہ کرے خطبے
 اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھا کہ وہ اور اگر عید کی نماز کسی نے پچھلے روز نہ پڑھی گئی
 وہ سکران پڑھی سہا اور عید سکران پڑھی جاوے اور دلیل اس کی اور گزری **ص** اور عید اضحیٰ کے احکام عید منظر کے لائق
 مگر عید قربان میں تب ہی کہ جب نماز نہ پڑھی جاوے گا نماز کا اور نماز کے قبل کھانا کھانہ نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے **ف**
 روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن جابر نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کیا اس کو عبداللہ بن بریدہ انہوں نے
 اپنے باپ سے کہا کہ تھے رسول اللہ علیہ وسلم نہیں نکلتے دن عید فطر کے یہاں تک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور زمین کھاتے تھے دن
 بقر عید کے یہاں تک کہ ٹوٹتے تھے زیادہ کیا دارقطنی اور احمد نے کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اس کو یحییٰ بن القفطانی اپنی
 کتاب میں اور دارقطنی کی زیادت کو صحیح کیا **ص** اور عید اضحیٰ میں تکبیر پکار کے راستے میں **ف** اور بیان اس کا اور گزرا
ص اور خطبے میں تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بتلا و اور اگر کسی غریب سے یا بغیر عذر کے نماز نہ پڑھی گئی تو تشریق
 نماز درست ہوا بعد اس کے نہیں اور عرفے کے روز واقفوں کی مشابہت واسطے یعنی ما دن لوگوں کی جو حج میں کھڑے ہوتے ہیں
 اور وقوف کرتے ہیں حج ہونا کچھ معتبر چیز نہیں ہو کہ اس سے ثواب ہو اس واسطے کہ ایک مکان خاص ہو سبکو عرفات کہتے ہیں
 اس میں حاضر ہونا حج کے موسم میں فرض ہوا اور عرفات کے سوا دوسرے مکان میں نہیں اور تکبیرات تشریق کی یعنی **اللہ اکبر**
اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر عرفے کی فجر سے ہر فرض کے بعد جو مردوں کی جاوے ساتھ
 پڑھا جاوے شکر تعمیر پر **ف** مانہا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ تکبیرات تشریق کی واجب ہیں بہت بخیر نے کہا کہ واجب ہیں
 اور بخیر نے سنت اور اکثر مذہب یہ ہے کہ واجب ہیں روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ تکبیر کہتے تھے بعد فجر کے
 دن عرفے سے نماز عصر تک اخیر دن تک تشریق سے اور روایت کیا اس میں جن نے **ما ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان**
عن ابی اہنہ الخثعمی عن علی بن ابی طالب اس معنی سے مثل اس کے اور مذہب امام صاحب یہ ہے کہ فجر عرفے سے شروع کرے

فصل اول فی بیان
تذکرہ ائمہ کبار
اور آثار و کرامات
و غیر ہر سلسلہ ہون
منہ علیہ

کہ فرمایا آپ جب آؤ تو خود کھانا نہ کھاؤ نہ پانی نہ پیو نہ کروٹ پر لو کہ اَلْمَغْرِبَانِ اَسْمَلَتَا نَفْسِي
الایک آخر تک یہاں تک کہ اگر مرد یا عورت کا مہر یا نفقہ یا شہر کے شرح کے اور لیکن دہائی کروٹ پر لیٹنا اور نہ قبیلہ کی طرف بھی کرنا
سو بعض لوگ حجت پر تے ہیں اس سے جو روایت کیا اوکو امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حضرت عائشہ نے وقت ہو کے
موند قبیلہ کی طرف کیا تھا اور بہت طویل حدیث بیان کی ذکر کیا اوکو شیخ غانن الہام نے لیکن یہ جرح ضعیف ہے اور اس میں قطعاً کمال کیا
اوکو اشاہین نے محقق کے باب میں کتاب بخاری سے سوا ایک اثر کے برابر نہیں ملے سے کہ موند کرے بہت طرف قبیلہ کے اور حکم بھی
ایسا ہی لیکن یہ یاد کیا اونسے کہ اوپر دہائی کروٹ کے اور میں نہیں جانتا ہوں کیونکہ ترک کیا ہوا اوکو مرد سے اور کون شہادت کیا گیا
اس واسطے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سکھاؤ تم مردوں کو شہادت اس بات کی کہ زمین پر کوئی معبود سوا اللہ کے روایت کیا اوکو
جماعت نے سوا بخاری کے اور ایسا ہی مروی ہے حدیث ابو ہریرہ اور روایت کیا مسلم نے نازد اوکے **ص** اور جب مرد کا جنازہ ہو
داڑھی باندھا اور اوکی انگلی کو بند کرے اور خوشبو لگا کر رکھے اور اوکا تخت اور کفن باندھنے کا شراط ہو **و**
اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ یعنی طاق ہو اور دوست رکھتا ہو طاق کو **ص** اور تخت پر رکھا جاوے
اور نگاہ کیا جاوے اور عورت اوکی چھاپی جاوے اور وضو کیا جاوے بغیر غسل اور ناک میں پانی ڈالنے کے اور اس مرد کے اوپر وہ
پانی جاری کرے جسکو میر کی پتی یا شہان گمانس ڈال کے جوش کیا ہو کہ ورنہ خالص پانی کے ساتھ دھو کہ **و**
اور وارد ہوئی ہے بعض مضمون میں حدیث روایت کیا اوکو حکم نے مسند رک میں اور ایک روایت میں ہے کہ اغسلوہ بماء و کعبہ
یعنی غسل دو اوکو ساتھ پانی اور میر کی پتی کے **ص** اور اوکا سلاخ داڑھی گل خیر سے دھو کہ بعد اوکے مرد کو بایں
کروٹ لٹکے غسل دو کہ استفد کہ جو بدن تخت ملا ہو کہ اوکو پانی پونچھے پھر دہائی کروٹ لٹکاؤ اور اسی طرح غسل دو کہ
و اس واسطے کہ شروع کرنا دہائی سے تعبیر **ص** اور پہلے بایں کروٹ لٹکانا اس واسطے کہ کہا کہ جسم میں دہائی ہل
سے غسل شروع ہو کہ پھر اوکو ٹیکنے کے بجائے اور اوکے پیٹ کو نرم نرم سے اور جو کچھ نکلے اوکو دھو کہ اور کون نہ دھو کہ
تب بعد اوکے ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور اوکے ناخن تراش اور بال میں لنگھی نہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک کرے
و کیونکہ کہ حضرت عائشہ نے جب دیکھا ایک عورت کو کہ کہینے جاتے ہیں بال اوکی پیشانی کے یعنی لنگھی کی جاتی ہے کہ کیون
کہینے ہو تم پیشانی اوکی کو یعنی لنگھی کرنا تو واسطے زینت کے ہوا و مرد کو حاجت زینت کی نہیں اخراج کیا اسکا عبد الرزاق نے
سفیان نے رسی انھوں نے سکا انھوں نے ابراہیم انھوں نے حضرت عائشہ سے اور روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ نے حدیث سے انھوں نے
ابراہیم سے اور روایت کیا ابراہیم حنفی نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں ثنا **كُنْتُمْ تَشَاءُ الْمُغْنِيَةَ عَنْ ابْنِ اَبِي بَرٍّ عَنْ**
عَائِشَةَ اَنَّهَا سُلِّتَ عَنْ الْمَيْتِ يَسْتَرْحِمُ رَأْسَهُ فَقَالَتْ لَيْتَنِي بُوِجِي كُنْتُ حَضَرْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَرَّةً
کہ لنگھی کیا جاوے کہ انھوں نے وہ قول **ص** اور اوکی داڑھی اور سر پر خوشبو لگا کر رکھے اور سجدہ کے اعضا پر کافور لے یعنی پیشانی
اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدم پر **و** اور کافور لگانا مساجد پر حدیث سے ثابت ہے **ص**
سنت کفن کی مرد کو واسطے ازار اور کرتہ اور لفافہ ہے اور لفافہ کہتے ہیں اوس چادر کو جو سب کپڑوں کے اوپر لپیٹی جاتی ہے اور
متاخرین نے عامر سے یاد ہونا سنت رکھا ہوا اور اسکے واسطے ازار اور لفافہ بھی کفایت ہے **و** اور کفن سنت کی حجت

اور اور فافا اور دانی بھی کفایت ہوتی ہے اور کفن سنت کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عورتوں کو
 جنھوں نے اونکی بیٹی کو کفن دیا تھا یا بیٹی کی شہرہ عطا کرنا تھے ایسا ہی ہر مرد کے من بیان کیا اسکو ام علیہ نے اور بعضوں نے کہا کہ
 اسکو بجا ام علیہ کھلی ریت خالص نہ کہ مالو سنسکہ تھی جن ان عورتوں میں جنھوں نے کفن دیا تھا ام کلثوم بیٹی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول جو دیا اسکو ازاد تھی پھر پراہن پھر دانی پھر چادر پھر لکڑی رکھ کر اور باگ
 روایت کیا اسکو ابوہریرہؓ کو جس نے کہا اسکو نووہی اور کہا سنذرہی کہ ام کلثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 غائب تھے یعنی اوس جگہ تھے اور عارض ہو اس قبل کہ وہ جو کہا ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ میں کہ انتقال کیا ام کلثوم نے
 سنہ نوین بعد زینب کے ایک برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر اور کہا کہ وہ جو جسکو غسل دیا تھا ام علیہ
 او ایک سند قوی موجود ہے جو دلائل کئی پر ضعیفہ پر قول سنذرہی کے وہ جو روایت کیا ابن ماجہ نے بسند صحیح ام علیہ سے کہا کہ
 داخل ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او ہم غسل دے یہ تھے اونکی بیٹی ام کلثوم کو سو فرمایا آپ نے غسل دے او کو تین
 یا بیانیج بار ساتھ بانی دبیرو کی بیٹی اور اخیر پراہن کا فور کرین جو جب فراغت ہو جاوین خبر دین مجھ کو جو ب فارغ ہوئے ہم خبر دے
 ہننے آپ کو تو جیسکی طرف سہارے ایک ازاد اور کہا کہ پنھا دیو اسکو ذکر کیا یہ شیخ ابن التمام نے فتح القدر میں صریحاً لفظ تھا کہ
 تباہ کیا اور پراہن تباہ کر دیا اور پراہن کے اور ازاد کو پہلے باطل سے لپیٹے تباہی طرف سے لپیٹے تباہ بعد اس کے لفظ بھی
 اسی طرح لپیٹے اور عورت کو پہلے پراہن پنھاوین اور اس کے سر کے بال کو دو حصہ کر کے اوسکی چھاتی پر پراہن کو اور کھینچو
 تباہ اس کے اوپر دانی اور تباہ اس کے اوپر لٹا لپیٹے اور اگر کفن کے کھل جائیگا اور ہو تو اسکو باندھ دیکو **ف** اور
 کفن کفایت سے بھی کم کرنا مکروہ ہے اگر وقت ضرورت کے جیسا کہ روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ حباب بن الارت کا کہ کفن پراہن
 ہننے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس کے تو واقع ہوا اجر ہارا اللہ عز وجل سے ایسے ہوئے جنھوں نے کھل کر لیا او
 گذر گئے اور میں نے تھے مصعب بن عمیر کہ قتل کیے گئے دن احد کے اور چھوڑ گئے ایک چادر تو ہم جب چھانپتے تھے سر او کا کھل جاتے
 تھے پراہن کا وجب پیر کو بند کرنے کے کھل جاتا تھا سر او کا تو کم کیا ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھ او سر او کا اور ویشق
 گمانس ازاد کر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو دیا جاو طاق بار کیونکہ روایت کیا حاکم نے مسند کہ میں کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشبود و تم میت کو تین بار اور ایک روایت میں بھی ہے کہ کفن التبت ثلثا یعنی
 خوشبود و کفن کو مر کے تین بار اور کہا گیا ہے کہ سنا اسکی صحیح ہے اور بعد اسکو سپر نماز پڑھیں کہونکہ **ص** نماز پڑھنا جنازہ
 کی فرض کفایت ہے یعنی اگر بعض پچھلین کے نے سے ساقط ہوگی اور اگر کسینے نہ پڑھی تو سب گناہار ہونگے **ف** تو
 جگہ پر دعا تین نعت کرنا ضرور ہیں ایک یک نماز فرض ہو دوسری یہ کہ فرض کفایت ہے تو دلیل فرضیت کی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ
 وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ یعنی پڑھ نماز او پر کہونکہ نماز تمھاری مای محمد آرام ہے او کو واسطے اور دلیل دوسری
 یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد پر خود نماز نہیں پڑھی او کو صحابہ سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض میں نہ
 نہ ترک کرتے او کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اوسکی یہ ہے کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہو تو نماز غائب پر درست نہیں ہے
 جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پختہ پڑھی تھی تو اس واسطے کہ تخت او کا آپ کے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگرچہ مقتدیوں کو

منہ ظلمہ
 بیان آورده بود
 اس حدیث میں
 پختہ پڑھنا
 نماز کا ایک
 اور اگر کسی
 نماز پڑھ کر

یہ معلوم ہوا اور دلائل کے ساتھ اور سچے روایت کیا میں نے جی میں عمران بن حصین کہ کما حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کہ کما فی النجاشی
نہاشی انتقال کیا اس نے سو کھڑے ہوا اور نماز پڑھو سو پڑ کھڑے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم اور وصیف باندی صحابہ نے بیچے
آپ کے اور کبیر بن جابر کبیر بن اور وغیرہ جانتے تھے کہ جنازہ ان کے سینے پر اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گمان اور کما اسی طوطی تھا کہ تارک
بغیر سوچنے کے نماز کس طرح ہوگی تو شاید کہ کشف ہوا ہوا آپ پر یا خصوصیات نہاشی میں ہو کہ واللہ اعلم کہ تو اگر کوئی عرض
کرے کہ سو انجاشی کے آپ نے منویہ بن یزید غزنی پر نماز پڑھی اور وہ حاضر تھے جیسا کہ اترے حضرت جبریل علیہ السلام ہو کر آیا کیا
ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی شب میں تو اگر جابر بن عبد اللہ دو دن میں تھکے واسطے زمین کو یعنی اوس میں کو جابان خون میں
حاضر کروں اور نماز پڑھو اور سب فرما کہ اچھا تو مارا اپنا بازو زمین پر حضرت جبریل نے تو اوٹھا آپ کے واسطے تخت دیکھا اور نماز پڑھی
آپ نے انہیں اور بیچے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کے دو صغیر تھیں فرشتوں کی ہر صفت میں ہر نماز فرشتے تھے پھر وہ چھا آنحضرت صلی
علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے کہ کس جگہ یہ وہ پڑا یا اوس نے کہا کہ اچھی گئی تھی او کو سورت قل ہو اللہ احد کی یاد ہو چکے تھے
او کو آنے جانے اور چلنے اور کھڑے روایت کیا او کو طبرانی نے حدیث ابی ہاشم اور ابن سعد طبقات میں حدیث انس سے اور
نماز پڑھی آپ نے زید بن حارثہ اور جابر پر جیسا کہ روایت کیا واقدی منازی میں **حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَلَاحٍ عَنْ**
عَلِيٍّ بْنِ عَمْرِو بْنِ قَتَادَةَ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ لَمَّا لَقِيَ النَّبِيَّ
النَّاسُ يُمُوتُ بِهِ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّعِيرِ وَكَشَفَ لَهُ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَبَيْنَ السَّعِيرِ
فَقَامَ يُنْظِرُ إِلَى مَعْرُكِهِمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَذَ الْقَائِمُ آيَةَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ قَضَى حَقِّي اسْتَشْهِدُوا
عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ كَيْسَعِي ثُمَّ أَخَذَ الْقَائِمُ آيَةَ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
قَضَى حَقِّي اسْتَشْهِدُوا فَصَلَّيْ عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ يَطْلُبُ فِيهَا
بِحَبْنَةِ حَبِيرٍ حَيْثُ شَاءَ سَمِعْتُ بیٹھے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم منبر پر اور ظاہر ہوا او کو شام تک اور دیکھتے تھے او کو بلالی
کی جگہ کو پھر فرمایا آپ نے کیا نشان کو زید بن حارثہ نے اور گزرے اور سمجھ گئے اور نماز پڑھی او پر حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے او کو
ان کے واسطے اور کما کوشش فرمایا اوس کے لیے اعلیٰ جو جنت میں رود و تاراج جنت میں پہلے کیا نشان کو جعفر بن ابی طالب نے اور گزرے اور سمجھ گئے
پھر نماز پڑھی او پر اور مالک ان کے واسطے اور کما کوشش فرمایا اوس کے لیے اور اعلیٰ ہوا وہ جنت کو اور او پر تاراج جنت میں ساتھ
دو نوں بازو کے جہاں جا ہوتا ہے تو جواب دے گا یہ ہی خصوصیت نہاشی کا جس نے دعویٰ اوس پر کیا ہے کہ جب تحت سر کا تھا ہوا
آپ کو واسطے اور دیکھیں آپ او کو اور جو مذکور ہوا اوس کے خلاف ہی باوجود ضعف روایات کے سو جو نماز سی مروی ہے مرسل ہے دونوں
طریقوں سے اور جو ابن سعد کی طبقات میں ضعیف ہے ساتھ فلاک کے اور وہ بیٹا زید کا ہی اور کہا ہے کہ بیٹا زید کا اتفاق کیا محمد بن ابی
ضعیف ہو اور طبرانی کی روایت میں بقیہ بیٹا ولید کا ہی اور وہ بھی ضعیف ہے اور اگر اس کو تسلیم کریں تو لازم آتا ہے کہ جس نے لوگ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ملکوں میں کرموں نماز پڑھی ہو آپ نے اوں سب پر بار بار ثابت نہیں ہوا **ص** اور نماز کیا کہی
یہ کہ پہلے کبیر کے دونوں ہاتھوں کو اوٹھا کے پھر بعد اوس کے ہاتھ زانوٹھا اور شاخ کی نزدیک تر کر میں اوٹھا و اوٹھا پڑے پھر کبیر
کما اور وہ بیچے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم پر پھر تیسری کبیر کے اور یہ دعا پڑھے اگر وہ بالغ ہوا اللہم اغفر لی عیسیٰ و عیسیٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فرید بن عبد الرحمن

مسند میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول روایت ابن عباس کے نور زیادہ کیا کچھ اور نکالا حمادی نے کتاب المناخ والمناسخ میں ایسی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کہتے تھے حال بدر پر سات گھبریں اور بنی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نماز کے پچھلے بھی اور کبھی اپنے گھبریں گھبریں تھیں اور میں چار یہاں تک کہ سنے دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث باجماع ثابت ہو کہ صحیح چار گھبریں ہیں اور ایسا ہی بیان کیا اور کبھی مشایخ عظام نے قالوا سبحانہ اعظم وحیلہ اکثر اور شروع کرنا ساتھ درود اور شتا کے سنت دعا کی یہ روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبیدہ کہ کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہ دعا کرتا ہی اور نہیں درود بھیجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثنائی اللہ تعالیٰ پر سو کہا کہ جلدی کی اس شخص نے تو بلایا اور کبھی کہ جب دعا کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور شتا کے پھر درود بھیجے یہی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کرے بعد اس کے جو چاہے صحیح کیا اور کبھی ترمذی نے اور یہ دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئیں ہیں **ص** اور جو شخص کہ نماز پڑھے وہ مرد کے سینے کے برابر کھڑا ہو **ف** اس واسطے کہ یہ مقام قلب کا ہی اور اوپر اور اوپر ہی تو کھڑا ہونا سینے کے پاس اشارہ چھ طرف شفاعت کے واسطے ایمان اس کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑا ہو سنا اس کے سر کے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت انس سے اور کہا کہ یہی سنت ہے لیکن اس کی اسناد میں کلام یہ **ص** اور تیسرا روایت کیواسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محلک پھر ولی میت کا حسابات کی ترتیب اور ولی سے مرد کے اجازت لیکے غیر کو اجازت دیتا ہے اور اگر ولی کے سوا دوسرے نماز پڑھ لی ولی کو اختیار ہے کہ نماز کو وہ پڑھ کر اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ نہ وہ پڑھ لوں جو مردہ بغیر نماز پڑھے ہونے دفع کی گئی تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شہدہ شہرے کا نہ ہو ورنہ یعنی تین روز تک **ف** اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی ایک عورت پانچ سو سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اس کی قبر پر درود کیا اور کبھی جناب ادواکم نے اور سکوت کیا اور اس سے اور اخراج کیا ملک نے سوطا میں بھی مضمون **ص** اور ہوا ری یہ نماز جنازہ درست نہیں **ف** اور قیام اسکو مختص ہے کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقہ نماز نہیں ہے بوجہ نہ ہونے ارکان نماز کے اور استحسان سے نہیں جائز ہے کیونکہ اس میں کبھی تحریر موجود ہے **ص** اور جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اس کے اندر مرد کو رکے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مردہ اس کے باہر ہو تو اوپر میں اختلاف ہے نزدیک کروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے **ف** روایت کیا ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مرد پر مسجد میں تو نہیں اجرو واسطے ہے اور ایک روایت میں فلا شتی لہ ہے اور صالح سولی نو اسکا اسکی اسناد میں فقہ ہے لیکن اختلاف ہو گیا تھا اسکو آخر عمر میں نقل کیا نسائی نے ابن سعید سے کہ وہ فقہ ہے اور جسے قبل اختلاف کے اس سے سنا تو وہ روایت اسکی صحیح ہے اور ابن ابی ذئب نے سنا اس کے قبل اختلاف کے تفصیل کی اسکی شیخ ابن المہتمم اور وہ جو مسلم میں ہے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبویہ جہاں کی ایک افتدہ ہے کہ اس سے محمد ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہے کہ بعد وہ اور وہ جو بعضی نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز مسجد میں اسکی اسناد میں صحیح غوثی مشوک ہے واللہ اعلم **ص** اور جو لوگ پیدا ہو اور مر گیا تو اگر وہ بچہ ہو تو نماز نہ رکھا جائے سوا غسل دیا جاوے نماز پڑھی جاوے **ف** روایت کیا نسائی نے جب مرد کو نماز پڑھی جاوے اور اگر مردہ وارث ہو گا کہ نسائی نے اور واسطے غوثی میں مسلم کے حدیث منکر ہے اور روایت کیا اسکو ماہم نے سفیان بن عیینہ نے ابو یوسف

صالح سولی نو

اصحاب نبوی

اونھی دونوں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ جو باک ساتھ جنازہ کے تو پکڑے چاروں کو نے تخت کے کیونکر یہی سنت اور وہ
 کیا امام محمد نے اونھی سے کہ کہا انھوں نے سنت کی ہے بات کہ اوٹھنا ہے چنانچہ کو چاروں کو فون تخت کے اٹھ کر اٹھا کر اٹھا
 ابن ماجہ اور غلط اور سکا یہ ہے کہ جو اٹھا و جنازہ کو پکڑے چاروں کو نے تخت کے اور امام شافعی کے نزدیک کے کا شخص مرد
 کی ہڈی کے اور پیچھے کا شخص سینے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذ کے جنازہ اٹھنے کو ابن مسعود نے بلقا میں
 اور امام شافعی نے ساتھ نہ ضعیف اور مروی ہے یہ بھی بہت صحیح لیکن جواب اوسکا یہ ہے کہ اوسوقت ہجوم تھا لاکھ کا اوس
 جنازہ اس طرح پراٹھا گیا اور مروی ہے حدیث میں کہ ستر ہزار فرشتے جنازہ میں حاضر ہوئے تھے یا کوئی اور سب ہوگا اور جلدی
 حدیث میں وارد ہے روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن مسعود کے کہا کہ پوچھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کس طرح
 ساتھ جنازہ کے فرمایا کہ کہ جنب سے اور جنب ایک قسم کی دودھ کی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور نکالا صحیح ستہ والوں نے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازہ کے تو اگر مرد نیک ہو تو تم جلدی لے جاتے ہو اوسکو طرف نیکی کے اور اگر بکر
 تو جلدی رکھتے ہو تم اوسکو کندھوں کے اپنے **ص** قبل جنازہ کے جانے کے بیٹھا کر وہ ہر **ف** کیونکہ بیٹھ جانے سے معلوم ہوتا
 کہ اوسے اعراض اور غافل ہے اور جو شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اوسکے سامنے سے گزرے تو کھڑا ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر
 ہو اور صحیح اول ہے کہ روایت کیا حضرت علی نے کہ تھے سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے ہو کہ کاسا ساتھ جنازہ کے
 پھر بیٹھے لگے بعد اوسکے اور حکم کیا کہ نہ بیٹھے پہنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد وغیرہ نے **ص** اور جنازہ کے پیچھے چلنا
 مستحب ہے **ف** اور اس باب میں دونوں طرح کے آثار وارد ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ وہ پیچھے جنازہ کے
 چلتے تھے اور حضرت عمر اور ابو بکر وغیرہ سے آگے چلنا ثابت ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح چاہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سوا چلے پیچھے جنازہ کے اور چیل جس طرف چاہے اور لڑکا نماز پڑھی جاوے اور سپر روایت کیا اوسکو اصحاب جن اور ترمذی
 نے صحیح کیا اوسکو اور ایک روایت میں ہے کہ چلو آگے اوسکے اور پیچھے اوسکے اور اپنے اوسکے اور روایت کیا
 ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر آگے جنازہ کے **ص** قبو
 اور محدثان **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد ہمارے واسطے ہے اور شوق واسطے غیر ہمارے ہے روایت کیا
 اوسکو ترمذی ابن عباس اور اسناد میں اوسکی عبدالاعلیٰ بن عامر کہ کہا اوسنے کہ اوسمیں گفتگو ہے اور ابن ماجہ میں ہے انس
 بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے میں میں شخص ایک عد بنا تھا اور ایک نہیں بنایا
 تو کہا ہنسنے کہ جب پہلے آجگا اوسے قبر خواہیں گے تو پہلے آیا ہمارے والا اسعد کا اور بعد نیکی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اور بعد کی وصیت کی اسعد واسطے اپنے مرض موت میں **ص** اور مرد کو مدین جو قبر سے قبل کی طرف قریب ہے کہ
ف اور ایسا ہی روایت کیا ابن ابی شیبہ ابراہیم بنی سے اور ابو داؤد و ترمذی میں کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قبر میں قبل کی طرف اور نہیں کہنے گئے کہ چھپنے کی یعنی سنی نہیں کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک مثل چاہیے اور یہ ہے
 کہ رکھا جاوے تخت پیچھے قبر کے کہ ہو و سرور کا مقابل میں دونوں قبروں کے پھر داخل کیا جاوے سرور کا قبر میں اور نہ کیا جاوے
 اور جو بن پر اوسکے مقام اوسکے سر کے پھر داخل کیے جاوے بن پر اوسکا اور نہ کیے جاوے بن اسی طرح اور یہی مروی ہے چند صحابہ

کو اسی طرح کہ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اخراج کیا اور اس کا امام شافعی نے اور تفصیل شرح التذیبر میں ہے
اور کہنے والا کہ یشہد اللہ و علی وصلة رسول اللہ وف اور اس مقام پر جو صاحب ہاتھ لگا کر لیا گیا تھا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دفن کیا تھا ابو جہل کو قبر میں سوہاؤ سے لڑ کر کہا شیخ ابن الہمام نے کہ غلط ہے اور یہ جائزہ انتقال کیا
بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن روایت کیا ابن ماجہ بن لوطیہ سے انھوں نے نافع سے انھوں نے نہیں عمر سے کہ تھے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم جب اہل کرتے مرنے کو قبر میں کہتے تھے یشہد اللہ و علی وصلة رسول اللہ زیادہ کیا نزدیکی ہے جو کہ
وبالغہ اور کہا کہ حسن غریب ہے اور روایت کیا اسکا ابو داؤد و ترمذی سے اور ماکن نے اور اویمین کی کتب کو مرقہ و ابن کثیر
قبر میں سو کہو یشہد اللہ و علی وصلة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی کعبہ سے اس حدیث کے ص اور مرد کا
موندہ قبیلہ کی طرف کر دے وف اور یہی ثابت ہے حدیثوں سے اور اتفاق کیا ابو سیر علی اس نے ص اور جو کفر کے
کھلنے کے خوف گروہ بزمی بھی کھول دیو اور کچھ اینٹ اور بانس قبر پر رکھے وف اس واسطے کہ بھائی ابن ابی شیبہ نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا سلم نے سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا انھوں نے اس مرض میں کہ عمر اویمین بناؤ و اسے
میرے خدا اور رکھو او سب انہیں جیسا کہ کیا گیا تھا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور گذار حدیث ابن جہان کہ رکھو ابو
سیر ابنہ میں جیسا کہ رکھی گئیں قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ رسول اللہ صلی
علیہ وسلم کی قبر پر کئی گئی قصبہ اور یہ مرسل ہے اور روایت کیا ابن سعد نے طبقات میں کہ وصیت کی ابو سیر محمود بن حویریل اپنی
نے یہ کہی جاوین او سکی ہر کچھ قصبہ اور کہا کہ دیکھا میں نے مہاجر بن کعبہ کہ دوست رکھتے تھے او سکو اور قصبہ کل کو کہتے ہیں فقط
ص اور دفن کے وقت عورت کی قبر پر پردہ کرے ص اور مرد کی قبر پر کرے وف اس واسطے کہ پردہ خاص واسطے عورت کے
ص اور پختہ اینٹ اور لکڑی قبر میں بچھا کر وہ ہی عورتی ڈالے اور قبر کو ہی پشت کرے اور مریح کرے وف اور جسے
دیکھا قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بیان کیا کہ وہ مثل اونٹ کی کوٹان کے ہو کہا امام ابو حنیفہ نے حدیث بیان کی جیسا کہ شیخ
مرفوعاً کہ منع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مریح کرنے سے قبر کے اور برابر کرنے سے او سکو اور روایت کیا امام محمد نے ابراہیم بن خنیس سے
کہ کہا انھوں نے خبر دی مجھ کو اسے جس نے دیکھا قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کہ تعین وہ اوٹھی ہوئی
زین سے اور او سب بزم میں تنگاف تھا پھر سفید سے او صحیح بخاری میں ہے ابو بکر بن جیش سے کہ سفین ثلث نے حدیث بیان کی
اونے کہ دیکھا انھوں نے قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تھی مثل کوٹان شتر کے اور ایسا ہی روایت کیا او سکو ابن ابی شیبہ نے
اور بہت سے آثار اس باب میں وارد ہوئے ہیں اور روایت کیا ابو حنیس بن شاہین نے کتاب الجنائز میں سلم سے کہ پوچھا میں نے
ابو جعفر محمد بن علی او قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سالم بن عبد اللہ کہ گس طرح تعین قبر میں آپ کے بزرگوں کی کہا کہ تعین بنک لکھنا شتر کے اور وہ سلم
نے روایت کیا بیاض ہندی کہا کہ اسکا پیر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ سمجھا ہوں میں مجھ کو او سیر کہ سمجھا تھا مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مسجد کوئی تصویر نہ تھا
او سکو اور کوئی قبر نہ تھا بزرگوں کے جب کہ کفر عمارت تھی اور جہان میں یہ حق ہوئی ہو بلکہ ایسی تھا کہ میں نے منہ نہ جھکا اور وہ وہ کہ قبر

باب شہید کے بیان میں

جو شخص کھانا ہوا یا مہو کو اور تیز چیز سے مارا گیا و ظلم کی راہ اور اس مارنے کے میں مال دنیا واجب نہ ہو یا مسیحا یا قاتلین

یعنی پابجا کو جو غسل واجب ہو جیسے جنب اور عائض اور نفسا یا لڑکا ہو تو وہ شہید نہیں اور جسکو کہ تیر خیز سے قتل نہیں کیا بلکہ
 ہماری چیز سے تو وہ بھی شہید نہیں مگر اگر باغیوں نے مارا ہو تو یا مشرکین یا لوثے والوں نے کیا تو مقتول ہے جس سے جان
 مار بن شہید ہوتا ہے اور جنب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اوسکو کرنا باوجہ اور صاحبین کے نزدیک نہیں دلیل امام صاحب
 کی یہ ہے کہ روایت کیا ابن جبار اور حاکم نے عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کرتے تھے اور
 تحقیق کہ قتل کیا گیا خطہ بن عامر غنوی صاحب تمھارا غسل دیتے ہیں اوسکو ملا کہ تو چھپا صحابیوں نے اونکی پیوستی کہا کہ کھلے تھے
 وہ اور جنب تھے اخیر حدیث نکلا اور فرمایا آپ نے کہ ہوا سطلے غسل دیتے ہیں اوسکو ملا کہ اور کہا کہ اسکا منہ صحت ہو اور شرط مسلم
 اور یسوی کا ذکر نہیں کیا اور نام اونکی بیوی کا جملہ ثبت ابی سلول جو بن تھمین عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیوں کے
 یا مشرکوں کے ہاتھ سے جو مارا جائے تو وہ شہید ہو اور دلیل اسکی صاحب پرینے یہ بیان کی ہو کہ شہدا ائمہ کے سب ہتھیار سے
 نہیں مارے گئے تھے اور یہ کہ سیکو غسل نہیں دیا گیا **اور جو ظلم سے مارا جائے** بلکہ حد یا قصاص سے تو بھی شہید نہیں اور
 جسکے مرنے سے دیت واجب ہو کہ وہ بھی شہید نہیں کیا آپ اگر اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو وہ شہید ہو اور اگر کسی شخص کو میدان میں زخمی
 نہ پایا بلکہ اوسکی ناک پھوٹی ہوئی پائی تو وہ شہید نہیں تھا اگر کسی سلمان کو ایک سلمان نے کہ وہ باغی اور ڈکیت نہیں مار ڈالا تو اگر کو ہے
 مارا ہو تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک شہید ہو اور جو لوہے سے نہیں مارا تو شہید نہیں اور صاحبین کے نزدیک کچھ لوہے کی شرط نہیں اور
 جو چیز کی طرح سے خاص نہیں جیسے پوستین اور قبا اور ٹوپی اور ہتھیار اور موزہ وہ شہید ہے اور تار لیجا ونگی اور اگر کفن میں
 کوئی چیز کم ہو تو زیلوہ کرین اور جو زیادہ ہو تو کم کرین اور اوسکو غسل نہ دیوں اور غار پڑھیں اور خون بھریا دفن نہ دیا جاوے
ف کیونکہ روایت کیا امام احمد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے احد کے شہیدوں پر سو فرمایا کہ میں گواہ ہوں
 ان لوگوں پر دفن کرو اور انکو ساتھ زخموں اور کٹے کے اور زخموں کے اور سستہ نرم ہی عدم غسل کو کہیو کہ جب غسل ہوگا تو خون کہاں پڑے گا
 اور غسل کے ترک میں چند حدیثیں آئیں ہیں اخراج کیا ہماری اور احباب نے نسیب بن سعد انھوں نے زہری انھوں نے عبد الرحمن
 بن کبیر انھوں نے جابر بن عبد اللہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے دو شخصوں کو شہیدوں احمد اور فراتے تھے کہ کون سا
 زیادہ ہو حافظ قرآن کا تو جب بتلا تو کوئی کسیکو اوسکو آگے کرتے تھے میں اور کہتے میں گواہ ہوں انہیں دن قیامت کے سو حکم کیا آپ نے
 انکے دفن کا خونوں میں اور نہیں غسل دیا اور کور زیادہ کیا ہماری اور ترجمہ میں اور نہیں نماز پڑھی اوپر کہا انسانی نے نہیں جانتا ہوں
 کہ متابہ کی پہلی شہ کی کہیں احباب زہری اس سناد پر اور زہری نے نہیں اختیار کیا اوسناد اور روایت کیا ابو داؤد نے جابر سے
 کہ لگا ایک شخص تیر سینے میں باطن میں جو مر گیا اور کھا گیا اوسی طرح اپنے کپڑوں میں اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور سند اوسکی صحیح ہے اور روایت کیا انسانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹ دو اور انکو انکے خونوں میں کیونکہ نہیں ہو کوئی
 زخم نہ لگا ہوا کسی راہ میں مگر آویجا و قیامت کے کہ رنگ اوسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو جیسے مشک کی اور امام شافعی کے نزدیک ہر
 نماز بھی نہ پڑھی جاوے کہتے ہیں کہ تلواریں مرنے والی ہو اسلئے گناہوں کے اور بعض فقہانے اسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا
 اور ایسا ہی جو سب احباب جان میں ہو صحیح ہماری میں ہی جاہر سے کہ نہیں پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر قتل ہون کے
 اور جاب ہماری طرف سے یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد نے مرسل میں عطاء بن ابی رباح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور

شہداء کے تو اب معارضہ کی حدیث جاہد کی چار نزدیک لیکن اگر کوئی کہے کہ میرا تو جواب اس کا یہ ہے کہ علیؑ جو اصحاب میں سے ہیں اور برسات لگے مانند مروج کے ہیں اور اگر مسلم ہو تو جب فوت ہوگا تو دوسری حدیث مروج تو تو محبت ہوگی اور وہ یہی جو روایت کیا حاکم نے جابر سے کہا کہ تم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ رضی اللہ عنہ کو یعنی ماؤں کی نقش نہیں مٹی تھی بسبب کثرت شہداء کے پھر کہے جو لوگ قتال سے ہو گئے ایک شخص نے کہ دیکھا میں نے او کو فلاں درخت کے نیچے تباہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس درخت کے پاس اور دیکھا او کو اور او کا حال اور پڑے بکار کے سو کھڑا ہوا ایک شخص انصاریؒ میں سے اور ڈالا اوپر ایک کپڑا پھر لائے گئے حمزہ علیہ السلام اور نماز پڑھی آپ نے اوپر پھر باقی شہید پڑھتے جاتے تھے اوپر نماز پہلو میں حضرت حمزہؓ اور اٹھتے جاتے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں لکھے گئے یہاں تک کہ پڑھی نماز سب شہیدوں پر اور فرمایا آپ نے کہ حمزہؓ شہیدوں کے ہیں اللہ کے نزدیک بن قیاس کے اور کہا کہ صحیح ہے اسناد او کا اور زمین نکالا او کو شہیدین نے لیکن یہاں وہیں اس کی مفصل بن صدقہ ہے اور او کو اگر ضعیف کیا بھی اور سانی نے لیکن کہا ابو ہریرہؓ نے کہ تھے عطاء بن سلم تو شہید کرتے تھے وہی اور احمد بن شیبہؒ نے ثنائی اوپر پوری ثنا اور کہا ابن عدیؒ نے نہیں دیکھتا ہوں میں ہاتھ اوس کے کچھ حرج تو نہ کہ ہوگی حدیث وہیں سے اور وہ محبت ہو اور شک نہیں اس میں کہ قوت کر لی حدیث ابو داؤد کو اور کہا احمد نے ثنا عطاء بن مسلم ثنا احمد بن سلمہ ثنا عطاء بن الشائب عن الشعبي عن ابن مسعود قال قال كان النساء يوم احد خلفا للمسلمين بيان تك ركذا فوضع حمزة للمشي صلى الله عليه وسلم واتي رجل من الانصار فوضع الى جنبه فصل عليه فوضع الانصار ي و نزلوا حمزة فوضعوا الى جنبه حمزة فصل عليه فوضعوا فوضعوا حمزة فصل عليه يوم حنين سبعين صلوة يعني خمسين يومين ان احد کے پیچھے مسلمانوں کے بیان تک کہا پس لکھے گئے حمزہ واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لائے گئے دوسرے شخص انصاریؒ میں سے اور کہا او کو پہلو میں ہونا نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر او چھوڑ دیے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ اور اٹھا لیا وہ شخص پھر لائے گئے دوسرے شخص اور کہا پہلو میں حمزہ کے اور نماز پڑھی آپ نے اوپر اور اٹھا لیا اور کہے سب حمزہ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ پڑھی اوپر نماز شربا اور یہ بھی درجہ حسن ہے کہ نہ لیں عطاء بن الشائب اگرچہ آخر عمر میں حفظ او کا ہو گیا تھا لیکن جن لوگوں نے اوسے اول عمر میں روایت کیا تو وہ صحیح ہے اور میں جانتا ہوں کہ حد بن سلمہ نے اوسے قبل تفسیر کے سنا کیونکہ حد بن سلمہ نے یہ تو ثابت ہوا کہ قبل تفسیر کے سنا اور وفات او کی خطبے کے بعد پاس جس کے ہوئی اور حد بن سلمہ نے انتقال کیا قبل حد بن سلمہ کے بارہ برس پہلے تو روایت او کی صحیح ہوگی اور بشروط عدم تسلیم کے حسن کم نہوگی اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباسؓ سے کہ جب پھرے مشرک لوگ شہیدوں احد سے یہاں تک کہ کہا پھر لگے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کو اور تکبیر کی اوپر و سناؤ ذکر کیا مانند اور روایتوں کے اور یہ بھی درجہ حسن ہے کم نہیں تو یہ صورتیکہ سب ضعیف ہوں نہ جب بھی حامل اون حدیثوں کا حسن ہو جائے کہ ہر حدیث حسن ہو کہ علاوہ اسکے کہ اوقاف میں نے نمازی میں حدثی عبد بن عمرؓ سے عن عطاء عن ابن عباس اور ذکر کیا اوس حدیث کو تو رفع ہو گیا اوس کا اور روایت کیا مولیٰ بن ربیعہ بن قیسؒ نے کہ اس سے کہما کہ تھیں اوس لشکر میں کہ بھیجا تھا اوس کو ابو بردہؓ نے ساتھ عمرو بن انصاس کے ایک اور فلسطین کی طرف لوڑ کر کہا بعد کے اور کہا کہ قتل کیے گئے ان میں مسلمانوں میں سے ایک تو تیس آدمی اور نماز پڑھی اوپر عمرو بن انصاس اور اون لوگوں نے جو ان کے ساتھ تھے

شہداء

عطاء بن الشائب

اور تھے اور وقت ساتھ عرف کے تو ہزار مسلمان اور دوسرے کہ نماز واسطے طہر کرنے کرامت کے ہو اور وہ شہید میں ہو اور
 اور رکے اور مائض اور جنب اور نسا کو غسل دیا جاوے اور لیل اسکی گزری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 غسل دیتے ہیں خطہ کو ملا کر اور رکے کو اس واسطے غسل دیا جاوے کہ سب کافیا ہوئی شہداء کے حق میں غسل کے بدلے کیونکہ وہ
 معصوم تھے بخلاف رکے کے کہ اسکا گناہ نہیں ہو تو اس کے حکم میں ہوگا اور اگر ایک شخص کو شہر میں مقتول پایا اور قاتل
 اسکا معلوم نہیں برابر کی قتل اسکا لوہے یا چڑی لاشی یا چھوٹی لاشی سے ہو اس پر غسل دے کو دیونگے اگر ایسے موضع میں
 جہان دیت اور قسامت لازم آتی ہے جیسے محلہ اور گھر وغیرہ میں پڑا ہو کو اور اگر شرک یا سحر یا مع میں پڑا ہو کو تو اگر معلوم
 کہ لوہے سے قتل ہوا ہو غسل نہ دیا جاوے گا کیونکہ وہ شہید ہو اور اگر لوہے سے نہیں قتل کیا گیا ہو بلکہ بڑی لاشی سے یا مہ صاحب کے
 نزدیک غسل دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہیں دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی لاشی سے قتل ہوا ہو سب کے نزدیک غسل دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی
 گت سے قتل ہوا ہو تو غسل دیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص محسوس میں خفی ہو ابد اس کے سویا یا کچھ کھایا یا پیایا اسکا علاج کیا یا جیسے گناہ کیا
 یا لیکہ قتل نماز تک غافل یا کچھ صیت کی غسل دیا جاوے گا اور نماز پڑھی جاوے گی ان صوبہ رتوں میں لایم محمد کے نزدیک قطعیت سے غسل دینگے اور اگر یا
 یا لیکہ والا مار گیا اسکو غسل دینگے اور نماز نہیں پڑھینگے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں نماز پڑھی باغیوں پر ایسا ہی ہو چکا ہے

باب کعبہ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

کعبہ میں فرض اور نفل پڑھنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک ہر جگہ میں کہا ہی کہ درست نہیں اور انکی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ درست ہے جب متوجہ ہو طرف دیوار کعبہ کے یہاں تک کہ اگر کوئی نہ تھا طرف دروازے کا اور وہ کھلا ہو اور چوکت بھی برابر بلوئے کی
 بالان کی کوئی نہ ہو نہیں جائز ہوگا اور یہی ہوا انکی کتابوں میں کہ اگر معاذ اللہ مثلاً کعبہ گرا یا جاوے تو نماز اس کے باہر اس طرف
 موزے کر کے درست ہے اور اس کے اندر جائز نہیں مگر جب اس کے سامنے سترہ ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور عرض کیا اس پر جس طرح دعا
 اور ہرگز نزدیک اس واسطے درست ہے کہ روایت ہے صحیحین میں ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل کعبہ میں
 اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن ملوک اور بندہ کر لیا اسکو پھر پڑھے تھوڑی دیر اس میں کہا ابن عمر نے کہ پوچھا سینے ہلال سے جبروت
 نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیسے دو ستون بائیں طرف اور ایک اہنی طرف اور میں پیچھے اپنے پھر نماز پڑھی
 تو تھا خانہ کعبہ کا اوس دن چہ ستون پر انتہی اور یہ دن فتح مکہ کا تھا جیسا کہ تصریح کی انھوں نے ساتھ اس کے نافع سے نہ تو
 ابن عمر سے تو یہ پیش اور اس کے معارض ہوا اس کے جو نکالا اون دن وفات نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 داخل ہوئے کعبہ میں اور اس میں چہ ستون کو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رب کے اور دعا کی اور نماز پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر
 کیونکہ اثبات مقدم ہونی پر اور بعضوں نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ موقوف سے اس جگہ مراد دعا ہی غلط ہے کیونکہ خود بخاری میں ہے کہ
 ابن عمر سے کہ پوچھا سینے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں کہا کہ ہاں اور عتین آخر تک لیکن
 معارض ہوا اس کے صحیحین میں ہوا ابن عمر سے کہ بھول گیا میں پوچھنا اونسے کہ کتنی کعبہ میں پڑھیں تھوڑی اس میں برت میں
 جمع اس طرح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبہ میں دن بھر کے سو نہیں نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر
 دوسرے روز نماز پڑھی اور جمعہ باغ میں تھا اور یہ مروی ہے حضرت ابن عمر ساتھ اسناد حسن کے اخراج کیا اسکا قریبی نے اسکو محمول ہے

حدیث ابن عباس کو اول روز پر وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص کہیے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہو اگرچہ مقتدی کی بیٹا امام کی بیٹ کی مگر جبکہ بیٹا امام کے منہ کی طرف ہوگی اور کسی نماز درست نہ ہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہو گیا اور کہیے کے اوپر نماز پڑھنا مکروہ ہے تقطیع کے واسطے اور پہلے میں ہو کہ شافعی کے نزدیک جائز نہیں **ف** اس واسطے کہ کعبہ اور مکہ نزدیک اوس بن کا نام ہو اور ہمارے نزدیک کعبہ ایک محلہ ہو اور ہوا ہی آسمان تک نہ بنا کیونکہ نقل اوس کا ہو سکتا ہے اور دلیل اسپر ہے کہ اگر پہاڑ پر کوئی شخص نماز پڑھے تو وہ کہیے سے اونچا ہو تو اس صومرت میں جب عمارت کا نام ہو تو نماز نہ جائز ہو اور مکروہ ہے اس واسطے کہ اوس میں ترک تقطیع ہو اور وارد ہوئی ہو اوس میں نہیں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ابن ماجہ سنن میں حضرت عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسات مجاہد میں کہ نہیں جائز ہو نماز اوس میں بیٹا خانہ کعبہ کی اور مقبرہ آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی یہ حدیث ساتھ ابوصالح کا تب اللیث کے لیکن توشیح کی او کی جماعت نے اور کلام کیا بعضوں نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہے کہ مکروہ ہے اور نماز کامل نہیں ہوتی **ص** اور ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب کوئی ستر ملے گھر اگر کیوسے تو درست ہے اور ضعیف کے جائز نہیں اور اگر ایک امام کے ساتھ لوگوں نے افتاء کیا کہیے کے گرد حلقہ باندھ کے تو درست ہے مگر کوئی ان میں سے اگر اپنے امام زیادہ کہیے کی طرف نزدیک ہو مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہو اور مقتدی ایک گز کے فوار صومرت میں اگر وہ شخص اوس طرف ہو تو امام ہو تو نماز اوس کی درست نہ ہوگی اور اگر اوس طرف میں ہو تو درست ہوگی جانا چاہیے کہ کہیے کی چار جانب ہیں چار دیواری کے ساتھ تو جو شخص کہ اوس طرف کھڑا ہے جس طرف امام ہو تو وہ شخص حیو ق کہیے کی طرف امام سے زیادہ نزدیک ہو تو امام پر تگے ہو جاوے گا پھر دوسرے طرف کھڑے ہوں والوں کیونکہ وہ جو شخص کہ اوس میں امام سے زیادہ کہیے کے نزدیک ہو وہ امام کے آگے نہیں ہو

ابوصالح کا تب اللیث

کتاب الزکوۃ

زکوۃ چاندی اور سونا اور سواغ اور تجارت کے مالوں میں اگر حاجت مہلی سے زائد ہو اور نصاب کے موافق ہوں اور اگر مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہو وہیں بعد ایک سال گزرنے کے ان چیزوں پر واجب ہوتی ہے **ف** زکوۃ فرض ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَآتُوا الزَّكَاةَ** یعنی ادا کرو زکوۃ مالوں اپنے کی اور اوس پر جماع ہوتی است کا اور واجب ہے سے ملو اس مقام میں فرض ہوتا ہے اور شرط ادا ہونے کی ہوا واسطے ہے کہ مال ملک کا ساتھ حدیث کے ہوتا ہے اور غلام کی کچھ ملک نہیں ہے اور بالغ اور عقل کو بیان کیے گئے اور اسلام شرط ہے اس واسطے کہ زکوۃ عبادت ہے اور عبادت کافر سے نہیں آتی اور نصاب بھی ضروری ہے اور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو اور روایت کیا بخاری سلم نے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہو کہ ان پانچ وقت سے کم ہو کر زکوۃ اور وقت ساتھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع چار ہڈ کا اور ہڈ ایک رطل اور تہمانی رطل ہوتا ہے اور فرمایا کہ نہیں ہو کہ کم پانچ اوقیہ سے چاندی کے صدقہ یعنی زکوۃ نور اوقیہ پالیس درم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو سو درم ہو تو اس ملک میں قریب پالیس درم کے ہوتے ہیں اور فرمایا کہ نہیں ہو پانچ اونٹوں کے کم میں زکوۃ اور ایک سال گزرنے کی اس واسطے قید ہے کہ روایت مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاصل کرے مال تو نہیں ہے زکوۃ اوس پر بیان کیا گزرا کہ اوس پر ایک سال اور روایت کیا ابو داؤد حاکم بن حزم رضی اللہ عنہما اور حارث اعور سے انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت نے جب ہوں تیرے واسطے دو سو درم اور اوس پر گزرتا ہے ایک سال تو اوس میں پانچ درم ہیں اور پھر مالک کے بیان کیا کہ نہیں ہو کسی

حارث الاعور

حاکم بن حزم

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

[illegible]

محمد بن عبد اللہ عری
عزیز بن عمر عری

[illegible]

باب رکاز کے بیان میں

[illegible]

صدقہ نہ دے اور پہلے چھوٹے لڑکے کی طرف سے بھی جو مالک انصاف کا مین غنی ہو بلکہ اس کے مال سے دیکو اور تنگ
کی طرف اور اوس غلام کی طرف جو تجارت کے واسطے ہی اور اوس غلام کی طرف جو بھاگنے والا ہو نہ دیکو کہ جب بعد جمانے
کے پھر آیا ہو تو اس کی طرف سے دیکو اور جو ایک غلام یا دو غلام و دو شرک کے بیچ میں ہو وہیں تو اون غلاموں کی طرف کسی شریکیت
صدقہ واجب نہ ہوگا نزدیک امام صاحب کے اور نزدیک صاحبین کے دونوں پر واجب ہے اور اگر ایک کے اعتبار سے بجا گیا تو بجا ہوا
عید الفطر کی صبح میں اوپر صدقہ لازم آدیکو **ف** یہ اختلاف اوس مرتبہ میں ہے کہ کئی غلام ہوں اور اگر ایک غلام ہو تو کیسے
نزدیک کسی پر صدقہ واجب نہ ہوگا **ص** اور صدقہ واجب ہوتا ہی عید الفطر کی صبح ہونے سے تو پھر جو شخص سلمان ہو یا پیدا ہوا
عید الفطر کی صبح ہونے کے پہلے تو اس کے لیے واجب ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ڈوبنے سے واجب ہوتا ہے تو جو
اسلام لا دیکو یا پیدا ہوگا رات کو عید کی اوپر واجب نہ ہوگا نزدیک افغانی اور جو شخص کہ عید کی رات میں مر جاوے ہر نزدیک صدقہ
لوں کی طرف سے واجب نہیں اور شافعی کے نزدیک واجب ہے اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کیسے نزدیک واجب ہوگا
اور اگر صدقہ پہلے سے دیکو تو درست ہے **ف** اور اس باب میں حدیث بخاری کی ہیں عمر رضی اللہ عنہما کے فرض کیا رسول اللہ ﷺ
علیہ وسلم نصف فطر کا یہاں تک کہ کہا اوتھے وہ دینے قبل فطر کے ایک دن یا دو دن **ص** اور تنجب ہی صدقہ فطر کا جمع ہونے
کے بعد جلدی دینا **ف** اور دلیل اس کی یہ ہے کہ روایت کیا حاکم نے کتاب علوم الحدیث میں اوس باب میں جسکی زیادت کے
ساتھ ایک ایسی مضبوط شاہد ابوالعباس محمد بن یحییٰ بن یعقوب ثنا محمد بن النعمان الشافعی ثنا انصار
بن حماد ثنا ابو مسعود بن علی بن زید قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نخرج صدقة الفطر
عن كل صغير ذكبي حر او عبد صاعا من تمر او صاعا من زيت او صاعا من شعير او صاعا من قمح
وكان يأمرنا ان نخمسها قبل الصلوة وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسمها قبل
ان يتصرف الى المصلحة يقول اغنواهم عن الطواف في هذا اليوم يعني حكم کیا ہرکو حضرت علیؓ علیہ السلام
صدقہ فطر کا چھوٹے سے آڑے باسلام ایک صاع کمبو سے یا خشک انگور سے یا جو یا گہوئے اور کرستے تھے ہرکو کا لین ستر کو قبل
نہا کہ اوتھے سول اللہ علیہ وسلم کہ ہم کرنے تھے صدقہ کو قبل طے کے طعن عید کا کہ اوتھے تھے کہ بے پروا کرد و اولیٰ کوچی بچے فقیر کو
غنی کو حال کنے سے اور اگر ناخبر کے دینے میں تھا کہ دفعہ سے دیگر نہ ہونے ساتھ ساتھ اس واسطے کہ صدقہ فطر کا واجب ہے ہرگز سخت نہیں ہوتا

کتاب الصوم

کھا اپنا جماع ترک کرنا فرض ہے کتاب فقہین کے ساتھ نیز کے اسی کو روزہ کہتے ہیں اور روزہ رمضان کا فرض ہے سلطان عادل
بالغ پر اور اگر کسی اور کا فرض ہو اور اگر کسی عذر سے ترک ہو جائے تو نقصا بھی فرض ہو اور روزہ نذر اور کفائے کا واجب ہے
مور اسکے سوا باقی سب نفل ہیں **ف** لیکن صحیح یہ ہے کہ روزہ نذر اور کفائے کا بھی فرض ہو اور واجب ہے اور اس پر فرض
اختیار ہے کیا اس کو صدقہ شریفیہ نے **ص** اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ روزہ رمضان کا فرض ہے کہ جو کہ استغلی نے فرمایا کہ کتاب
علیکم **القیام** یعنی فرض کیا گیا تم پر روزہ اور اسکے فرض ہونے پر اجماع ہے تو اسید اسطے انکار کرنے والا اس کا کافر ہو اور
نذر کا بھی روزہ ایسا ہی واجب ہے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وکیو **مؤکل** و **سرم** یعنی پوری کرین نذر میں اپنی اور باقی تخصیص کر

روزہ رکھنے کا ہوا و زمین تو خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھیں اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کریں پھر اگر ان میں شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے ورنہ روزہ نہیں رکھتا ہوں میں روزہ اس کا نہ رکھتا اور کہو یہ ایک نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے اور نہیں تو دوسرے واجب کا ہے یا نہیں تو دوسرے نفل کا ہے لیکن اگر کل کا دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہے اور باقی دو صورتوں میں نفل ہو جائیگا اور جس شخص نے رمضان کا یا عید کا چاند کیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے وہ نفل صورتوں میں اگرچہ اس کا قول قبول نہ ہوگا اور اگر افطار کرے تو قصداً روزہ رکھے اور کفارہ اور سپر نہیں اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا **ف** لیکن روزہ رکھنا تو اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَوْمُوا لِحَقِّهِ وَافْطِرُوا لِحَقِّهِ یعنی روزہ رکھو چاند دیکھنے اور افطار کر چاند دیکھنے یعنی روزہ موقوف کر جب چاند دیکھو شوال کا اور شروع کرو جب تک چاند رمضان کا اور اس شخص نے چاند دیکھ لیا اگرچہ قاضی کے نزدیک مقبول نہ ہو اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصداً چاند دیکھنے اس نے افطار کیا اور ہمارے نزدیک اس واسطے واجب نہ ہوگا کہ جب قاضی نے اس کی شہادت قبول کی ساتھ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہ بڑ گیا اور حدیث اور کفارہ دفع ہو جائے ہیں شک و شبہ سے کذا فی اللہ ایاہ اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اس کی شہادت رکھے افطار کیا تو اس میں اختلاف ہے شائع کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پھر کر لیے تو روزہ موقوف کرے جب تک کہ امام متوفی نہ کرے اس واسطے کہ جو بابر اس واسطے احتیاط کے ہو اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار میں ہی اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے افطار کیا تو اس سپر کفارہ نہیں **ح** اگر آسمان میں بلی یا غبار ہو تو رمضان کے چھینے میں ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہے اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا زانی تھمت کسی کو لگائی ہو تو اور اس کے بدلے میں وہ دو کو مار گیا ہو اور پھر اس نے توبہ کی ہو تو اور امام شافعی کے نزدیک دو آدمی لازم ہیں اور دلیل انہوں پر کہ روایت کیا اس کو صاحب بن یزید نے ابن عباس سے لایا ایک عریضی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ دیکھا میں نے چاند کو سو فرمایا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں تو اس بات کی کہ میں نے کوئی معبود سوا اللہ کے کہا اس نے مان بھر بوجھ آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں تو کہ محمد رسول اللہ کے ہیں کہا اس نے کہ مان فرمایا کہ ای بلال پکارو لوگوں کو کہ روزہ رکھیں اور بیان کیا اور پھر یہ سنا جس حدیث کو **ص** اور شوال اور دیگر مہینوں میں روایات ہیں کہ چاند دیکھا یعنی گواہی دین **ف** اور بعضی روایتوں میں ہے کہ ایک شخص کی گواہی کہ میں نے بھی قبول ہوگی اسیسا ہی ہے جس شخص نے گواہی دے کہ میں نے یہ صحیح ہے انتہی اور کہتا ہوں میں کہ اس کو موافقت کرتی ہیں احادیث واللہ اعلم اور صاحب ہدایہ نے اس کو اختیار نہیں کیا **ح** اور جب کوئی آسمان میں علت ہو تو اس طرح صاف ہو تو شرط ہے کہ تینوں میں سے کسی کے واسطے ہو تو آدمی جن کو افطار کا قول قبول کیا جاوے یعنی اتنا کرے ہو کہ اٹھکے ہے ہونے پر عقل گواہی دے اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے چاند کی گواہی دی پھر آسمان میں کچھ علت تھی تو سب آدمیوں نے تیس دن روزہ رکھے اور تیسویں روز پھر لے لیا تو ایک شخص کی گواہی افطار نہ کرے جب تک کہ وہ شخص عادل نہ ہو اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے بھی افطار درست ہے اور چاند دیکھا ہو تو قیاس بھی اس پر ہے کہ یہ حدیث معلوم ہے کہ تیس دن سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور اس ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے میں مانع نہیں ہوگی حساب تیس دن سے چاند نہ ہو مگر وہ گواہی کی گواہی ہی کی گواہی کہ اس شخص کی ملکہ وہ گواہی تو لازم ہوگی واللہ اعلم بالصواب

باب وزن کے فاسد ہونے کے بیان میں اور اوٹلی قضا اور قضا کے حال میں

جو شخص کہ قضا جماع کرے یا جماع کیا ہے قبل یا بعد میں یا کچھ کھائے یا پیو غذا کی واسطے ہو یا دوا کے لیے یا چھنا لگا دے اور معلوم ہو اس کو کہ میرا روزہ افطار ہو گیا اور پھر قضا کھا لیوے تو ان صورتوں میں قضا روک کی کرے اور کفارہ دیکو جیسے کھار کا کفارہ ہوتا ہے اور کفارہ فطر رمضان کے روزہ قضا توڑنے میں ہلکا روک روک کرے کی واسطے نہیں **ف** انہما اوسے کہتے ہیں کہ اپنی سوچ کی کسی عضو کو جو عورت میں کہ اوپر حرام میں ان کے عضو سے تشبیہ دیکو اور اس سے ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہ ہو سکے تو دو مہینے پر درپور روک سکے اور اگر نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے لیکن قضا کھانے پینے سے سو اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے افطار کیا رمضان میں سوا دسپہر جو ظہار کرنے والے پر ہو کر کیا اس کو صاحب ہارینے اور یہ حدیث نہیں ملی لیکن صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا اوسے رمضان میں یکم آزاد کرے ایک غلام پارو کرے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور جماع بھی روک کر افطار کرنا ہی وہ بھی اسی میں داخل ہوا روایت کیا اس کو دارقطنی نے بھی اور مروی ہے صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہوا میں کہا کہ کیا ہوا تب کو کہا اوسے کہ جماع کیا سینے اپنی عورت کے روزہ رمضان میں سو فدا یا اپنے کیا یا تاج تو غلام کو آزاد کرے اس کو کہا نہیں فرمایا کہ نہ کھنا ہی کہ تو دو مہینے روک سکے کہا نہیں فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے کہا نہیں فرمایا بیٹھ تو لا نبی صلی علیہ وسلم ایک نوکر اگر او میں مجھ کو بھی سو فدا یا کہ نصہ قی کر اس کو فقیروں پر کھا اوسے اسی رسول اللہ نہیں فرمایا جو جسے فقیر کوئی تو غم کی نہیں ہر شہر کے کناروں تک اور اوسے بچ میں کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہو سیکر گھر سے سو ہنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان تک کہ لگے کے دانت آپ کے ظاہر ہو پھر فرمایا کہ کیا اس کو کھلا اپنے گھر کو نماز پڑھ کر کہ پواسے واسطے خاص نعت تھی اور اگر کوئی شخص اپنا یا اس کے تو نہیں چاہے ہر اس کو کھا جسے سہارا اور واقع ہوا روایت ہر میں مکل آنت و عیداً لک جی ماک و لا یجی ہی احداً بعدک یعنی تو کھائے اور یہ خیال کافی ہو جائیگا تجھے اور نہ کافی ہوگا سو اسے لیکو بعد تیرے لیکن کہا ابن الہمام کہ یہ قول کسی طریقے میں اس حدیث کے نہیں ہر او ظاہر ہے کہ یہ خصوصیت ہے کہ نہ دارقطنی کی روایت میں ہر فقد کفر اللہ عنک یعنی کفارہ قبول کیا اللہ یہ تجھے واللہ اعلم **ص** اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلا او کو روزہ یاد تھا اور کھلی کرنے لگا تب ان کے حلق میں اخیر قہ کیے ہوئے بانی چلا گیا یا کسینے اس کو زبردستی افطار کرادیا یا قہ لیا یا ناک یا کان میں دانی والی یا سر کے زخم میں دوا لگائی اور داغ میں گئی یا پیٹ کے زخم میں لگائی اور اوسے پیٹ میں دوا لگئی یا اوسے سرنگر نہ نکھایا پھر منہ اپنی خواہش سے تو کی یا پھر کھایا یا افطار کیا اس شبہ سے کہ رات ہو اور وہ دن تھا یا جو ہے سے پھر کھالیا اور شبہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہو گیا تب پھر قضا کھا یا عورت موتی تھی اور جماع اوسے کیا گیا یا رمضان کے مہینے میں نہ روزہ رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوئے تھا اور پھر کھا یا تو ان سب صورتوں میں قضا کا روزہ پھر قضا **ف** روایت کیا ابو یعلیٰ بن صلی نے مسند میں حدیث حضرت عائشہ سے اور اوس میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار اوس چیز سے ہو کہ داخل ہو کہ اور عین ہی اوس سے جو نکلے کہا ابن الہمام نے لکھا کہ فی شجرتہ سوؤ قفا علی جماع

یعنی نہیں شک ہوا اسکے ثبوت میں جو فوق ایک جماعت پر تو صحیح بخاری میں ہے تعلیقاً کہ کہا ابن عباس نے کہ نے نظر اوس سے
 جو داخل ہوا زمین اوس سے جو خارج ہوا اور کہا ابن ابی شیبہ نے **حَلَّ شَاوِکُمْ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي ظَلْفَرٍ**
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَفُطُ مِثْلًا دَخَلَ وَلَکِنَّ مِثْلًا خَرَجَ اور عبد الرزاق نے ابن مسعود کہ کہا انھوں نے کہا کہ
 جو نکلے اور زمین اوس سے جو داخل ہو اور نظر روز میں اوس سے جو داخل ہو زمین اوس سے جو خارج ہوا اور حضرت علی رضی
 بھی یہی قول مروی ہے کہ اوسکو یہ بھی نے **ص** اور اگر کھایا یا پی یا جماع کیا اور اوسکو روزہ یاد نہ تھا یا سویا اور اوسکو احتلام ہوا
 یا کسی کی طرف نظر کی پھر نزال ہوا یا تیل ملا یا سر ملگایا یا کسی کی غیبت کی یا اوپر تر غالب ہوئی یا اور اونٹنی کی یا جنب تھا
 اور صبح ہو گئی یا اپنے ذکر کے سوراخ میں تیل ڈالا یا غبار یا دھواں یا کمی اوس کے صلیق میں داخل ہوئی تو ان سب صورتوں میں روزہ
 نیکیا **ف** روایت ہے صحیحین میں غیر ماہرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے
 اور روزہ سے ہے سو کھایا یا پییا تو تمام کرے اپنے روزے کو کیونکہ کھلایا اوسکو اللہ تعالیٰ نے اور پلایا اوسکو اور پہلے میں کہ کہ
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ کھایا تھا او سننے یا پییا تھا پورا کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا کجاوے پلایا
 اللہ تعالیٰ نے اور یہ حدیث مروی ہے مسیح ابن حبان اور دارقطنی میں کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہ کہ
 میں روزہ دار تھا سو کھایا اور پییا مینے بھول گئے سو کھاتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اور پلایا کجاوے
 اللہ تعالیٰ اور ایک لفظ میں ہے **فَلَا فِضَاءَ عَلَیْکَ** اور روایت کیا اسکو بزار نے ساتھ لفظ جماعت کے اور زباید کب اس میں
فَلَا تَقْطَعُ و انہ انکار کرے اور روایت کیا ابن حبان ابو ہریرہ **أَنَّہُ عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ أَفْطَرَ فِی**
رَمَضَانَ تَأْسِیًا فَلَا فِضَاءَ عَلَیْہِ وَلَا تَقَارَةُ یعنی جس نے افطار کیا رمضان میں بھولے تو زمین قضا ہے اور پورا
 نہ گناہ اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابھی نے معرفت میں **تَقَرَّرَ بِہِ الْإِنْفَاصُ** یعنی محض
 بن عمر و **وَمَا لَہُمْ نَفَاتٌ** یعنی منفہ ہوا ساتھ اوس کے انصاری محمد بن یحییٰ اور سب ثقہ میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 میں خبر میں کہ نہیں افطار کرتی میں روزہ دار کو جماعت اور فی اور احتلام اور اسناد میں اسکی عبدالرحمن بن یونس اسلم روایت کرتے
 اپنے باپ سے اور وہ ضعیف ہے روزہ کر لیا اوسکو بزار نے جانی عبدالرحمن سے اور نام انکا اسامہ ہے اور ضعیف کیا اوسکو احمد نے اور ابن
 نے ساتھ برائی خدا اوس کے کہ اور اگرچہ جو صانع تھے اور کہا انسانی نے نہیں یہ قوی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور طبرانی
 سے اور او سمین ہشام بن سعید زید بن اسلم سے روایت کی اور ہشام یہ ضعیف کیا اوسکو نسائی اور احمد اور ابن مسعود نے
 اور ضعیف کیا اوسکو ابن عدنی اور کہا کہ لکھی جاوے گی حدیث اوسکی اور زمین حجت ہوگی ساتھ اوس کے لیکن حجت پڑی اوس سے
 سلم نے او ہشام دیا اوس سے بخاری اور روایت کیا اوسکو بزار نے حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت **لَا یُقْطَعُ**
الصَّائِمُ النَّفْسُ وَالْجَمَاعَةُ وَالْإِحْتِلَامُ قَالَ وَهَذَا مِنْ أَحْسَنِ مَا أَسْنَدَ آؤَ أَحَقُّهَا یعنی نہ افطار کرتی
 صائم کو قوی اور جماعت اور احتلام اور کہا کہ یہ حسن ہے اور صحیحون سے اس باب میں اسناد کی روایت اور صحیح ہے اور زمین انتہی اور
 اسناد میں اسکی سلیمان بن حبان بخاری ابن سعید نے صحیح ہے اور زمین حجت ساتھ اوس کے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حد
 ثوابان اور کہا کہ نہیں روایت کجائی یہ حدیث مگر کسی اسناد سے اور شرف ہوا ساتھ اوس کے ابن ہب تو ظاہر ہوئی یہ بات کہ شد

۲
 صحیح بخاری
 صحیح مسلم
 صحیح ابوداؤد
 صحیح ترمذی
 صحیح ابن ماجہ
 صحیح ابن کثیر
 صحیح ابن حبان
 صحیح ابن عدنی
 صحیح ابن عساکر
 صحیح ابن خلیفہ
 صحیح ابن یونس
 صحیح ابن زباید
 صحیح ابن زنجلی
 صحیح ابن کثیر
 صحیح ابن کثیر
 صحیح ابن کثیر

۳

۴

حسن ہو اور حسن بخت ہی مثل صبح کے اور پچھنے لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور دلیل اس کی یہی حدیث ہے اور امام احمد بن حنبلہ
 حجامت میں پچھنے لگانا روزہ کو توڑتا ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَطْرَاحُ کَیْمٍ وَالْحِجْمُ مُمْ بَعْنِیْ افْطَارِکَیَا
 پچھنے لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اسکو ترمذی اور ہارثی لیل یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تین خبریں ہیں کہ نہیں توڑتی ہیں روزہ حجامت اور قی اور احتلام اور دوسرے کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 پچھنے لگانے اور آپا حرام سے تھے اور پچھنے لگانے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اسکو بخاری وغیرہ نے اور کہا اسکا واسطہ
 انس کے کیا تم کو وہ کہتے تھے حجامت کو واسطہ صائم کے زنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو کہا انھوں نے کہ نہیں مگر نبی صلی
 روایت کیا اسکو بخاری اور کہا انس بن مالک کہ رَمَتْ النِّجَامَةَ لِلصَّائِمِ اِنْ جَعَلَ بَيْنَ اَبِي طَالِبٍ وَحُجْرَةٍ
 وَهُوَ صَائِمٌ فَتَسِيءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَفْطَرَ هَذَا اِنَّكُمْ رَخَّصَ عَلَيْكَ الصَّلَاةَ
 وَالسَّلَامَ نِي النِّجَامَةَ بَعْدَ الصَّائِمِ وَكَانَ اَنَسُ يَحْتَجُّهُمْ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ الدَّارِ قُطَيْبِيُّ وَقَالَ فِي
 رِوَايَةٍ كَانَهُمْ يَتَّقُونَ وَلَا اَعْلَمُ لَهُ عِلَّةٌ يَبْنِيْ اَوَّلَ جُؤْهِرٍ كَمَا يَبْنِيْ حِمَامَتُكَ وَاسْطَ صَائِمٍ كَيْ تَوَاسَّ بِسَبَبِ
 کہ جعفر بن ابی طالب نے حجامت کی اور وہ روزہ دار تھے اور گدھے اور گدھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا افطار کیا اؤسنے
 پھر حضرت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت میں واسطہ روزہ دار کے اور تھے انس حجامت کو تلو روزہ دار
 ہوتے تھے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سب ثقہ ہیں اور نہیں جانتا ہوں میں اس میں کیسی طرح کی علت اور فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفَطْرُ مِثْلُ اَدْحَلٍ وَلَيْسَ مِثْلًا خِشْمٌ اَوْ لَيْسَ فِطْرًا اَوْ لَيْسَ بِجُؤْهِرٍ اَوْ لَيْسَ بِجُؤْهِرٍ اَوْ لَيْسَ بِجُؤْهِرٍ
 اوس سے جو خارج ہو اور قی اگر آپ آجائے تو روزہ نہیں جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے قی اور روزہ
 روزہ دار ہو کہ تو نہیں ہو اور پھر قضا اور جو کرے قصداً تو قضا کرے روزہ کی کہ ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے نہیں چنانچہ ابن
 اسکو حدیث ہشام بن حسان انھوں نے ابن سیرین انھوں نے ابو ہریرہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسیٰ بن یوسف
 سے کہا بخاری نے نہیں لکھا ہوں میں اسکو محفوظ سبب اسکے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور شرطہ وغیرہ کے اور ابن حبان نے اور
 روایت کیا اسکو دارقطنی اور کہا کہ روایت سب ثقہ لوگوں کی ہے اور کہتا ہوں میں کہ متابعت کی عیسیٰ بن یونس کی ہشام
 بن حسان سے محض بن خنیس نے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور سکوت کیا اسکو اور روایت کیا
 اسکو مالک نے موطا میں ہو قوف اور ابن عمر کے اور روایت کیا اسکو نسائی نے حدیث افزا سے ہو قوف اور ابو ہریرہ سے ہو قوف
 اسکو عبد اللہ بن ابی بکر سے اور وہ جو سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کہ تھے آپ روزہ رکھتے
 اوس دن اور نگاہ کیا ایک بہن اور بانی پیاسو کما صما ہے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ مان لیکن قی کی
 سینے معمول ہو اور قبل شروع کرنے روزہ کے یا بوجھتے کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ اور سر مل گانے سے بھی روزہ نہیں جاتا اس واسطے
 کہ روایت کیا ترمذی نے ابو حاکم سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص آیا پیاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیاسی بیان کی اپنی
 انھوں کی کیا سر مل گانے میں اور میں روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مان کہا ترمذی نے نہیں اسناد اسکا
 قوی اور نہیں صحیح اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابو حاکم اجماع ہے اس کے ضعف پر اور روایت کیا ابن ماجہ نے

فشار کے فضا اور اگر چنے سے کم ہی تو فضا لازم نہیں ہے مگر جو وقت کہ اس گوشت کو نہ ہستے کھالے اور ماتھ میں لیوے اور پھر کھالے نو اگر چنے سے کم ہو فشار کے اور اگر چنے ایک تل کھالے تو اس کا روزہ فاسد ہو اگر اس کو جب چپاویگا تو روزہ نہیں جاویگا اور بھرمو نہ توڑے پھر نہ میں چلی جاویا وہ خود آپے پریت میں نکلے روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قدر سے وہ فضا میں فاسد ہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر تو آپے پھر سے اگرچہ تھوڑی سی ہو تو فاسد ہوگا اور خود پھر جانے میں اگرچہ بہت سی ہو روزہ فاسد نہیں ہوتا تو بہت سی فی کے آپ پھر نہیں کیے نزدیک روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی فی پھر جانے میں کیے نزدیک فاسد ہوگا اور تھوڑی سی فی کے پھر جانے میں ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہوگا اور بہت سی فی اگر لوٹ جاوے تو ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اور امام محمد کے نزدیک نہیں فاسد ہوگا

باب روکے مکروہات کی بیان میں

مکرہ ہر روزہ دیکھ کر کسی چپکا اور چپا کر اٹھ کے واسطے وقت ضرورت اور مکرہ ہی ہو سہ لینا اگر ان میں سے کسی سے کھانا کھانا اور سوچ میں تل لگانا اور سوچا کر اٹھ کر جانے والے کے بعد سوچ کر روزہ میں اور امام شافعی کے نزدیک مکرہ ہی ہے دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کیا طبرانی اور ارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھتے تو سوچا کر صبح کے وقت اور نہ سوچا کر وقت شب شام کے تو کھانا روزہ اور جب خشک ہو جائے بین و نون پہنچاؤ سکے تو ہوگا واسطے کہ نوردن قیامت کے اور روایت کیا اسکو ارقطنی نے تو توف حضرت علیؓ راورد و نون طریقوں میں کیساں ابو عمر و قصاب نے روایت کیا اسکو ابن عیینہ اور کہا عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا ہے اپنے ہاتھ کیساں ابو عمر و سوچا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے و اگر کیا اسکو پیڑان بن اور ایک لیل اوئی یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ روزہ دیکھا اس کے نزدیک پاک زیادہ ہو شک سے تو سوچا کہ وہ روزہ دیکھا اس کو اور دلیل اللہ بن عباس بدایہ سار کہ باب پر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بہتر خیال روزہ دیکھا سوچا ہی روایت کیا اسکو ابن عباسؓ یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے اور ارقطنی نے اور اسناد میں اسکی مجالہ ہی ضعیف کیا اسکو بہت لوگوں اور دلیل باری یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق تو باری اہل بیت پر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر روزہ دیکھا اور یہ عام ہر روزہ دار وغیرہ کو اور سنہ اسمعین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسئلہ سے بہتر شریعت نماز و روزه و غیرہ سوچا کہ اور یہ بھی عام ہر اور روایت کیا طبرانی نے ثنا ابن ابیہر بن ماسیم البغوی حدیث شافعی بن معروف ثنا محمد بن سلمۃ النجاشی ثنا بکر بن خنیس عن ابی عبد الرحمن بن عبادۃ بن سنی عن عبد الرحمن بن غزیر قال سألت مساذ بن جبیل ان تقول وانا کافر قال نعم قلت ای التھار انقول قال ای التھار شئت عدو و عشتہ الحدیث یعنی اکا عبد الرحمن بن غفر نے کہ پوچھا ہے عاف سے کہ سوچا کروں میں اور میں روزہ دار ہوں کیا انھوں نے کہا میں نے کس وقت دن کو نہیں کہا جو وقت چاہے تو صبح اور شام سے آخر حدیث کہ نہ کر کہا ابن ابیہر نے اور روایت کیا بیہقی نے اسحاق سے کہ پوچھا ہے مامر احوال سے کیا سوچا کہ روزہ دار ساتھ سوچا کہ نہ کر کہا کہ ان کیا دیکھتا ہی تو تیر زیادہ اسکو بانی سے کہا میں نے اول روز میں اور آخر دن میں کہا کہ ان کہا میں نے کس سے پوچھا ہے تجھ کو رحم کرے تیر اللہ کہا کہ ان سے ہی انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب الصوم

باب

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

اور کہا یہی ہے نفذ کیا ساتھ اس کے ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی نے اور تحقیق کہ حدیث میں بیان کہین انھوں نے حاکم سے منکر حدیثیں کہ نہیں بہ نسبت ساتھ لفظ اور روایت کیا ابن جبلی نے کتاب المغنم ابن عمر سے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ اخِرَ التَّهَارِ وَهُوَ صَاحِبُ مِثْقَلِ نَبِيِّنَا تَحِيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَاكُ كَرْتِے آخِرِ رُزْمِنْ اَوْرَآپ رُزہ دار ہوتے تھے اور ضعیف کیا او کو بسبب ابو میسر کہ ان میں ہر حجت ساتھ اس کے اور رفع کرنا اس کا باطل ہے اور صحیح ابن عمر کا فعل ہے اور روایت ہے حضرت انس سے کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مساک کر صائم اور وہ روزہ دار ہو فرمایا کہ ان کہا میں نے کہ ساتھ تر مساک کے اور خشک کے فرمایا ان کہا میں نے اول روز میں اور آخر روز میں فرمایا ان تو کہا گیا واسطے انس کے کہ کس سے سنا میں نے یہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا او کو تمام نے انس سے مفرد کہا ابن جبلی نے لَا أَصْلَ لَهُ نَمِین ہر اصل اس کی اور اسناد میں اس کی ابراہیم بن بھار خوارزمی روایت کرتا ہے حاکم اور وہ منکر حدیث اس کی او کہا شیخ ابن جبلی نے کہ واسطے اس کے ایک شاہد ہی حدیث معاد سے جو او پر گذری **ص** پڑھا ضعیف اگر روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روز کے بے مسکین کو کھانا دیوے جتنا کہ صدقہ فطر دیا جاتا ہے اور جب بڑھے کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس کی قضا کرے **ف** وَعَلَى الَّذِي يَرْبِطُ قَبْلَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كَأَسْبَغَ بَابِ مِین حِجْتِ ہر **ص** عورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی حیثیت کہ اپنی جان یا بچہ کی جان کا خوف کرے یا مریض ہو کہ اور زیادتی مرض کا او کو خوف ہو یا مسافر ہو تو یہ سب افطار کریں اور پھر جب عذر اٹکا جائے تو قضا ادا کریں بغیر صدقہ کے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت انس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے منع کیا مسافر سے روزہ اور آدمی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزے کو روایت کیا اس کو ابو داؤد وغیرہ نے اور بعض بھی اس واسطے نہ رکھے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اتنے ہی شمار کر لے اور دنوں سے یعنی اتنے ہی روزے جتنے قضا ہوئے اور دنوں میں رکھے اور اسی طرح پڑھا بھی روزہ نہ رکھے اور دلیل اس کی آیت جو گذری لیکن وہ منسوخ ہے جب نبی ہو سکے کہ یطيقونہ کے نہ جنگ دوسری آیت ہے اور کہا ابن عباس سے کہ وہ منسوخ نہیں ہے اور وہ بڑھے مرد اور عورت کا پورا جو طاقت روزے کی نہیں کہتے تو کھلاؤں پہ ہر روز کے ایک سکیر کو روایت کیا او کو جبارس نے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی اور ابن عباس اور ابن عمر اور سوائے صحابہ اور اسی سے خلافت سکامہ ہی نہیں تو اجماع ہو جاوے گا او پر **ص** اوجس مسافر کو کچھ روزے سے نقصان نہ ہو تا ہو تو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مستحب ہے تو اگر وہ سفر میں یا مرض میں ہو کر یا تو اس کے روزے کے بدلے میں صدقہ دیا جاوے گا اور اگر دیا نہ تھا اور اچھا ہوتا ہے مریا مسافر تھا اور مقیم ہوتا ہے تو اس کے روزے کے بدلے میں اس کا مالی صدقہ دیکو اس طرح ہر کہ اگر وہ شخص صحت اور اقامت کے بعد اس کے جتنے روزے فوت ہوئے تھے اتنے روزے کے برابر ہو تو اس کے سب روزوں کے بدلے صدقہ دیکو اور اگر اتنے روزے نہیں جیا تو جتنے روزے تندرست اور مقیم ہوا اتنے دنوں کا مہذبہ دیکو مثلاً اس کے دس دن فوت ہوئے تھے سو وہ بدینہ چنانچہ پانچ دن تک مقیم یا تندرست رہا تب مرقا پانچ دن کا بکا

اور جو ایسا حکم ہے کہ روایت کیا سانی نے سنن کبریٰ میں ابن عباس سے اور وہ راوی حدیث کے ہیں کہ نماز پڑھے کوئی چیز لے
 کیے اور نہ روزہ کے دن کھائے اور نہ پیو اور نہ بیوی کے بغیر نہ کرنا کھانے کے ہوا ایسا ہی کہما حضرت عمرؓ روایت کیا
 او کو عبد اللہ بن ابی اسحاق اور دیگر کھانا کو مالک نے موطا میں اور کھانا مالک نے خدین بن سنان سے کسی صحابہ اور تابعین سے نہیں لے کوئی نہیں
 روزہ رکھتا ہو کسی کے بلے یا نماز پڑھتا ہو کسی کے بلے اور یہ بخود ہی نسخ کو اس حدیث کے واللہ اعلم **ص** صدقہ ایک وقت کی ہوگا
 ایک روزہ کے صدقہ کے برابر ہو اور یہی صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک خدیہ پانچ نمازوں کا یعنی ایک دن کی نمازوں کا مانند دے دے
 ایک دن کے روزہ کے ہوا و رمضان کی قضا لگتا تا رہا ہے اور اگرے اور چاہے تھوڑی تھوڑی کر کے اور اگرے اور اگر دوسرے
 رمضان آجائے تو قضا کے روزہ کے بلکہ اور رمضان کے بلکہ تب بعد رمضان کے پھر اسی قضا کے روزہ کے اور صدقہ
 ہر روز کی طرح ہے دیو اور امام شافعی صاحب کے نزدیک صدقہ بھی واجب ہوگا **ف** اور دلیل یہاں سے ہے کہ رمضان میں
 کہ سارے ایک رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر افطار کیا یہاں تک کہ نہ درست ہوئے پھر روزہ رکھے یہاں تک
 کہ دوسرا رمضان آگیا اور روزہ رکھے اسی رمضان کے پھر روزہ رکھے اور کھانا دیتے تھے اور کھانا دیتے تھے ایک سکیر کو ہر روز
 اور دلیل ماری قول اللہ تعالیٰ کا ہے قَدْ تَقَرَّنَ آيَاتُهُ اٰخِرًا یعنی شمار ہی اتنا دوسرے دنوں میں اور یہ عام ہے اور وہ چنانچہ
 نے روایت کیا ثابت نہیں ہے کیونکہ سند میں اس کی برابر ہم بن نافع ہے کہ ابونا تمہارا ہے جو ٹھہر بولتا تھا حدیث میں اور اس میں
 ایک شخص جس کو تھمت ہی وضع حدیث کی **ص** روزہ کا دلی ہر روز کے روزہ کے بلے روزہ کرے اور اس کی نماز کے بدلے
 نماز پڑھے اور نفل کا روزہ جب کوئی شخص شروع کرے تو اس پر تمام کرنا اور سکا لازم آتا ہے تو اگر اس کو توڑ لیا گیا تو قضا
 اس کی اور اگرے **ف** کیونکہ حضرت نے روزہ نفل صبح کو رکھا تھا پھر کھالیا اور یہ حدیث اوپر گزری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 افطار کیا روزہ کو سفر میں بعد اس کے کہ رکھ چکے تھے اور اسی واسطے ضیافت کے واسطے روزہ نفل توڑ دینا درست ہے تو قضا اس کی لازم
 کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حضرت عائشہؓ اور جعفرؓ کو جب کھالیا تھا انھوں نے کھانا اور روزہ رکھا تھا صبح کو کہ افضیلاً
 یوماً اٰخراً مِمَّا نَهَيْتُمْ عَنْهُ یعنی قضا کر کے دن بھر اس کے اور نہ صیغہ کیا اس کو بخاری اور روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور
 سانی نے اور دفع کیا گیا بعض اصحاب کا بیان کیا اس کو شیخ ابن الہمام علاوہ اسکے روایت کیا اس کو ابن حبان صحیح میں اس
 طریقے کے اور ابن ابی شیبہ نے اور طریقے سے اور بنی بنی اور طریقے سے اور روایت کیا اس کو طبرانی نے اور طبرانی نے اور ان سب
 طریقوں کے اور طریقوں سے پھر کہ شیخ ابن الہمام فَقَدْ تَقَرَّنَ هَذَا الْحَدِيثُ شَوْكًا لَا كَمَرَةً لَہ یعنی ثابت ہوگئی ہے
 اس طرح کہ نہیں ہے ہر روز کرنے والا اس کا کوئی اور روایت کیا اور طبری نے جابر کے تیار کیا ایک شخص نے واسطے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تو بلایا اور سننے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ کو تو جب لائے وہ کھانا کھنکھا ایک شخص
 سو کہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہی ٹھیکو کہما او شیخین روزہ سے ہوں تو کہما حضرت علیہ السلام نے تکلیف کی تیرے بھائی
 اور بنایا واسطے تیرے کھانا اور تو کہما ہوں روزہ دار ہوں کھائے اور روزہ رکھتے بلے اس کے اور بعضوں نے کہا ہی کہ روزہ کو
 نہ توڑا اور دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بلایا جاوے کوئی تم سے کسی طرف کھانے کے تو قبول
 کرے اور اگر روزہ نہ ہو تو کھائے اور روزہ دار ہو تو دما کرے اور اس حدیث کا کہ شیخ ابن ہریرہ اور ہریرہ جملہ صحابہ اس کا افسانہ

بنا کر روزہ رکھنا

اس مقام میں شیخ ابن الہمام **ص** مگر جس ایام میں کہ روزہ رکھنا منع ہے اور نہیں اگر شروع کر گیا تو تمام کرنا اور سکا لانا نہ آویگا اور وہ پانچ دن میں ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقرعہ کا دن اور تین دن اس کے بعد یعنی گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں کی بجائے اور نفل کا روزہ بے عذر نہ تو ہے ایک وایت میں اور ایک وایت میں جائز ہے کیونکہ قضا اس کے قائم مقام اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہے اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونوں کے واسطے ہے اور اگر رمضان میں دن کو ایک کھانا بالغ ہو یا ایک فرسلمان ہو تو اس روز باقی روز میں کچھ نہ کھائے اور نہ پیو رمضان کی بزرگی کے سبب اور اس روز کی قضا ادا کرے اگرچہ نیت روز کی ان دونوں کی اور پھر کھا لیا تب بھی قضا نہیں کرے اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونوں باقی روز کچھ کھاوین اور نہ پیوین اور اس روز کی قضا ادا کرے اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اس کے اپنے گھر آیا تب نفل روز کی نیت کی اور نیت کرے کا وقت تھا یعنی دو پہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہے اور اگر وہ رمضان کا مہینہ تھا تو اسپر اس روز کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا تقیم اس دن سفر کیا تو اسکا بھی یہی حکم ہے اور اون دنوں اگر افطار کیا تو کفارہ نہیں ہے چنانچہ ان میں بیوشن یا اونکی قضا ادا کرے مگر جس دن بیوشن شروع ہوئی ہے اور وہ نیت روز کی کر چکا ہے یا اس دن کی رات کو بیوشن تھی تو اونکی قضا کرے غرض یہ ہے کہ اگر نیت کر چکا ہے تو روز صومح ہو جاوے گا اور جو نیت کی تو ہر گرج صومح ہوگا اور اگر سارے رمضان بھر محنون یا قضا کرے اور اگر رمضان کے رمضان میں یوانہ رہا تو جتنے روز گذرے ہیں اونکی قضا کرے تو اگر وہ شلال بالغ یا عاقل تھا اور رات جنو ابین بالغ عاقل ہو تو بھی یہی حکم ہے بظاہر روایت میں اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک لگ کر حالت جنون میں بالغ ہو تو روزے اوپر چڑھا نہونگے باوجود اسکے کہ سارے رمضان یوانہ نہ رہا اور دلیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے اور اگر اون پانچ دن میں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے روز کی مذکر یا پورے سال بھر روز کی نیت کی تو اون دنوں کی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھ لیا تو پھر قضا نہیں کرے لگنگا ہوگا تو اگر کچھ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہیں ہے تو ان صورتوں میں نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہیں ہے تو قسم ہوگی اور اگر افطار کر گیا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونوں کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر نہ کیا کہ نذر نہیں ہے یا ہی تو ان صورتوں میں نذر اور قسم دونوں ہوگی اور اگر افطار کر دیا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں کی نیت میں نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت میں قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے شش عید یعنی چھ روزے جو شوال میں رکھتے ہیں تو انکو بعد اجدار کھنا مستحب ہے لگتا تا نہ کر کے تو مکروہ ہوگا اور شہادت نصاریٰ کے لازم آوے گی **ف** اولاً استحباب ان چھ روزوں کا احادیث سے بیان کرنا لازم ہے سو وہ یہ ہے جو روایت کیا مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہم نے ابو ایوب سے کہ فرمایا حضرت مسلم علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے اوپر چھ رکھے اسکے سات روز شوال میں تو ہوگا ایسا جیسے سینے سے زانے روزے رکھے تو روزے چھ روزے نماز کی بیان کرنا واجب ہے وہ یہ ہے کہ ہر کتنا نفل کے روزے ہی روزہ کہتے تھے اور جب چھ روزے بعد فطر کے تسلیم کر گیا تو ایک طرح کی تشبیہ نصاریٰ کے ساتھ تحقق ہوئی اور بعضوں کے نزدیک تازی کیونکہ کہتے ہیں کہ جب عید فطر کے روز روزہ رکھا تو شبانہی واللہ اعلم کہ جو چھ شعبان کے روزے رکھے اور ملا یا اسکو ساتھ رمضان کے تو چھ لیا اسنے آخر شعبان میں روزے ایام میں یعنی

اور عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ بدو ناذن غلو نہ کرے نہ کہ روایت کیا ہو سکون بخاری سلم وغیرہ نے اور جو شخص کسی قوم پر جانے کے اور تو بغیر ناذن اپنے کے روزہ نہ کرے کمال اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث منکر ہے واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف سنت مومکہ ہے اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ دیر تک ہمارا روزہ دار کا مسجد میں بہ نیت عبادت حبس عتبات ہوتی ہے لیکن بہت مومکہ دھونا تو فقط عشرہ اخیرہ میں ہو کیونکہ روایت کیا بخاری سلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرے عشرہ اخیرہ میں بہ رمضان تک کہ اوشالیا اوکو اللہ تعالیٰ نے پھر اعتکاف کیا بعد ازاں اوکی ازواج مطہرات تو یہ ناذن لالت کرتی ہیں سنت ہے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہے وہ یہ کہ نذر کے اعتکاف اور ایک مستحب ہے کہ سوانہ سن فون میں اخیر رمضان کے اور دنوں میں اعتکاف کرنا اور ان فون میں اہمیت ثابت نہیں لی بیان کیا اوکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک ہنا یہ رکن ہے اعتکاف کا اور نیت شرط ہے اور روزہ بھی شرط ہے اور الہمام شافعی کے نزدیک شرط نہیں لیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا دا قطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی علیہ وسلم نے کہ اعتکاف کے لایا بصرہ میں ہے اعتکاف مگر روئے سے کہا بیہقی نے یہ وہم ہے سفیان بن حبیب سے یا سیدہ اور ضعیف کیا اوسنے سویدہ لیکر کہا کہ میں یہ کہ کہا علی بن حجر نے کہ پوچھا سینے بیہقی سے اوسن دونوں کے احوال سے تو شنائی انھوں نے اوزہ روایت کیا ابو داؤد نے عبد الرحمن بن اسحق سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عروہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھوں نے سنت ہے اور پراعتکاف کو نہ ملے کے کہ نہ عبادت کرے کسی مریض کی اور نہ حاضر ہو جائز ہے میں اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اوسن اور نہ کھلے کسی جاہت کو مگر جو ضروری اور نہیں ہے اعتکاف مگر روئے سے اوسن نہیں ہے اعتکاف مگر مسجد طبع میں کہا ابو داؤد نے سوا عبد الرحمن کے اوکو فی اوسین لفظ استہ کا نہیں ہے کہ کہلو عبد الرحمن بن اسحق اگرچہ کام کیا اگر اوسین لیکن اخراج کیا اوسن سے مسلم نے اور توفیق کی اوکی ابن حبیب نے اور شنائی او سپر غلو کے نے اور روایت کیا ابو داؤد نے اور شنائی نے ابن عمر سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کر میں جاہت میں ایک دن اور ایک ات نزدیک کہنے کے سو پوچھا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ کہ اور ایک وایت میں سنائی کی ہے کہ تم کیا حضرت صلی علیہ وسلم نے اوکو کہ اعتکاف کر میں اور روزہ کہیں کہا دا قطنی نے سفردہو اساتھ اوسکے عبداللہ بن علی بن قمار انخرامی عمر سے اور ضعیف حدیث ہے اور ثقات لوگوں نے اصحاب عمرو بن دینار سے نہیں ذکر کیا روئے کا اوسین سے ابن جریر اور ابن کثیر اور حاد بن سلمہ اور طوبن زید اور سولانکا اور یہ حدیث صحیحین میں ہے نہیں ہے اوسین ذکر روزہ کا بلکہ اتنا ہی ہے کہ کہا حضرت عمر نے کہ نذر کی تھی سینے جاہت میں کہ اعتکاف کروں جو حرام میں ایک ات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کر اپنی نذر اور ایک وایت میں ہے حضرت عمر سے کہ نذر کی تھی سینے جاہت میں کہ اعتکاف کروں ایک ن نزویات جو حرام تو مولایہ پوچھا لیل ساتھ رات کے یا ایک ات ساتھ ایک کے تاکہ طاعت ہو و حدیثوں میں اور جواب یا جاو گجاک غایت اسکی یہ ہے کہ سکوت کیا روئے کے ذکر سے ان لوگوں نے اور یہ بات اصول حدیث میں مقرر ہوئی ہے کہ زیادت تقدضا بط کی مقبول ہے اور ثم جضعف ثبات کرتے ہو عبداللہ بن ابی بکر کا سلم نہیں ہو کہ کہا ابن نہیں مگر وہ صاحب حدیث ہے اور نہ کہ کہلو سکوا میں جانے ثقات میں اور نہ کہ

فائدہ

خبر از ابن عمر

عبداللہ بن علی بن قمار

مؤید زائکے حدیث حضرت عائشہؓ کی جو نقل کی ہے اور ابو داؤد و نسائی سے اور بخاری و بیہقی نے ابن جریر سے انھوں نے
 عطاء سے انھوں نے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے کہ کما اون دونوں نے اَعْتَكَفْتُ صَوْمًا یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ رکھے
 تو قول ابن عمرؓ کا بھی ہو یہ اوس کے ہر کوئی کو نقل کیا انھوں نے اس کو اپنے باپ سے اور یہ واقعہ اس واقعے سے اور امام شافعی
 دلیل لائق ہیں اوس سے جو روایت کیا اوس کو حاکم نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ وسلم نے نہیں ہر اعتکاف
 کرنے والے پر روزہ مگر یہ کہ کرے اپنے نفس پر اور صبح کی اوس کی حاکم نے اور جواب یہ ہے کہ تصحیح اون کی تمام نہیں اسناد میں اس کی
 عبد اللہ بن عمرؓ کی ہر اور وہ معمول ہے اور باوجود حیات اوس کی کے نہیں ہے کہ کیا اوس کو کہنے سوا اوس کے بلکہ موقوف کرتے ہیں
 اوس کو ابن عباسؓ پر اور مؤید ہر اس کے وقف کے جو ذکر کیا اوس کو بیہقی نے بعد ذکر اس بات کے کہ متفرق ہوا ساتھ اوس کے رہی گذشتہ
 کیا اوس کو ابو بکر حبیبؓ نے عبد الغزیز بن محمد سے انھوں نے ابو سہیل بن مالک سے کہا کہ جمع ہو امین اور ابن شہابؓ نزدیک عبد الغزیز
 کے اور یونکی عورت نے مذکر کی تھی اعتکاف کی مسجد حرام میں سو کہا ابن شہابؓ نے کہ نہیں ہر اعتکاف مگر ساتھ روک کے سو کہ اگر
 بن عبد الغزیزؓ نے کیا یہ سوال علیؓ علیہ وسلم سے ہے کیا انھوں نے نہیں سو کہا کہ ابو بکرؓ سے کہا انھوں نے نہیں کہا عمرؓ سے
 کہا کہ نہیں کہا ابو سہیلؓ نے کہ پھر پھر امین سو پایا میں نے طاؤس اور عطاءؓ کو پوچھا میں نے اوس سے یہ سو کہا طاؤسؓ نے تھے ابن عباسؓ
 نہیں دیکھتے تھے معتکف پر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر مقرر کرے اور کما عطاءؓ یہ صحیح ہے تو اگر ابن عباسؓ نے رفع کیا ہوتا
 اوس کو نہ وقف کرتے طاؤسؓ اوس کو ابن عباسؓ پر اور اسیدؓ سے اعتراف کیا بیہقی نے کہ رفع اوس کا وہم ہے اور پھر عیبت ہے ہر
 کہ وقف بھی متاع سے سالم نہیں ہوا سیکھ اوس پر ہم ذکر کر چکے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے کہ کما اون دونوں نے معتکف روزہ رکھے
 اور کما عبد الزانؓ حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مِقْسَمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 مَنْ اَعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ یعنی جو اعتکاف کرے تو اس پر روزہ ہے اور اسناد اوس کا صحیح ہے اور بخاری و بیہقی نے
 حضرت عائشہؓ سے موقوفہ مَنْ اَعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ اور زہری اور عروہؓ بھی کہ کما اون دونوں نے اَعْتَكَفْتُ اَعْتَكَفْتُ
 بِالْقَوْمِ اور موطا میں مالک کی ہے کہ پوچھا اؤ کو قاسم بن محمد اور نافعؓ مولیٰ بن عمرؓ سے کہ کما اون دونوں نے نہیں ہر اعتکاف مگر
 ساتھ روزہ کے بس بقول اللہ تعالیٰ کے ثُمَّ ارْتَعَا الصَّيَامَ اَلِ اللَّيْلِ وَلَا تَبَايَسُوا هُنَّ وَ اَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ
 یعنی تمام روزہ کو رات تک روزہ باشرت کرو عورتوں سے جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدوں میں تو ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کو
 ساتھ روزہ کے کہا صحیح ہے کما مالک نے وَاَلَا مَنَ عَلَ ذَٰلِكَ عِنْدَنَا نَآئِمَةٌ اَعْتَكَفْتَ اَعْتَكَفْتَ اَعْتَكَفْتَ اَعْتَكَفْتَ اَعْتَكَفْتَ اَعْتَكَفْتَ
 اس پر یہ کہ نہیں ہر اعتکاف مگر ساتھ روزہ کے اور یہ بھی ماننا چاہیے کہ اعتکاف اوس مسجد میں صحیح ہے جہاں جماعت ہوتی ہو روزہ
 کیا طبرانی نے ابراہیم نخعی سے کہ کما حذیفہؓ نے واسطیؓ ابن سعدؓ سے کہ تم تعجب نہیں کرتے ہو اون لوگوں کے کہ درمیان مسجد کے کھڑے ہو کر
 ابو موسیٰؓ کے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہم اعتکاف سے ہیں کما ابن سعدؓ نے کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہوں اور تم خطا پر اور اون لوگوں کو
 یاد ہو اور تم بھول گئے ہو کما حذیفہؓ نے لیکن میں جانتا ہوں کہ نہیں ہر اعتکاف مگر مسجد جماعت میں اور بخاری و بیہقی نے ابن عباسؓ
 کہ بدتر کما مومن میں کہ نہ نزدیک عتین میں اور حذیفہؓ نے کہ بدتر عتین میں ہر اعتکاف کرنا اون مسجدوں میں جو گھروں میں ہیں اور روزہ رکھتے
 کیا ابن ابی شہابؓ اور عبد الزانؓ دونوں نے اپنے صنف میں شَنَا سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ اَخْبَرَنِي جَاوِدُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ

عن عبد الرحمن بن عوف قال لا اعتکاف الا في مسجد يحكمه او اربع بكنى من فروعها من مشرقها يمين
اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہ سے یہ مروی ہے کہ نہیں صحیح ہے اعتکاف گراؤں مسجد میں یا چوں نماز میں پڑھی جاتی ہیں یا نہ لیل
لائے ہیں یا نہ اور میں نے کہ جب کو روایت کیا ابن الجوزی نے حذیفہ سے کہ کہ اعتکاف سنا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
فرماتے تھے جو جگہ واسطے اسکے امام ہی اور نوؤں سوا اعتکاف اور میں صحیح ہے تو لاہی واللہ اعلم بالصواب اور کہ تم
اوسکی ایک دن ہی توجو اعتکاف شروع کرے اور ایک روز تمام ہوئے کے پہلے چھوڑ دیکے تو اس پر فقہا ہی اور امام محمد کے نزدیک
کہ مدت ایک ساعت ہی اور وہ ہوگئی تو قصدا نہیں اور معتکف مسجد میں یا ہر جگہ گر حاجت انسانی جیسے پیشاب یا جاحضہ کے واسطے
کیونکہ مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں داخل ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں مگر واسطے حاجت انسانی
جب چوتھے معتکف نکلا اسکو یہاں صحیح ہے یا جمعہ کے واسطے آفتاب ڈھلے نکلے اور جب مکان جامع مسجد
دوسرے ہو تو وہ ایسے وقت نکلے کہ جمعہ پالیوے اور سنتیں پڑھے چار جمعے کے پہلے اور ایک روایت میں چار کھنٹیں چار
سنت اور دو تہی مسجد کی اور بعد جمعے کے چار امام صاحب کے نزدیک اور چھ صاحبین کے نزدیک اور اس قدر زیادہ دیکھنا
معتکف کو جامع مسجد میں اعتکاف کو فاسد نہیں کرتا اور اگر بغیر عذر کے مسجد سے ایک ساعت بھی نکلے تو فاسد ہوگا
اور صاحبین کے نزدیک نہیں فاسد ہوگا مگر جب کہ آحاد دن برابر نکلا ہے اور یہی حسن ہے معتکف کہتا و
اور پچھو اور سو کہ اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہوتی تھی کوئی گھر اعتکاف میں مگر درمیان مسجد کے
ص اور بیچے اور خریدے مسجد میں بغیر سودا حاضر کرنے کے اور سو معتکف کے اور کوئی شخص مسجد میں بیگانہ کرے
روایت کیا اصحاب سفین نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنا اور
خریدنے سے مسجد میں آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے کہ بچاؤ مسجدوں کو اپنے لڑکوں سے یہاں تک کہ فرمایا اور
بیچنے سے اور خریدنے سے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور پوری حدیث یوں مروی ہے مصنف میں اس کے حدیث
محمَّد بن مسلم عن عبد الرحمن بن عبد اللہ عن محمد بن عوف عن قتاد بن جبلة عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال حيثو امساجدكم حبسوا لكم وحيث كنتم وبسكنكم وحيث كنتم وما لكم وما رفع
اصواتكم واقامة حدوكم وسلب سيوفكم واتخذوا على ايمانهم اياما
وحبسوا من التجمع ص اور چپ زر ہے یا یعنی ایسا کرے کہ بالکل بات کرنے کو تو تو
ص بلکہ بہتر اور نیک باتیں کرے اور اعتکاف کو جماع باطل کرتا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا تباينوا في
واستثمروا في المساجد یعنی نہ سبائت کر دو عورتوں کی جب تم اعتکاف کرنے والے ہو سبائت میں ص
اگرچہ بات کو ہو یا بھولے سے اور اگر سوا فرج کے اور جگہ دلی کرے یا بوسہ لیوے یا چھوئے تو اگر انزال ہوا اعتکاف
باطل ہوگا اور اگر انزال نہ ہوا تو باطل نہ ہوگا اگرچہ یہ کام اعتکاف میں حرام ہیں اور عورت اپنے گھر میں اعتکاف کرے اور اگر گھر
روزوں کے اعتکاف کی ہند کی تو دن روزوں کی رات میں بھی اوسکو اعتکاف کرتا واجب ہوگا برابر لگتا تا اگرچہ اس نے
ایسی نیت نہ کی ہو کہ دو روز کی نیت کی تو دو دن روز کی رات بھی داخل ہوگا اور اگر نیت کی نیت صحیح ہو جائیگی

کتاب الحج

جان تو کہ حج فرض ہے اور سکر اور سکا کا فرض اور فرضیت اور کسی قرآن شریف ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ
 وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ اِذْ يَتَذَكَّرْنَ اَنْ يَّحْسِنُوا الصَّلَاةَ وَالْيَاكُوفَ لِلَّهِ حَافِظِينَ اور عمر بھرمیں ایک بار فرض
 روایت کیا احمد نے مسند میں اور واقفنی نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کما صحیح ہے اور بشرط شیخین ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سے کہ خطبہ پڑھا ہمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ای لوگو فرض کیا اللہ نے تہجیر حج کو سوسو گھر سے افرغ
 بن عباس اور کما کہ ای رسول اللہ کیا ہر سال میں ہو فرمایا آپؐ اگر میں کہتا ہوں البتہ واجب ہوتا ہر سال میں اور تم اس کی قدرت
 حج ایک بار ہو اور جزا زیادہ ہو وہ نفل ہے اور روایت کیا مسلم نے صحیح میں ابو ہریرہؓ ماندا اسکے **ص** ہر آزاد و مسلمان مکہ مکرمہ
 آگئے والے پر جب اسکو اسطے توشہ اور سواری ہو فاضل ضروری خرچ اور عیال کے نفقے سے کوئی نہ تک اور راہ کا بھی نہ
ہو **ف** آزاد اور بالغ ہونا اسو اسطے شرط ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو راہ کا حج کرے پھر بالغ ہو تو اسکو
 دوسرے حج ہو اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جاوے تو اسکو دوسرے حج ہے روایت کیا اسکو حاکم نے ابن عباسؓ اور کما صحیح ہے شرط
 شیخین پر تو لغو محمد بن منہال کا ساتھ رفع اس کے کہ کچھ ضرور نہیں کرنا کیونکہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے اور بویکر
 اسکے ایک مسل حدیث روایت کیا جسکو ابو داؤد و مرسل میں محمد بن کعب قزلی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو راہ کا حج کرے اہل اس کے اور مر جاوے کافی ہو جاوے گا اس سے نو اگر پاک یا بلغ کو حج کرے اور جو غلام کہ حج کرے لوگ اس کے کافی ہو جاوے
 اس سے نو اگر آزاد کر دیا جاوے تو لازم ہے اور ہر حج اور یہ ہر حج نزدیک حجت ہے اور وصف ابن ابی شیبہ میں ہے روایت موقوف ابن
 سے اور ندرست ہونا شرط ہے ہر حج نہیں آئندہ والا چاہیہ اندھے پر اگر مال ہو حج نہیں توشہ اور سواری شرط ہے اسو اسطے
 کہ روایت کیا حاکم نے سعید بن ابی عمروؓ انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انسؓ انھے قول میں وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ
 مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنی حج کر لوگوں پر لکھ واسطے جو شخص طاقت سبیل کی رکھتا ہو کہ گیا ای رسول اللہ کیا جبر
 سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط بخاری مسلم کے اور نہیں نکالا اون اونے اسکو اور متابعت کی سعید
 کی حد میں طہ سے قبا سے پھر نکالا اسکو حاکم نے اس طرح پر اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط مسلم کے اور مروی ہے اور طریق صحیح ہے
 مرسل کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں کہ سبیل ادا اور راحل ہے اور بہت لوگو اسے یہ حد میں مروی ہوئی ابن عمر
 اور ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ اور جابرؓ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ وغیرہم سے پھر چاہیہ کہ فاضل ہو حاجت اصلی ضروری
 ماندہ خادم اور سہا نگلی اور کپڑوں وغیرہ کے اسو اسطے کہ یہ چیزیں ہونا ضرور نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ اہل عیال کے نفقے سے فارغ
 اسو اسطے کہ نفقہ فرض ہے اور حق سید کا مقدم ہے لکھ حق پر نزدیک شرع کے اور جو لوگ کے سے قریب ہیں انکو سوار شی شرط نہیں
 کیونکہ انکی مشقت اس قدر نہیں کہ سواری بھی ضرور ہو بخلاف اور لوگوں کے اور راہ کا بھی اہل شرط ہے اسو اسطے کہ محافظت جان
 و مال کی ضروری ہے **ص** عورت کو بغیر محرم اور خاوند کے حج درست نہیں اگر اس عورت کے مکہ میں سفر کے بار بار ہو
ف اور اگر اس کے بہو تو شرط نہیں اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو بے محرم کے حج جائز ہے جب کہ ایک فائدہ ہو
 اور اسکے ساتھ معتبر عورتیں ہوں اور ہر سال نزدیک جائز نہیں اور دلیل امام شافعی کی عدم آیت کا ہی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ

میں نشان

روایت کیا ترمذی نے جابر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر سے کیا واجب ہو فرمایا نہیں بلکہ یہ عمر کو
تو فضیل ہو اور اس کا بیان آگے آگیا **ص** میقات پہنچنے کے پہنچنے والے کا ذوالحلیفہ ہو اور عراق والوں کا ذات عرق
اور شام والوں کا حنظلہ اور نجد والوں کا قرن اور یمن والوں کا یلم **ف** میقات اوسکو کہتے ہیں جہاں سے احرام
باندھتے ہیں اور ذوالحلیفہ اور ذات عرق اور حنظلہ اور قرن اور یلم یہ سب مقاموں کے نام ہیں اور تعیین حدیث میں
مروی ہے روایت بھی ہیں میں حضرت ابن عباس سے کہ مقرر کیا میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مینہ کے ذوالحلیفہ
اور واسطے اہل شام کے حنظلہ اور واسطے اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے یلم اور اخیر کیا اوسکا ترمذی اور ابوہریرہ
وغیرہ نے اور اس حدیث کا یہ ہے کہ یہ مقام دن کو گون واسطے ہیں اور جو دن پاس آئے اور اون کو گون میں سے نہ ہو
جو ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو مکہ سوا ہو تو جہاں پہلے یہاں تک کہ اہل مکہ احرام باندھیں گے میں اور نہیں فرمایا
اوس میں میقات اہل عراق کو بلکہ نہ فرمایا اوسکو جابر نے روایت کیا اوسکو مسلم نے اور شک کی راوی اوسکے رفع میں اور ابن
نے روایت کیا اوسکو اور اوس میں شک نہیں اور اوس میں کہ مقام اہل اہل شرق کا ذات عرق ہو مگر اسناد میں اوسکی اہل یمن
بن نذیر جوڑی ہے اور نہیں شک ہے اوسکی حدیث میں اور روایت کیا ابوہریرہ حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور اسناد میں اوسکی افطخ بن حمید ہے اور تھے اصحاب جنبل انکار کرتے اسکا اور بخالا
عبدالرزاق نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر کیا واسطے اہل عراق
کے ذات عرق اور صحیح ہوئی یہ حدیث **ص** ان تماموں سے آگے بڑھنا بغیر احرام کے حرام ہے جو اسکا قصد کے میں داخل ہو گا اور
ف برابر کہ قصد کرے حج اور عمرے کا یا کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ نماز کرے کوئی میقات مگر احرام
باندھ کے اور یہ عبارت ہے **ص** میں ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ مصنف میں **ح** ثنا عبد السلام بن حرب
عن حنیف عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحجوا و الوقت
الا باحرام یعنی نہ نماز کرے میقات مگر ساتھ احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور کہا شافعی نے
اپنے سند میں **ح** ثنا ابن عیینہ عن عمر بن عبد الرحمن عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحجوا و الوقت
للمیقات بغیر احرام یعنی یہ حدیث ہے ابن عباس اوسکو جو آگے جاتا تھا میقات بغیر احرام کے اور روایت کیا
ابن ابی شیبہ نے **ص** ثنا داؤد بن سعید عن سفیان عن حبيب بن ابي ثابت عن ابن عباس اوز ذکر کیا اوسکو اور روایت کیا
اسحق بن ابی یوسف نے سند میں **ح** ثنا فضیل بن عیاض عن لیث بن ابی سلیمان عن عطاء بن یشیع عن ابن عباس
قال اذا جاء وقت فلم یحرم حتى دخل مكة رجلا الى الوقت فاحرم وان خشي ان رجلا الى
الوقت فانه یحرم و یعرف لذلك دما یعنی کہا ابن عباس کہ جب نماز کرے کوئی شخص میقات کی اور احرام
باندھے یہاں تک کہ داخل ہو جاوے میں تو نہ طریق میقات کے اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے رجوع کا طریق میقات کے تو تو
احرام باندھے اور اوسکے بلے میں ایک قرانی کرے **ص** اور قبل پہنچنے کے ان مکانوں میں اگر پہلے سے احرام باندھے
تو درست ہے **ف** روایت کیا حاکم نے باب التفسیر میں مستدرک سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے

ابوہریرہ سے روایت کیا

جو کہ پہلے نماز کے اور جب سنائے کہ مرد کے رسولی اوسکی اور جب پڑھے چرمائی پر اور جب اوزرے اوتا رہیں اور جب طافات کرتے
بعض لوگ اس وقت اور صبح کے وقت اور دہشت کیا ابن ماجہ نے فرائض میں کہا کہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ
إِذَا لَبَّى دَاكِبًا يَمْنَى تَحْتَ رِجْلِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا كُنْتُ جِب طافات کرتے سوار دن کی اور ذکر کیا انھوں نے سب تماموں کو
سوال کیا کہ جب سنائے آئے سواری جیسا کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** اور جب داخل ہووے کے میں پہلے جاوے سیدہ زین
ف اس واسطے کہ صحیحین میں ہے کہ جب آئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے شروع کرتے تھے مسجد سے تو پہنچتے تھے اپنی
در کہتین قبل بیٹھنے کے پھر بیٹھتے تھے ساتھ آدمیوں کے اور نہیں یہ مضائقہ اس میں کہ جاوے مسجد میں بات کو باذن کو روایت کیا
نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کے میں رات کو اور دن کے دن وقت کے حج و طواف میں بات کو اور دن کو عمرے میں
ص اور جب دیکھے خانہ کعبہ کو تکبیر اور تہلیل کے **ف** تہلیل کے معنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا اور روایت ہے کہ
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے خانہ کعبہ کے پاس کہتے تھے اَللّٰهُمَّ خُذْ بِنَاتِ الْبَيْتِ مِنَ الْكَفَرِ وَالْفُجْرِ مَنْ
ضَيَّقَ الْقُدْرَةَ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اور اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اور اس مقام پر اللہ تعالیٰ سے جنت میں داخل ہونا بھیجا
وکتا بے گناہ کیونکہ وہ ماقبول ہوتی ہر وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے **ص** یہ سنائے جاوے اور اسود کے اذکار تکبیر کے اور تہلیل کے
اور اٹھائے دونوں ہاتھ مانند نماز کے اور چوم لےوے اوسکو مونہ لگا کے اور اگر چہ سنا نہوے تو پہلے اوسکو ہاتھ سے چومے
پھر ہاتھ چوم لےوے اور اگر یہ بھی ہو جو چوم کے نہوے تو سنائے اوسکو جاوے اور تکبیر اور تہلیل کے اور تہلیل کے اللہ تعالیٰ کی لہو
درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر **ف** لیکن سنائے جانا حجاز اسود کو تکبیر کہنا اور تہلیل کہنا حدیث میں ثابت ہے روایت کیا
امام احمد نے مسند میں سعید بن مسیب انھوں نے حضرت عمر سے کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اذکار کے تم ایک
مرد فوی ہو سوز مزاحمت کرو لوگوں کی نزدیک ہر اسود کو تازیانا ہوگی ضعیف کو اگر تو خالی پاؤ تو چومے اوسکو ورنہ سنائے بالاسکے او
تکبیر اور تہلیل کے اور ہاتھ اٹھانا اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اٹھاؤ باذن مگر رات جبکہ میں اور ذکر کیا انھیں
وقت چہ نے حجاز اسود کو ذکر کیا اسکو صاحب ہار نے اونہیں یہ قول اس حدیث میں جیسا کہ کتاب الصلوۃ میں یہ حدیث گذری ہو
چونکہ اس طرح چاہیے کہ لو سپر دونوں ہاتھ لگائے چوم لےوے اس واسطے کہ صحیحین میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ
عہودہ پاس اوچھا اوسکو اور کہا قسم اللہ کی میں جانتا ہوں کہ تو پھر ہونہ تو پھر کر سکتا ہوں نفع کر سکتا ہوں اور اگر میں نہ کیفتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چستے تھے ٹھکوریچو متا میں ٹھکوا و مردی ہے حضرت ابن عباس سے کہ وہ چستے تھے حجاز اسود کو
سجد کرتے تھے اوپر پٹنی ہر اپنا واسطے چسنے کے اوپر رکھ دیتے تھے اور کہا انھوں نے کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ چستے تھے اوسکو
اور سجد کرتے تھے اوپر اور پھر کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اوسکو روایت کیا
اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجد کرتے تھے
حجاز اسود پر بعد ہوسہ لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباس اور کہا کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ ہوسہ دیا اوسکو پھر سجد کیا اوپر
کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اوسکو روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا
اوسکو اور جب چوم ہو تو چسنے سے باز رہے تاکہ کسی کو اذیت نہ ہو و اس واسطے کہ چمناسنت ہے اور سلمان کے ایدہ نے سے

باز رہنا واجب ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَكَذِبِ يَدَيْهِ** مسلمان وہ شخص جو کہ بکھین سلطان اور کسی زبان اور ہاتھ سے جھوٹ بولے اور ہاتھ سے کچھ اڑتے ہوئے اور طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف قدم اور سنت ہی طواف واسطے آسانی کے پھر اضطیاع کیے گئے وہی طرف کو چلاؤ طواف کو حجر اسود شروع کرے اور طواف میں حلیم کو بھی شامل کر لے اور اضطیاع اور سکو گتے ہیں کہ چادر کو دائیں اٹھائیں کہ پیچھے کے دونوں کنارے اسکے بائیں کندھے پر قلم اور سات پیچھے سے پیٹھ کے **ف** حلیم ایک تعلقہ کہ اس میں بڑے بڑے تھیں جب کعبہ بنایا اور پھر تسمات لٹل نہ پایا کہ اتنی جگہ کو بھی کعبے میں داخل کریں تو اسکو باہر کھاتھا اور اسی واسطے اسکو حلیم کہتے ہیں یعنی ٹوٹا ہوا اور لیسایا طواف کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ یحییٰ بن اسحاق کہ طواف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضطیاع کو کے ساتھ ایک چادر بنے اور مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ مذکور تھی انھوں نے کہ اگر فتح ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر تھینگی اور میں دو کشتیں جو فتح ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کا ہاتھ پکڑا اور گردیاں کو حلیم میں اور فرمایا کہ پڑھ اس جگہ اس واسطے کہ حلیم خانہ کعبہ سے ہوا در تری قوم نے جب نماز کو خارج کیا اسکو خانہ کعبہ سے تو اگر نزدیک ہوتا زمانہ جاہلیت کا البتہ میں توڑ لکھنے کی بنا کو اور بنانا اسکو جیسا حضرت ابراہیم نے اسکو بنایا تھا اور داخل کرنا میں حلیم کو گتے میں اور جو کھٹ کو زیر سر ملا دیتا اور کرنا میں اسکو دو دروازہ ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی اور اگر میں جو گتے سال تک تو کرنا لیسائی روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد ترمذی وغیرہم نے نوید جیتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لگے سال تک اور نہ فراغت ہوئی خلفاء و شہداء اس امر کی یہاں تک گنداز ہوا حضرت عبداللہ بن زبیر کا وہی تھی انھوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ سے تو کیا انھوں نے ایسا ہی اور ظاہر کیے قواعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اور بنا لیا اسکو جیسا بنا کیا تھا انھوں نے بہت لوگوں کے سامنے اور داخل حلیم کو خانہ کعبہ میں توجہ قتل کیا حجاج ظالم نے اسکو بڑھا نا اسنے کچھ کو رکھنا اس طور پر کہ بنایا تھا اسکو عبداللہ بن زبیر نے اور گردیاں اسکو جیسا تھا جاہلیت میں توجہ حلیم خانہ کعبہ سے ٹھہرا تو اس رت میں طواف حلیم کو اندر کر کے کیا جاوے گا کہ ان کا اگر خالی جگہ میں داخل ہو طواف میں حلیم کو چھوڑ دیا نہیں جائز ہوگا لیکن اگر کوئی صلی ہو نہ کہ کے حلیم کی طرف نماز پڑھے گا جائز اس واسطے کہ وہ نہ کہ نہ کہ نہ کہ کے قرآن شریف ثابت ہی نہ تھیں ادا ہوگا ساتھ خبر اسکو اور طواف میں احتیاد کی واسطے داخل کیا اسکو یہ منہ شرح وقایہ کا **ص** اور پہلے تین پیچوں میں مل کرے اور ایک چارہم تا ہر چارہم حجر اسود کا اور اسکو گتے ہیں کہ دونوں کناروں کو ہاتھ ہونے کو تے ہونے جلنے جلنے جیسے سپاہی مسرے میں کو تے ہیں اور سبب اسکا شجاعت دکھانا تھا مشرکین کو کہ نہ کہ تھا انھوں نے واسطے صحابہ کے تسبیح کیا اسکو شریف یعنی پیچھے کے بجائے پھر قیام کیا اپنے حال پر یہی صلی اللہ علیہ وسلم کے **ف** اور روایت کیا بخاری مسلم نے اس حدیث کو ابواسمیر اور ابی اسباب میں بہت حدیثیں **ص** اور جب حجر اسود پر گزرتے ہوئے کسی طرح ہر چارہم میں اور ہوسد کو کرنا یا کرنا اور وہ مستحب ہے پھر نہ کہ طواف کو ساتھ ہوسد کہنے حجر اسود کے پھر پڑھے دو رکعت اور دو کشتیں پڑھنا واجب ہیں طواف میں صحابہ پچھلے کہ وہ مقام ابراہیم میں جس جگہ سے ہوا سب سے **ف** کیونکہ حدیث جابر میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۴
اس حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا تو اسکو چارہم میں مل کرے اور ایک چارہم تا ہر چارہم حجر اسود کا اور اسکو گتے ہیں کہ دونوں کناروں کو ہاتھ ہونے کو تے ہونے جلنے جلنے جیسے سپاہی مسرے میں کو تے ہیں اور سبب اسکا شجاعت دکھانا تھا مشرکین کو کہ نہ کہ تھا انھوں نے واسطے صحابہ کے تسبیح کیا اسکو شریف یعنی پیچھے کے بجائے پھر قیام کیا اپنے حال پر یہی صلی اللہ علیہ وسلم کے

۵
اس حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا تو اسکو چارہم میں مل کرے اور ایک چارہم تا ہر چارہم حجر اسود کا اور اسکو گتے ہیں کہ دونوں کناروں کو ہاتھ ہونے کو تے ہونے جلنے جلنے جیسے سپاہی مسرے میں کو تے ہیں اور سبب اسکا شجاعت دکھانا تھا مشرکین کو کہ نہ کہ تھا انھوں نے واسطے صحابہ کے تسبیح کیا اسکو شریف یعنی پیچھے کے بجائے پھر قیام کیا اپنے حال پر یہی صلی اللہ علیہ وسلم کے

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعوا فان الله كتب عليكم الشعي یعنی دوڑو اس واسطے کہ فرض کیا اسے تہجد و نمازیں اور
صفا اور مروہ اور طواف کے لیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلا تجعلوا حلیہ ان یطوفوا بمعانی نہیں گناہ ہو اور ہر
طواف کرے درمیان ان دونوں کو کر گیا اسکو صاحب پرچہ اور ذکر کیا اس حدیث کا بن ابی شیبہ نے مصنف میں اور یحییٰ بن
یون ہر عن صلیف بن شیبہ عن جندب بن عبد اللہ عن ابي عبد الله عن ابي عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
یطوف والتاس بین یدیه وهو ذاکم وهو لیس فی حتی اذ لم یجد لکبک من شدۃ ما لکب فی وکھو
یفعل اسعوا فان الله كتب عليكم الشعي اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور طریقے سے کہا صاحب تنقیح
استاذہ صحیح یعنی اسناد او کا صحیح ہو اور صفا سے اسواسطے شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الصفا
والمروة من شعائر الله یعنی صفا اور مروہ اسکی نشانیں ہیں ہو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدن کا
بما بدأ الله به یعنی شروع کو اس جس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے صفا اپنے کلام میں روایت کیا اس حدیث کو اس لفظ
نسائی اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اسکا مسلم اور ابو داود اور ترمذی بن ماجہ مالک وغیرہم نے **ص** اور ایک پھر صفا
مروہ تک کا ہونا ہی پھر مروہ صفا تک دوسرا پھر تو شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اسکو ساتویں بار میں مروہ پر
اور روایت طحاوی میں ہے کہ سنی صفا تک ہی پھر مروہ صفا تک ایک پھر ایسا حال یہ ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا یہ ایک
پھر ایسا تو اس حساب سے جو وہ پھر لنگے اور ختم صفا پر ہو گا اور سب اول مذہب ہی ہے کہ ملیں احرام باندھے ہو اور طواف کرے
خانہ کعبہ کا نفل چنانچہ ہے **ف** اس واسطے کہ طواف مثل نماز کے ہو اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا حضرت صلی
علیہ وسلم نے اطلقا ان بالبيت صلوة یعنی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہو لا ان الله احل فيه المنطق
فمن نطق فلا ينطق الا بخير یعنی جلال کیا اللہ تعالیٰ نے او میں کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نہ کرے مگر ہنر اور یہ
حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے لیکن مرفوع سہرورایت غیاث سے انھوں نے عطار سائب سے انھوں نے طاہر سے
انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا اسکو حاکم اور ابن حبان اور نکالا اسکو بیہقی نے روایت موسیٰ بن ائیس سے انھوں نے لیث بن
ابی سلیم سے انھوں نے عطار سے انھوں نے طاہر سے مرفوعا ساتھ اسی لفظ اور روایت کیا انھوں نے اسکو اور طریقے سے اور روایت کیا
اسکو صفحہ ۲۱۸ موقوفاً لیکن جلیل بن سائب ثقہ ہو اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہو اور حفظ اسکا اخیر میں تغیر ہو گیا تھا اور جسے اس سے
قبل تغیر کے سنا تو روایت اسکی صحیح ہو اور تغیر نے اس سے قبل تغیر کے سنا ہی اور روایت کیا اسکو طبرانی نے طاہر سے انھوں نے
ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلقا ان بالبيت صلوة فاقولوا فيه الکلام یعنی طواف خانہ کعبہ
کا نماز ہو سو کہ روا میں کلام **ص** اور خطبہ پڑھے امام کے میں ساتویں تاریخ اور کھائے او میں طریقے حج کے شہداء ائمہ
سنی کے اور نماز اور کھڑا ہونا عرفات میں اور افاضہ یعنی لوٹنا اس جگہ سے اگلے سبک طریقے بتلائے اور **و** مرفوعاً ہے
دن عرفات کے اور یہ خطبہ کیا دعویٰ تاریخ سنی میں تو ہر خطبہ میں ایک ن کا فاصلہ چاہیے **ف** ایسا ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابو بکر نے اور امام زفر کے نزدیک میں ن برابر خطبہ پڑھے انھوں نے
دسویں تک **ص** پھر نکلے صبح کے وقت دن ہو چکے یعنی آٹھویں تاریخ پھر چھ کے اور نزدیک سنی سیراب کرے لیکن

اور جب لوگوں کے دین میں اونٹوں کو سیراب کرتے ہیں بنی کی طرف اور شہرے وان مدفوعہ کی فخر تک پہنچنا
عرفات کو پہنچنا اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں ہے کہ جب وہ اونٹوں کو سیراب کرنے کی
طرف بنی کے اور اہلال کیا ساتھ حج کے سو سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں کے ساتھ تھکے اور عمار اور خرباب
عشہ اور فخر تھکے تھوڑی دیر بیان تک کہ طالع پہنچا قناب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر کی دن ترویج
کے میں پڑھے اور جب عرفات کو پہنچا کہ اللہ عز وجل لیک تو جئت و علیک تو کلت و وجہک آذنت فاجعل
ذنبی منقوفاً و رجبی مذبذباً و از حکمتی و کافیتہ منی و اقض بصر فأت حاجتی لانک علی کل شیء قدیر
نور لیک کہ اور تھک کر کا و تبدیل کرے اور مروی ہے ابن مسعود کہ روایت کیا اسکا بورد **ص** اور عرفات میں
تھکے طلع عرفہ میں کیا ایک تمام ہو اور سب تھکے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ سب تھکے
جگہ پر اور نہ تھکے و طلع عرفہ میں اور زلفہ سب دفون کی جگہ پہنچے نہ تھکے و طلع عرفہ میں روایت کیا اسکا بوردانی اور حاکم نے
ابن عباس سے کہ کیا صحیح ہے اور شرط مسلم کے اور روایت کیا اسکو ابن جریجی کامل میں ابن عمر سے اور ابو ہریرہ سے مانند حدیث
ابن عباس کے اور روایت کیا اسکو ابن مسعود اور اسناد اسکا ضعیف ہے **ص** اور جب اہلال ہوا قناب کا خطبہ پڑھے امام
دو خطبہ مانند جس کے اور سکھائے اور میں ملوئے حج کے شاکر لکھنا ہونا عرفہ میں اور زلفہ میں اور مروی جبار اور خرقا و طلق
اور طواف زیارت **ف** اور مروی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خراج کیا اسکا بودا اور امام احمد وغیرہ **ص** اور
پڑھے اونکے ساتھ خطبہ عصر کو وقت ظہر میں ساتھ ایک اذان اور دو قاسم **ف** اور جب کرنا اس تمام میں صحیح ہے یونہی
نایت ذکر کیا ہے یاد نکو کتاب الصلوۃ میں **ص** اور شرط مسلم کے واسطے یہ کہ امام ہو اور احترام ہو دونوں نمازوں میں نہیں ہونگی
عصر کی جسے نہیں پڑھی ظہر ساتھ جامع کے اور جسے احرام نہیں باندھا اور جس شخص نے کہ تھک کر نماز جامع پڑھی اور عصر
احرام باندھا تو نہیں جائز ہے عصر کو جو چھنا ساتھ امام کے کہ وقت عصر میں **ف** اور ظہر جائز ہے کیونکہ ظہر تو اپنے وقت میں
اور عصر میں جائز ہو وقت ظہر میں اگر ساتھ شرط جامع کے ظہر اور عصر میں اور احرام کے دونوں نمازوں کے وقت میں **ص**
پہنچا ہے طرف موقع کے اور غسل کرنا اور وقت سنت ہے **ف** اگر فقط وضو کیا جائز ہو اور دلیل سنت ہے غسل عرفہ کی
کتاب الصلوۃ میں گذری **ص** اور کھڑا ہوا امام اونٹ پر قریب جبل جرمت کو نہ قبل کی طرف کر کے اور دعا پڑھے خوب کو ششوں
مخزن داری اور کھڑا طریقے حج کے اور کھڑے ہو وہیں لوگ پیچھے امام کے نزدیک اور نہ سب کا قبل کی طرف ہو کہ اور امام کلام کو
ف لیکن کھڑا ہونا امام کا سودی ہے سو اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اونٹ پر روایت کیا یہ جابر سے اور
موند کرنا قبل کی طرف سو اس واسطے کہ ذکر کیا صاحب ہدایہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر المواقف مکاتیب قبل یہ
الصقلۃ یعنی بہتر موقف وہ ہیں کہ موند ہو کہ اونٹین طرف قبل کے اور یہ حدیث لیس لفظ سے نہیں باقی لکھیں روایت کیا
حافظ ابو نعیم نے تاریخ حبشہ میں مدینہ میں سے انھوں نے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر المواقف مکاتیب قبل یہ القبلۃ یعنی بہتر مجلس میں ہیں کہ موند ہو اونٹین طرف قبل کے اور
روایت کیا حاکم نے اب میں ایک حدیث طریقیہ اہل بیت کا یہ کہ ان کی شرفاؤں کی شرف العالیوں استقبل

نہ اس میں قائل ہو
نام نہاد حضرت علی
عبداللہ بن ابی طالب
جو کہ ان کی خصوصیت
فیہ ان کا مذہب
منہ دہ

میں کہ نماز می رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی او کو صبح ساتھ اذان اور اقامت کے پھر سوار ہوئے
قصداً بر بیان تک کہ آئے مشعر حرام میں اور موندہ کیا طرف قبلہ اور دعا مانگی اور گمبیر اور تمہیل کسی اور توحید بیان کی تمہیل کی
نواپ قوف کرتے رہے یہاں تک کہ خوب و شنی ہو گئی سو قوف کیا آفتاب کے طلوع ہو چکا **ص** اور یہ قوف بہار نزدیک
واجب ہوا اور کن حج کا نہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک کن ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذا ذکر اللہ عند
المشعر احرام ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہاتھ اور یہ وہم ہی کیونکہ امام شافعی کی کتابوں میں اس قوف کو سنت لکھا ہے
اور دلیل ہماری ابن الہمام فتح القدیر میں بیان کی ہوا اور ایک دلیل یہ ہے جو روایت کیا احباب سن بن ابن عباس کہ تھے سوال
صلی اللہ علیہ وسلم آئے اپنے گھر کے ضعیفوں کے پاس تاریکی میں بی رات باقی ہوتی تھی اور فرماتے تھے کہ نہ رمی کریں جمہور یہاں تک
کہ طلوع ہوا آفتاب اگر کہن جو تانا حکم کرتے آبا و نکو ترک کا اور وجوب کی دلیل یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نسائی ابن ماجہ
نے عروہ بن مسعر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس زمین میں اور قوف کرے ہمارے ساتھ یہاں تک
کہ لوٹے اور قوف کر چکا تھو عروہ نے میں ات یاد کی سو تمام ہوا حج لو سکا کا حکم نے فتح علی شترطاً کا مائۃ الحدیث یعنی
صیح ہی اور بشرط اکثر محدثین تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے آئے میں اور رمی کرے
جمہور عقبہ کی بطن اسی سات بار او گھلیو سے اور گمبیر کے ساتھ ہر نکر کی کے **ف** یعنی سات لکھریاں چھوٹی چھوٹی لیکھیں
اور سی ایک سب ہی طواف کے میں اور چھوٹی لکھریاں اس واسطے چھینے کہ ذلت بہ شیطان کی اور تاکہ لوگوں کو اذیت نہ ہو اور جس مقام
جائے لکھریاں اٹھا لے مگر نزدیک جمہور کی کیونکہ اس کے نزدیک لکھریاں ہیں مودودین اور یہ حدیث میں ردی اور وجوب معنی چھوٹی
لکھریاں اور عقبہ تک گمائی کو جو پہاڑوں میں ہوتی ہے کہتے ہیں اور کہا حضرت سعید بن جبیرؓ کی حال ہی سنگریزوں کا کہ چھیننے
لوگا و سکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور وہ معلوم نہیں جو تین اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک پہاڑ لکھریوں کا ہو جانا
حضرت ابن عباسؓ نے کہ نہیں جانا تو نے جب کاج قبول ہو جاتا تو او کی لکھریاں اٹھتی جاتی ہیں اور جب کاج قبول نہیں جاتا تو سی جگہ
پڑی رہتی ہیں کہا جاتا ہے کہ جب سنا بیٹے یہ اوشٹے میں نے اپنی لکھریوں پر نشانی مقرر کر دی پھر آیا میں پاس جمہور کے اور ٹھوٹھا سینے
افکو سونہ بابا بیٹے اور جائز می جو قسم سے زمین کے جو مثلاً لکھریاں تھرمی وغیرہ لعل اور یا قوت اور چاندی اور سونا اور پسیا اور
چھوٹی لکھریاں اگوتھے او گھلی کی او گھلی سے چھیننا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیہ السلام کو موصی المتخذ **ف** یعنی
لازم ہے چھیننا لکھریوں کا او گھلیوں اور مونی ہے صحاح میں روایت کیا او سکو سلم وغیرہ اور آسان یہ ہے کہ لکھری اگوتھے
اور گھلی کی او گھلی کے کنارے سے کپڑے اور او سکو چھیننے اور اگر بڑی لکھریاں چھیننے درست ہے سو اس کے کپڑے سے چھین چھیننے
کہ لوگوں کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبہ کے اوپر درست ہے لیکن سب یہ ہے کہ بطن اسی کرے کیونکہ روایت کیا ابو داؤد کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمہور کی بطن اسی اور آپ چھوٹے گمبیر کہتے تھے ساتھ ہر نکر کی کے آخر میں تک یہاں تک کہ ازہام
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جگہ اگر کہ بعض تم میں بعض سے اور جب چھینکو تم چھینکو لکھریاں خذت یعنی چھوٹی لکھریاں
او گھلیوں اور رمی ہے بہت حدیث میں اور اگر کہنے گمبیر کے متبعان اللہ کہما تو نماز ہی اور لیک کہما سو قوف کرے جب پہلی
لکھری چھینے ایسا ہی کرتے تھے سدا رہا گمبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر لکھری کو ذوال کوفی ہو جاوے گا لیکہ حج مخالفت ہوگی

سنت کی اور اعتد پر پھینکے گئی باج کر ملک بجاو ایسا ہی روایت کیا حسن نے امام ابو حنیفہ سے اور اگر لنگری کو بھینکا اور وہ
 گہڑی قریب جڑ کے کافی ہو اور اگر وہ ان سے دور جا پڑی نہیں جائز ہے **وص** اور موقوف کرے بلکہ کوجہا دل لنگری می کرے
ف اور دلیل اسکی اور گندی **ص** ہر جن کرے اگر چاہے پھر قصر کرے اور ملحق افضل ہو **ف** اور قربانی کرنا اس
 حج میں لازم نہیں لیکن اگر چاہے تو کرے روایت کیا جہاوت نے سوا ابن ماجہ حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے مین
 سحلابہ جمر کے پاس اور رمی کی پھر اپنے مقام پر آئے مین اور قربانی کی پھر کملہ اسطے حجام کے اشارہ کیا طرف انہی
 طرف کے پھر انہیں طرف پھر شروع کیا آپ نے دینا بالون کالوگون کو اور اسی طرح پر مٹا ناست **وص** اور اب حلال ہوئیں
 اس کے واسطے سب چیزیں مگر عورتیں **ف** اور امام مالک کے نزدیک خوشبو لگانا بھی درست نہیں اور سب کے نزدیک حلال ہے دلیل
 امام مالک کی یہ ہے کہ روایت کیا حاکم نے سند رکین عبد اللہ بن سہیل کہ انھوں نے سنت حج کی یہ بات ہو کہ جب می کرے جبکہ جو کی
 حلال ہو گئیں اسکو سب چیزیں ہو عورت اور خوشبو کے یہاں تک کہ زیارت کرے خانہ کعبہ کی اور کہا حاکم نے صحیح ہے اور شریعت
 مسلم کے اور قول صحابی کا سنت ہے جو حکم فرمیں ی اور عمر سے کہ انھوں نے اذ ان یحکموا الحج فافقد حل لکم من احکام
 الا النساء والصلیب یعنی جب می کرے کہ تم جو کی تو حلال ہوئیں اسطے تمہارے جو چیزیں حرام ہوئیں تمہیں ہو عورتوں اور
 خوشبو اور اسکا قطع ہو ذکر کیا اسکو شیخ فقی الدین نے امام میں اور ہاری دلیل ہے کہ روایت کیا نسائی اور ابن ماجہ سفیان
 انھوں نے سلمہ بن کیل سے انھوں نے حسن سے انھوں نے ابن عباس سے کہ انھوں نے جب می جمرہ کی کر چکے تم تو حلال ہوئیں تمہارے یہ سب چیزیں
 مگر عورتیں تو کہا ایک شخص کہ خوشبو بھی حلال ہے سو فرمایا انھوں نے کہ کچھ ایسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کرتے تھے نہ کرنا پڑے شک
 تو کیا مشک خوشبو نہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے **حدثنا** وکیع عن ہشام بن عروۃ عن عروۃ عن عائشہ قتیہ
 علیہ السلام اذ ارمی احدکم جمرۃ العقبۃ فقد حل لہ کل شیء الا النساء یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کہ جب می کر چکا کوئی تم میں سے جمرہ عقبہ کی تو حلال ہوئیں اس کے واسطے سب چیزیں مگر عورتیں اور نہیں ذکر کیا خوشبو کو
 اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور اسناد میں اسکی حجاج بن اطامہ ہی اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو داؤد قطعی ہے اور وہ نہیں
 حجاج ہی اور کہا انھوں نے کہ نہیں روایت کیا اسکو مگر حجاج بن اطامہ نے کہتا ہوں میں کہ ایک دلیل قوی ہے اس باب میں یہ کہ روایت
 کیا بخاری سلم نے حضرت عائشہ سے کہ انھوں نے خوشبو لگائی سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت احرام کے جب احرام طہا
 اور دن قربانی کے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور او میں مشک تھی **ص** پھر طواف کرے زیارت کا کسی دن میں یا مخر کے سات با
 بغیر رمل اور سعی کا اگر بشرط رمل اور سعی ہو ورنہ رمل اور سعی ہی کرے اور اول وقت اسکا بعد طلوع فجر کے بعد مخر کے اور
 اوسی دن بطواف کرنا افضل ہے اور حلال میں اب اس کے واسطے عورتیں تو اگر ناخیر کی طواف کی ایام مخر سے مکہ ہو اور وہ اجنبی ہو
 قربانی پھر آئے مین اور جبے و سدرن مخر کا ہو تو بعد زوال آفتاب کے رمی کرے تین تین جمروں کی شروع کرے اس جگہ سے
 جو نزدیک ہے مسجد خیف کے پھر جو اوس سے نزدیک ہے جمرہ عقبہ پر سات سات بار اور تکبیر کے ساتھ ہر لنگری کے اور خود کھے
 بعد پہلی رمی کے اور دوسری رمی کے ذبحہ تیسری رمی کے اور نہ بعد رمی کے دن مخر کے اور دعا مانگے پھر دوسرے دن ایسا ہی کرے
 پھر بعد اس کے ایسا ہی لگے پھر اوزیا جہا ہی اور اگر پہلے کیا رمی کو چوتھے دن زوال پر جائز ہے اور درست ہے اسکو وہاں سے جانا
 یہی ہے

ملک بجاو ایسا ہی روایت کیا حسن نے امام ابو حنیفہ سے اور اگر لنگری کو بھینکا اور وہ گہڑی قریب جڑ کے کافی ہو اور اگر وہ ان سے دور جا پڑی نہیں جائز ہے

حجاج بن اطامہ

۱۰

بنا کر تشریف فرما ہو کر حجاز میں آئے

قبل فرماتے تھے دن کے بعد طلوع فجر کے اور اگر ٹھہر اطلع فجر تک تو واجب ہو گیا اور پھر رمی کرنا **ف** اس واسطے کہ روایت برنی علیہ السلام سے کہ جب حلق کیا انھوں نے رجوع کیا طرف کے کے اور طواف کیا خانہ کعبہ کا سات پیسے پھر لوٹ آئے منی میں اور نماز پڑھی پھر منی میں انحراف کیا اور اسکا مسل نے ابن عمر سے کہا نافع نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بھر رجوع کرتے تھے طرف منی کے اور بڑھتے تھے طہراوس جگہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا یہی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حدیث جابر بن عبد اللہ سے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے خانہ کعبہ میں اور نماز پڑھی پھر منی میں اور بنین شک ہوا اس بات میں کہ کوئی انہیں سے وہم ہو اور ثابت یہی حضرت عاتقہ رضی اللہ عنہا سے منی حدیث جابر کے اور اسناد میں اسکی اصحی حجت ہے صحیح مذہب پر اور اس واسطے کہ اسنادی نے مختصر میں یہ حدیث حسن ہے کہ شیخ ابن الہمام جب ساری منی میں تھے اور ضرور ہوئے پھنا نماز پھر کسی جا میں تو مسجد حرام میں بہرہ جو کثرت ثواب کے اور منی میں اور باقی سب امور یہ حدیث جابر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں **ص** اور جائزہ رمی کرنا سوار ہو کر اور رمی جو اولی کی جو مسجد نبی کے پاس ہو اور جو الواسطی کی جو اسکے بعد ہو بغیر سواری کے کرنا افضل ہے اور جو عقبہ کی سوار ہو افضل ہے **ف** اور رمی یہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ عاتقہ سے نقل ہے کہ اگر ہم جراح نے کہا کہ داخل ہوا میں ابو یوسف کے پاس اس بیماری میں کہ انتقال کیا انھوں نے اوسمیں فرمایا کہ انھیں اپنی اور کہا جسے کہ رمی کرنا سوار ہو افضل ہے یا پیادہ افضل ہے سو کہا میں نے پیدل کہا خطا کی تو نے سو کہا میں نے سوار ہو کر خطا کی تو نے اور کہا کہ جو رمی کا دیکھے بعد ٹھہرنا اور تسبیح اور تہلیل اور دعائے پیدل پڑھنے اور جو ایسی زمین اوسمیں سوار ہو کر افضل ہے اور زبان کی وجہ اسکی تو میں چلا اٹھ کر پست یہاں تک نہ پونچھا تھا کہ دروازہ تک نہ خبر اٹھ کر انتقال کی سنی سو تعجب کیا میں نے اٹھ کر حفظ کیا کہ موت کے وقت بھی اس طرح مساک حضور **ص** اور اگر اسباب اپنا کے میں پیچیدہ اور اوقات کی منی میں واسطے رمی کے مکروہ **ف** اس واسطے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عنہ من قدام ثقلہ قبل الشرف فلا یسجد لہ یعنی جو شخص پیچیدہ اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سونہیں جو حج اوسکا اور نماز کیا انھوں نے کہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ من قدام ثقلہ من مینی لیکہ یسجد لہ فلا یسجد لہ اور مینی میں جب سجد تو جانتے کہ ات کو بھی اوسی جائے ہو اور مکروہ ہے کہ رات کو رمی کی اور جگہ پر رہے اس واسطے کہ نصف ابن ابی شیبہ نے عنہ عن عمر اٹھ کان بھی ان یبیت احد من ذرأء عقبہ و کان یا مں ہوان یدخلون امی و آخر سجد ایضاً عن ابن عبنا س نخو کا و آخر سجد ایضاً عن ابن عمر اٹھ کر اٹھ ان یسجد لہ ان یسجد لہ ان یسجد لہ اور معنی اسکے یہ ہیں کہ بڑھ کر ایام منی میں سوامنی کے اور جگہ رات کو رہنا اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے **ص** اور جب کوچ کرے کے کو اوڑھے تختہ میں **ف** اس واسطے کہ اوڑھے تھے اوسمیں سوار ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے یہ سجد میں **ص** طواف کرے طواف صدر کا سات پیسے بغیر پیدل اور سعی کے اور طواف واجب ہو اگر ادا کرے پھر **ف** اس واسطے کہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا تو آخر کام اوسکا سات خانہ کعبہ طواف ہو مگر ماضیہ عورتیں اور نخصت دی اونکو اوسکے ترک میں کہ ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور صحیحین میں بھی اسکا ہے اسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اسکا اور اس سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہے اور جو لوگ کے کے پہننے والے ہیں انہیں طواف

یا وہ کسی اور شخص کی یا نہ ہو جسے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی یعنی کچھ میں ملتی ہو اور اسکو تعلیق نہ کہتے ہیں **صل**
 فعل کے طور پر یا نہ کی تھی یا بدلہ تھا شکار کا احرام میں یا مانند اسکے مثل قربانیوں کے بسبب جنایت کے جو اگلے سال میں بدست
 واقع ہوئی تھی **ف** یعنی یہ قربانی یا بدلہ ہی شکار کا کہ اسنے احرام میں کیا تھا کیونکہ احرام میں شکار کرنا حرام ہے اور اگر کہ
 تو بدلہ ہو سکے دوسرا جو قربانی کرے اور جنایات کا بیان لگے **او** لگا **صل** اور وہ ارادہ کرنا ہی حج کا یا قربانی بھی ہے اور
 کہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہی اور تمتع ہو ساتھ اس قربانی کے کہ شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا البیک
 کہنے سے محرم ہو جاتا ہے **ف** اسواسطے کفر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من قلہ بد نہ ففقد آخر ہم یعنی جسے
 تعلیق کی بدنہ کی سو وہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث پہلے میں ہی اور مرفوع نہیں پائی گئی مان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے تصنیف میں
 ابن عباس اور ابن عمر سے کو نقل اور بخلا سعید بن جبیر سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ تعلیق کی تھی جسے بدنہ کی ہو گا انھوں نے
 کہا شخص نے احرام باندھا اور وارڈ ہو اشل اسنے حدیث مرفوع میں بخلا اسکو عبدالرزاق نے اور روایت کیا یزید نے مسند میں حضرت حلال
 صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے کہ اوطارانی نے قیس بن حمزہ سے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے **صل** اور اگر اشعار کیا یعنی ایک
 سے اونٹ کی کوٹا میں بائیں طرف چیر دیا معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی یا وہ کسی بیٹھے پر جموں کو ڈالا یا تعلیق کی بکری کی محرم ہو گا **ف**
 اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک کر وہ ہر اور صاحبین بعد اہل شافعی کے نزدیک اچھا ہی اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ہے
 اور کچھ مضائقہ نہیں اوس میں اور جموں ڈالنے سے اسواسطے محرم نہیں ہوتا کہ وہ واسطے حفاظت کرنے مکھیوں وغیرہ ہوتی ہی تو حج کے فعل
 میں اسکا شمار نہیں **صل** اور اگر یہ نہ سمجھا تو محرم نہ ہو گا جب تک کہ خود اسکو حمل نہ جائے اور اگر ساتھ نہ ہو ابدن کے بلکہ فقط اسکو
 بھیج دیا محرم نہ ہو گا اور جب حمل ہوا تو محرم ہو گا **ف** کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے قلائد اور بیچ دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کو اور حلال ہوتی تھی اور یہ مروی ہے بہت حدیثوں میں صحیح میں روایت کیا اسکو بخاری نے
صل اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گائے کو کہتے ہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہیں تو ہمارے
 نزدیک اونٹ اور بیل دونوں درستی ہیں اور شافعی رحمہ کے نزدیک سو اونٹ کے درست نہیں بلکہ ان کی فتح تھیر میں کو کہنا

باب قرآن اور تمتع کے بیان میں

قرآن فعل ہی حج مفرود اور تمتع سے **ف** ہا نا چاہیے کہ حج مفرود کا بیان تو لگد چکا اور حج مفرود اسکو کہتے ہیں کہ تنہا کرنا حج کا
 اس طرح کہ اوس سال میں موقوف کرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اسکو کہتے ہیں کہ احرام باندھ کر عمرہ کے افعال کرنا
 حج کے حصیوں میں اور قبل وطن جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمر سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج بھی ادا کرنا لیکن اگر قربانی
 ساتھ لیے ہو تو اسکو حج سے پہلے حلال ہونا ہمارے نہیں اور تمتع نام اسکا اسواسطے ہو کہ تمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہو اور جنہوں میں حج
 احرام میں ممنوع ہیں درمیان احرام عموماً حج کے بخلاف قرآن کرنے والے کے کہ وہ اگر بعد عمر کے کوئی جنایت کرے گا قربانی لازم نہیں
صل اور قرآن اسکو کہتے ہیں کہ البیک کہنا ساتھ حج ہر عمر کے ایک بار میں بیعت **ف** اور قرآن فعل ہی تمتع اور تمتع
 ہمارے نزدیک اور تمتع فعل ہی ہر افراد سے کہ روایت کیا قربانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا اھل محل محمدا
 اھل محل محمدا کہ حج یعنی اللہ لکھ دینی بلکہ کرو آواز میں اپنی ساتھ البیک کو اسطے حج اور عمر کے ایک ساتھ اور آخر صلی اللہ

طیہ وسلم سے حج منقول اور تفسیر سب منقول ہیں۔ اس حدیث سے مراد ہے کہ کیا اللہ کو شیخ بنی اللہ سے منقول ہو گا؟ قرآن میں
 جہانگیر کے بیٹے ہندوؤں کو لکھنے کے لئے جو اہل علم ہندوؤں کے بڑے تھے میں اللہ تعالیٰ آویزا لکھو و التمس فی قیامہ اللہ تعالیٰ
 و منی اللہ بارادہ کرتا ہوں حج اور عمرے کا سوا آسان کرنا ہوں دونوں کو سیر واسطے اور قبول کرنا تو مجھے سہولت کرے وہ
 عمرے کے سات پھر بل کے سول کے تین پھر دن میں اور سعی کرے اور سر نہ نہ او پھر حج کو جیسا کہ گذر اسکا کرے
 وہ طواف کیے اور دوبار سعی کی کرے یعنی چودہ پھر طواف کیے سات واسطے عمرے کے اور سات طواف تہنوم حج کے لیے
ف اس واسطے کہ طواف تہنوم سنت حج میں ہے پھر میں نہیں ص پھر سعی کرے دونوں کی واسطے **ف** اس واسطے کہ
 یہ کر وہ ہر دو عمرے کے پھر افعال حج کے شروع کرے اور دوبارہ حج کی واسطے بے ستور سعی اور طواف کرے اور امام شافعی کے نزدیک
 ایک ہی طواف کرے اور ایک ہی بار سعی کرے کیونکہ فرمایا حضرت سہلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوا عمر حج میں بن قیامت تک اور
 صحیحین میں ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے قرآن کیا اور ایک طواف کیا دونوں کی واسطے پھر کہا کہ ایسا ہی کیا تھا اسکو سوال
 سہلی اللہ علیہ وسلم نے اور جاری لیل یہ کہ روایت کیا انسانی نے ابراہیم بن محمد بن جعفر سے کہا انھوں نے طواف کیا سینے ساتھ
 اپنے باپ کے اور حج کیا تھا انھوں نے حج اور عمرے کو سو طواف کیے اعلان دونوں کے واسطے وہ طواف اور دوبارہ سعی کی اور کہا کہ کیا
 حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسا ہی اور حدیث بیان کی اونسے کہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی اور کیا تھا بعض لوگوں نے
 ایسا ہی سو کہا انکے واسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہدایت بستہ تہنوم ثبات ہدایت کیا گیا تو واسطے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ایسا ہی ہر جہان میں اور یہ حدیث نہیں علی اور نسائی کی روایت میں حاد بن عبد الرحمن اگر چہ ضعیف کیا اسکو ازواج لیکن درج
 اسکو ابن حبان نے ثقات میں تہ حدیث اسکی درجہ حسن کم نہیں اور روایت کیا امام محمد نے آثار میں ثنا ابو حنیفہ ثنا
 منصور بن العنبر عن ابراہیم التیمی عن ابی نعیم الشکلی عن علی بن رضی اللہ عنہ قال اذا اهلكت بالتحج والعمره
 فطفت لهما طوافین واستمر لهما سبعین بالصفاء والرسوق قال منصور فلو ثبت فجاہداً وهو یفوق
 یطوآن اربعاً و اربعین قرآن فحدثتہ بهذا الحدیث فقال لو کنت سمعته لکم افترک لایطوآن اربعین
 واما بعد فاکرم انتم لایطوآن اربعین کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ جب لہال کرے تو ساتھ حج اور عمرے دونوں کیے تو وہ طواف کر اور
 دوبارہ سعی کر صفا اور مردہ پر کہا منصور نے ملاقات کی سینے چاہے اور وہ فتویٰ دیتے تھے ساتھ ایک طواف کے جو قرآن کرے تو یہ حدیث بیان
 کی سینے ہونے سو کہا انھوں نے اگر میں ہوتا حدیث نہ فتویٰ دیتا مگر ساتھ دو طوافوں کے اور لیکن اب بعد اسکے سوزہ فتویٰ دو گنا کر ساتھ دو
 طوافوں کے اور نہیں شبہ اس سند کی صحت میں باوجود اس بات کہ مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت ملافتوں سے اور بننے اور تہنوم کیا
 اور اقتصار کیا اس صحیح طریقے پر اور روایت کیا اسکو امام شافعی نے اور اسکی اسناد میں ایک اوی مہول ہے اور تہنوم کی اسکی اسناد میں
 اس طرح کہ طواف کرے غنا کہ کہہ کا اور ساتھ صفا اور کر کہہ کا طواف کرے خاتہ کہ کہہ کا طواف زیارت اور یہ صحیح مخالف ہر کلام
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور وہ جو کہا ابن المنذری نے کہ اگر یہ قول بت ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تہنوم کر ساتھ او
 اعلیٰ ہے اور وہ یہ کہ فرمایا آپ جو شخص اہل علم باندے ساتھ حج اور عمرے کے کافی ہے اور دونوں ایک طواف اور ایک سعی جواب
 ہو گا یہ کہ باندہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مروی ہے تو معارض چودہ دونوں قول تو یہ روایت باقی ہے امام شافعی

ابن عبد الرحمن

باب جنایات کے بیان میں

اگر خوشبو لگانی محرم ہے کسی عضو کو یا خضاب کیا اسکا ساتھ منہدی کے یا تیل لگا یا تیل کو کسی عضو میں اور تیل میں
 زینوں کا یا تل کا تو واجب ہوگا دم نزدیک اہم ابو حنیفہ کے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہے اور اہم شافعی کے نزدیک اگر تیل کو
 بالون میں استعمال کیا تو واجب ہوگا دم اور اگر استعمال کیا اسکو اور مجہر میں تو واجب نہیں اور اگر تیل خوشبو میں استعمال کیا
 تو واجب ہوگا دم بالاتفاق بسبب خوشبو کے یا سیسے ہو کر کے کو پہنایا چھپایا اسکو ایک دن تک یا مثلاً یا چوتھا کی سر کو یا پھنے
 گلے کی جگہ کے بل مٹھے یا ایک نعل کے بال یا دو ٹونک یا بل زیر ناف کے دور کیے یا ناخن یا تھوک کے گائے یا بکری کے ایک مین
 یا ایک یا تھیل ایک کچھ یا طواف قدم کیا یا طواف صدر کیا اور وجہ تھا یا فرض طواف ہو خوشبو کیا یا تو عرفات قبلہ نام کے
 یا ترک کیا یا طواف زیارت میں یا ایک پیر یا دو پیر یا تین پیر یا چار پیر یا گزین پیر سے زیادہ ترک کیا تو عمر یہ پیر یا تھیل طواف کے یا ترک کیا
 طواف صدقہ یا اگر کسی کے کسی کو کر لیا تو فتنہ کیا جسے کسی کو ایک دن کی رمی ہو یا پہلی رمی کو اور دوسری ہو خوشبو کی
 عمر کے یا اگر کو اس کے ترک کیا مثلاً یا اگر گریان یا چھینکنا ترک گریان اور باقی چھینکین یا حلق کیا زمین جل میں اسطرح کے کیا عمر کے اسطرح
 کو طس پتہ جسی میں اور دوسری میں داخل ہوا و جو جو کر فتنہ الا نخل گیا محرم قبل حلال ہونے کے اور پیر یا حرم میں تو واجب نہیں اور حج
 کرنے والے نے اگر ایسا کیا تو اس پر دم لازم آویگا یا بوسہ یا یا چھو یا شہوت سے انزال ہو یا نہ ہو یا اخیر کی طس کی یا فرض طواف کی یا عمر
 یا ایک نعل کو دوسرے پر قدم کیا مثلاً حلق کیا قبل حج کی یا قربانی کی قربان کرنے والے نے قبل حج کی یا طس قبل فسخ کے تو اس سے بے نفعان
 اوپر دم لازم ہوا و قارن پر دو دم لازم آویگا اگر طس کیا اسنے قبل فسخ کے ایک دم تو طس کا قبل اس کے وقت کے اور ایک دم
 فسخ کی تاخیر حلق سے اور نزدیک صاحبین ایک دم لازم آویگا اور اگر سوزی یا مرض کی ضرورت سے محرم سر یا تمام بدن
 ڈھانپنے یا سیسے ہوئے پیر سے جب تک وہ ضرورت باقی ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہے اگر چاہے قیص کی ضرورت کے وقت وہیں
 بھی پہننے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عامہ بھی باندہ اور اگر ایک عضو کے ڈھانکنے کی ضرورت کی وقت وہ خوشبو کو چھپایا یا جیسا کہ
 سر ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنایا فقط ایک وقت ضرورت تھی بے ضرورت دوسرے وقت بھی سر ڈھانکا تو وہ کفارہ لازم
 آویگا اور اگر خوشبو لگانی کہ ایک عضو سے یا چھپایا یا سر یا پانی یا سیاہ یا کپڑا پہنا ایک دن کم میں یا موٹا اس کے چوتھا کی سر یا اگر
 ناخن کا ناخن سے یا باغ سے یا باغ متفرق یا طواف قدم اور صدقہ یا خوشبو یا سات پیروں میں طواف صدقہ ترین پیر ترک کیے یا تین
 جمروں میں ایک کی رمی ترک کی یا موٹا دوسرے شخص کا سر صدقہ دیکھ نصف صلیب کیوں اور اگر خوشبو لگانی یا سر موٹا اعتدال حج
 یا صدقہ دیکھ تین صلیب طعام کے چھ مسکینوں پر یا تین بدو کر کے اور اگر اسنے وطی کی اگرچہ بھولے سے ہو قبل وقوف عرفات کے جو
 فرض ہو یا طواف ہو یا حج اسکا اور حج کر یا چلا جاوے اور فسخ کرے اور پھر فضا کرے حج کی اور یہ لازم نہیں کہ عورت کو چھو کر حج کی
 فضا میں اور نزدیک اہم ملک کے چھوڑا اسکو جب تک نہیں دفن اور اہم زفر کے نزدیک جب احرام باندھیں اور اہم شافعی کے نزدیک
 جب ہر مقام کو پہنچے جہاں حلق کیا تھا اس پر چھوڑے اسکو اور وطی کی بدعتوں کے تو نہ فاسد ہوگا حج لو سکا اور واجب کا
 بدعت اور وطی میں بدعت کے ایک کبھی لازم آتی ہے اور عمر میں اگر اسنے چار پیر طواف کر لیا اور بعد اس کے حلق کیا تو فاسد ہوگا
 اور واجب ہوگا حلق اس کے کیا عمر فاسد ہوگا اگر تا چلا جاوے اور فسخ کرے اور پھر فضا کرے تو اگر قبل کیا محرم نہیں کہ چھپایا

ابو حنیفہ کا
 خوشبو اور تیل
 نہ چھپایا اور جیسا
 اور تیل کا
 و نیز اگر

اور جس شخص کو غلطی پر کیا نہ ہو تو خدا ن پر اوس خبر میں عدم میں کیا نہ ہو حج کا اور ایک دم سے کما کر جس سے تیرا حق
میں سے تجاوز کیا بغیر احرام کے تو اوپر اگر کسی نہ لازم کی وجہ سے میقات پر پہنچا تو ایک لحاظ و سبب واجب ہو اور ایک اجنبی کی اخیر کیا
عدم لازم ہو اور جو شخص کہ وہ فوج میں ایک سید کو قتل کیا تو سب ایک پر کامل جزا لازم ہو اور اگر ایک سید کو مردم میں مشغول کیا کہ وہ فوج میں
ہو احرام نہیں میں بلاتواؤن تو نہ ہون پر ایک جزا نصف نصف لازم ہو اور اگر یہاں حرم کسی سید کو یا خریدہ او کو سکونج باطل ہو اور اگر حج کیا کو
تو کھانا او کا احرام ہو اور اگر وہ حج سے کچھ کھالیا او کو موافق او کے جتنا کھایا بقیمت یعنی بڑی اور جو او کو سکونج کھیا کسی اور حرم کو کھایا
او کو سکونج حرم تو نہیں لایم وہی کھانے والے کو قیمت کی لیکن او سپر کھانا او کا احرام تھا اور اگر کسی نے ایک ہر فی کو حرم کھالیا اور اسے
ایک چھنا اور پھر بھی مگر کیا اور ہر فی بھی مگر کسی کھانے والے پر وہ فوج کی جزا لازم ہو اور اگر او کی جزا دیسی اور بجز یہ ہو او کا تو نہیں لازم ہو مگر جزا

باب میقاتی آگے جانے میں بغیر حرام کے

ایک آقا فیہ کی گزارش کرد کہ تہا ہی حج کا یا عمر کا اور تہا ذکیا او سے بیعت کی بغیر احرام کے لازم آوے گا اور سپردم اور جو لوٹ یا طرف بیعت کی اور احرام باندھا تو ساقط ہو گا اور حج اوست دم بالاتفاق یا وہ احرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا بجا نہیں لایا تھا اور کیا طرف بیعت کی اور لیبیک کی تو ساقط ہو گا اور حج اوست دم نزدیک پھر اور امام زفر کے نزدیک نہیں ساقط ہو گا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا مثلاً طواف شروع کر چکا تھا یا بوسہ لیا تھا سجدہ کا پھر یا طرف بیعت کی لیبیک کتنا ہوا تو نہیں ساقط ہو گا اور حج اوست دم اجماعاً اور لیبیک کی قید ہو اسطے ہی کہ اگر لوٹ آیا طرف بیعت کی اور لیبیک پھر اور امام صاحب کے نزدیک م نہیں ساقط ہو گا اور صاحبین کے نزدیک ساقط ہو گا اور حج اوست دم اس طرح کے کا یہ ہے والا جو ارادہ رکھتا ہی حج کا اور متبع جو فارغ ہوا عمر سے اور نکل گئے دونوں حج عمر اور احرام باندھ انھوں نے تو لازم آوے گا دم اور دونوں پر ہو اسطے کہ بیعت ان دونوں کا عمر ہو اور اگر کوئی کوفے کا رہنے والا بیتان میں داخل ہو کسی حاجت کے واسطے تو اس کے لیے داخل ہونے کے من بغیر احرام کے جائز ہے اور بیعت اس کا بیتان ہی مانند اس کے جو بیتان میں رہتا ہی اور بیتان بنی مکہ کا ایک مقام ہے داخل بیعت کے اور خارج ہے حرم تو اگر کسی شخص نے جو بیتان کا رہنے والا ہی یا زمین داخل ہوا تھا احرام باندھا انھوں نے مل سے اور وقوف کیا عمر میں کچھ حج نہیں ہو اسطے کہ احرام باندھا انھوں نے اپنی بیعت سے اور جو شخص داخل ہو گئے میں پھر اس کو کم لازم ہو اور سپر حج یا عمر واجب نسل جہا کے من بغیر احرام کے جو لوٹ آیا طرف بیعت کی اسی سال اور احرام باندھا حج کا اور سبب جیسے مذکور تھی اس سے حج کی تو ساقط ہو اور سپر حج واجب ہو تھا اور سپر داخل ہونے کے من بغیر احرام کے اور وہ حج تھا یا عمر واجب حج کا لیا ہو گا اور حج اوست امداد اگر بعد اوس سال کے آیا طرف بیعت کی تو حج کافی ہو گا اور جس نے تہا ذکیا اپنی بیعت سے اور احرام باندھا عمر سے کا اور فاسد کر دیا اس کو عمر کو کرنا چاہا یا حج اور پھر فضا کرے اور نہیں ہر دم اور سپر سبب ترک کرنے احرام کے بیعت میں حج کے کارہنے والا ہی اور طواف کیا اس نے واسطے عمر کے اور ابھی ایک پھر کیا تھا کہ احرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو اور لازم ہو سپر دم اور حج اور عمر اور سپر مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ترک کرے عمر کے کو اور اگر جا رہے کرے کرے تو ترک کرے حج کے احرام کو سب کے نزدیک تو اگر تمام کر لیا اور دنوں کو یعنی عمر کے اور حج کو تو صحیح ہوا اور حج کرے قرآن اور احرام باندھا حج کا اور حج کا پھر احرام باندھا دن فجر کے دوسرے حج کا اگلے سال میں حج اگر مل گیا واسطے اول حج کے قبل احرام کے لازم ہو گا اس کو دوسرے حج بغیر دم کے اور اگر مل گیا لازم ہو گا اس کو دوسرا ساتھ دم کے قاب بلکہ ہی کہ مل گیا کرے یا کرے وہ لازم ہو گا

منہ پر خطہ
وہ آفاقی ہے
جو ملک کا سنبھال رہا ہے

سودھنوی کے حضرت علیؑ سے کہ حکم کیا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کرو قرآن میں کی کھالوں کو اور اس کی جھولوں کو
 حکم کیا حکم کہ ندوں و وحشیں کے ہر قصاب کا اور فریادگار ہر دو کو اپنے پاس کو بیچ کر اور ایک نہایت میں ہر ایک صدقہ لو کی کھالوں
 اور جھولوں کا اور سوار پونہ وقت ضرورت کو سپرد دست ہر کچن میں مرغوی ہر حضرت ابو جہرؓ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دیکھا ایک شخص کو کہ آگ میں ہر نکو سفر یا اپنے سوار پونہ جاو سپر سوکھا او سنہ کہ یہ بدنہ فریادگار سوار ہوا سپر سوکھا سینے
 او سکھ کہ سوار تھا او سپر ص اور جس نے ناخاکہ ہری کو اور وہ قریب ہوئی کہ ہلاک ہو جاو تو اگر نفل ہر تو او سپر دوسری ہر لہنا
 ضرور نہیں اور اگر واجب ہو تو اس کی جگہ پر دوسری مقرر کرے اور اگر او میں نہایت عیب ہو مثلاً تھانی حصے سے زیادہ اس کی ٹم
 یا کان یا آنکھ جانی ہری تو او سکھ بھی بد اور عیب ملی ہری مالک کی جو چاہے او سکھ کرے اور اگر مرنے لگے ہری رستے میں مارو
 نفل تعی تو مقرر کرے او سکھ اور نفل کو چاؤ کے گلے میں ہر او سکھ خون میں رنگ دیکھ اور او سکھ لیکے او سکھ کو ٹان پر مارو تو تاکہ
 او وحشیں فقیر کھاوے ساوغنی نہ کھاوے **ف** اور ایسا بھی حکم کیا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ سلمیٰ کو **ص**
 اور اگر وقت نہ کیا لوگوں نے اور گواہی کی ایک قسم کہ یہ دن خر کا تھا اور مرنے کا دن گذر گیا تو نہیں قبول کی جاو گی شہادت انکی اور اگر نفل
 وقت قحوت کو گواہی کی آج کا دن نہ ویہ کا تھا او سکھ عفری تو قبول کی جاو گی شہادت انکی اور اگر مری کی جھوٹو سلمیٰ اور قریب کمر کی اور
 نہ مری کی جھوٹو کی تو اگر مری کرے پھر سبکی تو چاہا ہر اور اگر قطع جھوٹو کی مری کی قصدا کی تو جائز ہر اور اگر نذر کی کسی شخص نے کہ حج پیدل کرے
 تو پیدل کرے طواف زیارت تک اور بعد طواف زیارت کے جائز ہر او سکھ سوار ہو ناو اگر ایک لوٹدی کو خریدے اور وہ محرم تھی اپنے مالک کے مالک
 تو جائز خریدنے والے کو کہ حلال کرے او سکھ اس طرح کہ ہلال اسکے کاٹے یا ناخن کترے پھر حلال کرے او سکھ اور یا دلی ہر اس کے حلال کرے او سکھ
 جامع کے اور اگر حجاج حلال کیا او سکھ تو درست ہے خدا کا شکر ہے کہ کتاب الحج بھی تھم ہوئی خدا تعالیٰ ہر سکھ نے فضل سے قوا اور او آمد باب اللہ

خاتمہ فوائد متفرقہ کے بیان میں

[illegible][illegible]

جولہ ۱۹۱۲ء

لیکن یہ بیعت میں اور کھلا حکم نے ابن عمر سے کہ نہیں ہو کوئی شخص اسکی طرف سے گروا نہ ہو اور ہر جہاد اور جہاد میں
 جو شخص طاعت رکھو ان میں سے کسی کو اور کھلا ابن عباس سے اُتھروا المسلمون فی یمنستان علی الناس
 کلہم ولا اهل مکة فاک عمر بن الخطاب فلیکن جو الی التثویہ ثم لیکل شملوا التحدیث یعنی حج اور
 دو دفعہ فرض میں آخر حدیث تک اور کہا حکم نے کہ یا و پڑھو مسلم کے ہو اور دلیل ہمارے یہ ہے جو روایت کیا ترمذی صحیح احادیث
 سے انھوں نے محمد بن منکدر سے انھوں نے جابر کے پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر سے کیا واجب ہو وغیرا انہیں کہ
 یہ عمر کو نا فضل ہو کہ ترمذی حدیث حسن سیح ایسا ہی ہو ایک نسخہ میں جامع ترمذی اور ایک نسخہ میں یہ حدیث حسن اور جو
 ذکر کیا انھوں نے کہ اسناد میں اسکی صحیح اصل ملے اور وہ ضعیف ہو تو جواب دے گا یہ کہ حدیث اسکی درجہ حسن اور
 متفق ہو میں جاتین ترمذی اس بات پر کہ حسن کہا انھوں نے اس حدیث کو اور روایت کیا اسکو ابن جریج سے انھوں نے محمد بن منکدر
 انھوں نے جابر بن عبد اللہ اور روایت کیا اسکو طبرانی نے جو صحیح میں اور اور قطعی نے اور طریقے سے اور اسناد میں اسکی بھی ہیں اور
 اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا عبد الباقی بن قانع نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد اور عمر و فضل ہو
 یہ بھی حجت ہو اور کہا ابن خرم نے کہ یہ اصل ہو روایت کیا اسکو معاویہ بن اسحق نے مانا جنہی سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سے اور جواب دے گا یہ کہ ابن قانع نے رفع کیا اسکو اور وہ بڑے حافظین حدیث میں سے ہیں اور باقی اسناد میں سب یاوی ثقہ ہیں
 باوجود اس بات کے کہ اصل ہر نزدیک حجت ہو اور ضعیف کرنا مانا کا صحیح نہیں ہو کہ یہ کہ توثیق کی اسکی ابن عیین نے اور روایت کیا
 اس سے جماعت مشاہیر نے اور مروی ہے حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور اسناد میں اسکی مجاہد ہیں اور روایت کیا ابن ماجہ نے
 طبرانی نے انھوں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حج جہاد اور عمر و فضل ہو اور اسناد میں اسکی عمر و فضل
 کہ صاحب نام نے کلام کیا گیا ہو اس میں اور بہر حال حدیث اسکی درجہ حسن کہ نہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدیث
 ابو اسامہ سے انھوں نے سعید بن ابی عروبہ سے انھوں نے ابو معشر سے انھوں نے ابی ہریرہ سے کہ کہ عبد اللہ بن
 نے کہ حج شرف ہو اور عمر و فضل ہو اور کافی ہیں عبد اللہ تقلید کے واسطے اور کلام اسکا حجت ہے ۛ

فائدہ دوسرا اصحیح کے بیان میں

درست ہے جو بیعت کا ذوق قرانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہیں اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں اور گائے دو برس
 یا زیادہ کی اور اس سے کم کی درست نہیں اور بکری جب ایک برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہے اور اس سے کم کی درست نہیں اور
 اگر قرانی کا جانور نہ ہو یعنی بے سینگہ کا یا بدھیا ہو یا دیوانہ ہو یا کانا تو قرانی کرنا درست ہو اور اگر اندھا ہو تو کسے
 یا بہت دہلا ہو گا اور اسکی بڑیوں میں مغز نا ہو گا اگر ہو گا اسقدر کہ قرانی کر کے کی جاگت جاسکے تو ان سب جانوروں کو قرانی
 درست نہیں اور جن جانوروں کا ایک یا دو کان کٹا ہو یا اسکا کان تیس حصے سے زیادہ کٹا ہو یا اسکی اکھ تیس حصے سے
 زیادہ کٹی ہو یا اسکا سر تیس حصے سے زیادہ کٹا ہو تو ان سب جانوروں کو قرانی کرنا درست نہیں اور باقی کمال الاصل میں حج

فائدہ تیسرے کی اور سجدہ الحرام کی فضیلت کے بیان میں

روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کے کیا اچھا شہر ہو تو اور سیر کر کے نہ جائے محبوب ہو اور اگر

حج بن راتہ

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکر

ضعیف میں مروی ہو تو معنی اس کے اس کے موافق لے جاتے ہیں ہر حال ترجیح اسی مذہب کو جو مسکوتہ بخاری میں مذکور ہوگا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث میں ذکر کیا اور مسکوتہ بخاری میں اس کا تذکرہ ہے کہ ایک یار نبی صریح دال پر اس
 بات پر کہ حدیث مذکور میں خبر ساجد کا ہی اور جب ساجد واسطے زیارت کو گئے تھے جیسے مروی اور اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 راہ میں اور جب تیرہ شریف کے قریب پہنچے غسل کے قبل داخل پہنچے کہ مدینہ طیبہ میں اور چاہے وضو کرے اور غسل اخصل ہو
 اور اچھکے اپنے ہنسنے اور تکیہ پر ہنسنے اخصل ہو اور وہ جو لوگ جب تک کے قریب پہنچتے ہیں تو سوار سوار ہی اوتار کے پیدل
 مدینہ شریف میں جاتے ہیں کہ شیخ ابن الہمام کہ فیہ لاجہا ہی کہا انھوں نے ذکر کیا کہ اذ دخل فی الکادب وانزل کما کان
 حسنا یعنی جو غسل اب کا ہو تو وہ اچھا ہی اور جب تیرہ میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھو ۱۔ اللہ دیت اذ خلقنا من نخل صند
 واخر جنتی فخر صحتی اللہم افتخر فی ابواب رحمتک واذ ذقنی من ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 حلیہ وسلم ما رزقت اولیاءک واهل طاعتک واغفر لی واغفر لی باخیر مسئل اور چاہیے کہ
 نہایت تواضع اور عاجزی اور خشوع سے چلے اور نہ باز رہے دم بھر درود شریف اور دل میں خیال کرنا جاوے کہ یہ
 وہ شہر جو حسین ہمارے نثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے نجات کی ہو اور اسی جگہ قرآن اور وحی اونپر اتری ہو اور یہ جگہ دین
 ایمان اور احکام کی گما حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہ جتنے شہر میں نسبت تم ہو ہیں تو اگر گھر مدینہ کہ یہ فتح ہوا ہی رحم سے آگے اور قرآن
 اور تحب ہی کہ مدینہ شریف میں جو اگر پہلے ہوا اس کے فرمایا حضرت امام مالک نے جب پوچھا ایک شخص کہ کیوں نہیں جوار جو آپ نے
 میں کہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ وہ دونوں ایک چارپائے کے گھر سے اوس معنی کو حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور
 جب جد نبوی بنی نخل ہوا ہنسا یہ پید مسجد میں کہے اور اندھا دیکھ کر کہ اللہم اغفر لی ذنوبی واقفر لی ابواب
 رحمتک اور مسجد میں باب جبریل بابا بالسلام سے داخل ہو کر باب جبریل سے جانا بہت ہی اور یہ دعا بھی چاہیے پڑھے
 اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اللہم اغفر لی ذنوبی واقفر لی ابواب رحمتک اللہم کخلفی
 البیوم ومن اوجہ من توجہ الیک واقرب من تقرب الیک واتحج من دعاک واجتبی مرضاتک
 پھر در بیان خبر اور قبر شریف کے اس طرح کہ ستون منبر کا دایہ کندھے کے برابر چلے سامنے محراب کے دو کمانہ تختہ المسبح کا اوکر
 اور یہ تمام موقف ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور داخل ہو وندہ المہر من اور مسجد شکر کا کر کے اس نعمت علمی کو پورا پورا
 قبر شریف پاس اور وضو کر کے قبلی دیوار کی طرف اور تیرہ کس طرف قبلہ کے اور وہ جو فضیہ ابوالیث سے مروی ہے کہ کھڑا ہو کر منبر کے
 طرف قبلہ کے سمیع نہیں ہو کہ وہ ایسا کیا ابو حنیفہ نے مسند میں عرض ہے کہ انھوں نے سنت سے یہ بات کہ آئے تو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی قبر کے پاس قبلہ کی طرف سے اوڑھ کر اپنے قبیلہ کی طرف پھر کہ السلام علیک ایہا الذی ورحمۃ اللہ
 وبکاکاۃ پھر کہ السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا خیر خلقی اللہ السلام علیک
 یا خیر الناس جین خلقہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا سید ولد آدم السلام
 علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا رسول اللہ ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ
 والکعبۃ وورثہ ما اشہد ان لا الہ الا اللہ انک انت المرسل والکعبۃ وورثہ ما اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ

وَلَقَدْ نَعَّمْنَا لَكَ إِذْ أَوْفَّيْنَاكَ الْوَعْدَ الْأَوَّلَ وَبَدَّلْنَا فِي بَيْنِ يَدَيْكَ الْأَوَّلَ وَالْثَّانِيَ
تَحْمِلَ عَبْدُكَ وَأَمَّا نَاكَ الْأَوَّلَ وَالْثَّانِيَ وَالْثَّانِيَ وَالْثَّانِيَ وَالْثَّانِيَ وَالْثَّانِيَ
الْحَقُّ الَّذِي وَعَدْنَاهُ وَأَنزَلَهُ السَّمَاءَ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَكَ سُبْحَانَكَ إِنَّا كُنَّا بِكَ عَائِلِينَ
اللَّهُ تَعَالَى بِأَنِّي حَاجْتُكَ بِسْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوَّلُ مَا بَدَّلْتُكَ فِي رَأْسِكَ بِرَسُولِ اللَّهِ
عليه وسلم شفاعت کو کہے یا رَسُوْلُ اللَّهِ اسْتَغْفِرُكَ الشَّفَاعَةَ وَأَنُوْشَلُ بِكَ إِلَى اللَّهِ فِي أَنْ أَمُوْسُ عَلَيْهِ
عَلَى وَلِيَّتِكَ وَسُؤْلِكَ أَوْ جُودَ مَا مِثْلُ حَمْدٍ أَوْ مَحَبَّتٍ كِي حَقِّكَ وَأَوَّلُ مَا بَدَّلْتُكَ بِرَسُولِ اللَّهِ
عليه وسلم زنده و حیات پرین اور پھر مائیں اور زیارت کو جاتے ہیں اور پھر کلام کو سنتے ہیں اور نہایت لحاظ اور آداب و تہذیب
اور حضور قلب سے یہ مائیں اور ابو فدیہ حیات علیہ سے روایت ہو کہ سائیں بعض اہل عصر سے کہتے تھے کہ پونہا ہوا کہ جو شخص
وتوف کرے نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پڑھے اس آیت کو لَئِكَ اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ اور پھر کہے
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ یا مُحَمَّدُ ستر بار تونہ ذکر کیا او سکوا ایک فرشتہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانٌ یعنی رحمت بھیجی
اللہ نے اور پھر اس کا ذکر کیا اس حکایت کو شیخ ابن الہمام نے اور جس شخص نے او سکوا ہوا کہ میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پونہا دینا تو اس کا سلام پونہا دے لو کہے اَلْسَلَامُ یا رَسُوْلُ اللَّهِ مِنْ فُلَانٍ بِنِ فُلَانٍ اور فُلَانِ بِنِ فُلَانٍ کی جگہ اس کا
نام اور اس کا باب کا نام ہو یا اس طرح کہے فُلَانٌ بِنِ فُلَانٍ يَسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلُ اللَّهِ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ
کر تھے لوگوں کو کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پونہا دینا اور قاصد بھیجتے تھے اسی واسطے شام سے مدینہ شریف کو
اور جو حضرت نہ ہو سکے ان سب باتوں کی توبہ طاعت کے بالا کو پھر ایک ماتمہ داہنی طرف ہٹ کر سانسے رک شریف حضرت ابو بکر
صدیق کے ہو کر کہے اَلْسَلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةُ رَسُوْلِ اللَّهِ وَكَانَ يَهْوِي فِي الْغَارِ أَبَا بَكْرٍ الْوَقْدِي يَقِي حَالَهُ اللَّهُ عَنْ
أُمِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا بِمِثْلِ طَرَحِ أَبِيكَ مَا تَحَارَهُ هُتْكَرُ فَارُوقُ بَنِي سُلَيْمٍ بَعْدَ كَيْفِ اَلْسَلَامِ
عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ الْغَارُوقِي الَّذِي أَعْنَى اللَّهُ بِهِ اَلْسَلَامَ جَنَّ اَللَّهُ عَنْ أُمِّهِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا
پھر قبر اور قبر شریف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اگر کوئی اور شفاعت طلب کرے اور اپنے والدین کی واسطے
اور جہنم درخواست کی ہو اور اپنے دوست کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے اور بعد ختم دعا کے آئیں گے اور درود اور سلام
اور حضور کے گما کہ پھر سرحدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنا صحابہ سے منقول نہیں روایت کیا ابو داؤد نے کہ گئے قاسم حضرت عائشہ
پس اس کے گما ہی مان کہو لو پھر قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابو بکر اور عمر کی سو کھولیں انھوں نے میرے لیے قبرین
سو کھولیں کہ وہ قبرین بلند ہیں اور نہ زمین علی ہوئی ہیں آخر حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا او سکوا اور زیادہ کیا کہ
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے اور حضرت ابو بکر کو کہ سوا انکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان تھا اور حضرت عمار
پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کے تھا اور پھر کیا او سکوا حکم فلو جہاں غزوہ یارب سے تو آئے تھے میں اور نبی
درود اور سلام اور تار پڑھے نفل اگر وقت کو نہ ہوا و حدیث صحیح میں آیا ہوا مَاتَيْنِ بَيْنِي وَبَيْنَ نَبِيِّ رَفِضَةٍ قُوتِ
وَقِيَاخِ الْجَنَّةِ درمیان گھر اور قبر کے ایک باغیچہ میں غنیمت اور ایک حدیث میں ہے لَئِنْ قَدِمْتُ فِي يَوْمٍ كَذَا

[illegible]

۱۱۵	۴	الْفَقْمُ	۱۵۶	۲۲	زَنْسُ	۱۹۱	۱۹	ثِيَابُ الصَّبَاحِ	۳۳۳	۱۱	الطَّيْبُ	۱۱۵
۱۱۶	۵	ابْنُ مَعْدٍ	۱۵۷	۱۶	بْنُ الْعَزِيزِ	۱۹۵	۱۰	مَشِيرِي	۲۸	۲۸	تَيْنِي	۱۱۶
۱۱۷	۶	مَشِيرِي	۱۵۸	۱۷	عَسِي	۱۹۶	۱۱	بَوَا	۲۹	۲۹	كِرَا	۱۱۷
۱۱۸	۷	تَحَاب	۱۵۹	۱۸	يَعْنِي	۱۹۷	۱۲	تَحَاب	۳۰	۳۰	اَلْحَرِي	۱۱۸
۱۱۹	۸	تَحَاب	۱۶۰	۱۹	تَقِيرُ	۱۹۸	۱۳	الْمُبَالِ	۳۱	۳۱	مَزَانِي	۱۱۹
۱۲۰	۹	رُكْسِي	۱۶۱	۲۰	عَبَادُ	۱۹۹	۱۴	رَبَا	۳۲	۳۲	الشَّلِي	۱۲۰
۱۲۱	۱۰	تَحَاب	۱۶۲	۲۱	رُكْسِي	۲۰۰	۱۵	مَهْرَان	۳۳	۳۳	زَدِي	۱۲۱
۱۲۲	۱۱	سَبِي	۱۶۳	۲۲	مَقْسِمُ	۲۰۱	۱۶	مَاهِي	۳۴	۳۴	فَوْطَمُ	۱۲۲
۱۲۳	۱۲	سَبِي	۱۶۴	۲۳	مُومِنُ	۲۰۲	۱۷	لُكَايُ	۳۵	۳۵	تَرَوِي	۱۲۳
۱۲۴	۱۳	تَيْن	۱۶۵	۲۴	طَبِيعَةُ	۲۰۳	۱۸	تَقِيرُ	۳۶	۳۶	خَصِيصُ	۱۲۴
۱۲۵	۱۴	اَبَدُ	۱۶۶	۲۵	الرَّهْمِي	۲۰۴	۱۹	تَقِيرُ	۳۷	۳۷	بَارِي	۱۲۵
۱۲۶	۱۵	سَبِي	۱۶۷	۲۶	سَبِي	۲۰۵	۲۰	سَبِي	۳۸	۳۸	قَرِيبُ	۱۲۶
۱۲۷	۱۶	سَبِي	۱۶۸	۲۷	طَبِيعَةُ	۲۰۶	۲۱	مُعِينِي	۳۹	۳۹	خَدَفْنَا	۱۲۷
۱۲۸	۱۷	سَبِي	۱۶۹	۲۸	مُعِينِي	۲۰۷	۲۲	أَيُّ	۴۰	۴۰	الْعَلِي	۱۲۸
۱۲۹	۱۸	تَقِيرُ	۱۷۰	۲۹	تَقِيرُ	۲۰۸	۲۳	سَبِي	۴۱	۴۱	رُوي	۱۲۹
۱۳۰	۱۹	تَقِيرُ	۱۷۱	۳۰	رُوي	۲۰۹	۲۴	سَبِي	۴۲	۴۲	الْأَيْمَةُ	۱۳۰
۱۳۱	۲۰	بَنِي	۱۷۲	۳۱	بَنِي	۲۱۰	۲۵	بَنِي	۴۳	۴۳	تَعْلَةُ	۱۳۱
۱۳۲	۲۱	بَنِي	۱۷۳	۳۲	بَنِي	۲۱۱	۲۶	بَنِي	۴۴	۴۴	بَنِي	۱۳۲
۱۳۳	۲۲	بَنِي	۱۷۴	۳۳	بَنِي	۲۱۲	۲۷	بَنِي	۴۵	۴۵	وَحْدَةُ	۱۳۳
۱۳۴	۲۳	بَنِي	۱۷۵	۳۴	بَنِي	۲۱۳	۲۸	بَنِي	۴۶	۴۶	وَحْدَةُ	۱۳۴
۱۳۵	۲۴	بَنِي	۱۷۶	۳۵	بَنِي	۲۱۴	۲۹	بَنِي	۴۷	۴۷	أُمَّةُ	۱۳۵
۱۳۶	۲۵	بَنِي	۱۷۷	۳۶	بَنِي	۲۱۵	۳۰	بَنِي	۴۸	۴۸	أُمَّةُ	۱۳۶
۱۳۷	۲۶	بَنِي	۱۷۸	۳۷	بَنِي	۲۱۶	۳۱	بَنِي	۴۹	۴۹	أُمَّةُ	۱۳۷
۱۳۸	۲۷	بَنِي	۱۷۹	۳۸	بَنِي	۲۱۷	۳۲	بَنِي	۵۰	۵۰	أُمَّةُ	۱۳۸
۱۳۹	۲۸	بَنِي	۱۸۰	۳۹	بَنِي	۲۱۸	۳۳	بَنِي	۵۱	۵۱	أُمَّةُ	۱۳۹
۱۴۰	۲۹	بَنِي	۱۸۱	۴۰	بَنِي	۲۱۹	۳۴	بَنِي	۵۲	۵۲	أُمَّةُ	۱۴۰
۱۴۱	۳۰	بَنِي	۱۸۲	۴۱	بَنِي	۲۲۰	۳۵	بَنِي	۵۳	۵۳	أُمَّةُ	۱۴۱
۱۴۲	۳۱	بَنِي	۱۸۳	۴۲	بَنِي	۲۲۱	۳۶	بَنِي	۵۴	۵۴	أُمَّةُ	۱۴۲
۱۴۳	۳۲	بَنِي	۱۸۴	۴۳	بَنِي	۲۲۲	۳۷	بَنِي	۵۵	۵۵	أُمَّةُ	۱۴۳
۱۴۴	۳۳	بَنِي	۱۸۵	۴۴	بَنِي	۲۲۳	۳۸	بَنِي	۵۶	۵۶	أُمَّةُ	۱۴۴
۱۴۵	۳۴	بَنِي	۱۸۶	۴۵	بَنِي	۲۲۴	۳۹	بَنِي	۵۷	۵۷	أُمَّةُ	۱۴۵
۱۴۶	۳۵	بَنِي	۱۸۷	۴۶	بَنِي	۲۲۵	۴۰	بَنِي	۵۸	۵۸	أُمَّةُ	۱۴۶
۱۴۷	۳۶	بَنِي	۱۸۸	۴۷	بَنِي	۲۲۶	۴۱	بَنِي	۵۹	۵۹	أُمَّةُ	۱۴۷
۱۴۸	۳۷	بَنِي	۱۸۹	۴۸	بَنِي	۲۲۷	۴۲	بَنِي	۶۰	۶۰	أُمَّةُ	۱۴۸
۱۴۹	۳۸	بَنِي	۱۹۰	۴۹	بَنِي	۲۲۸	۴۳	بَنِي	۶۱	۶۱	أُمَّةُ	۱۴۹
۱۵۰	۳۹	بَنِي	۱۹۱	۵۰	بَنِي	۲۲۹	۴۴	بَنِي	۶۲	۶۲	أُمَّةُ	۱۵۰

بعد خداوند متعال محتاج بنیاد و حاجت کمترین بهمانیان هیچ الزام بانی طبع سیمانی لکھنوی و لدولوی نور محمد طمانی مرحوم
 و اراغ جو نیاز و اجابہ سے متعلقہ سلام نہ دست عامان باوجود تمکین و بزرگان با صدق یقین ناظرین کتاب نور الہدایہ میں
 بفعول غمغمی بنیاد شہر آید شریف و اکمل بمعہ ترتیب فحذرت شہد احوال بخود دارینہ الابصار وحید الزمان مولف
 کتاب یاد ۱۰۰ ما و دست کریمانہ کے متعلق گنارہ کی ایام طغولیت حق تعالیٰ نے بخود ارمیج کو لہو لبت بجا کر غبت
 تحصیل عدم عطا فرمائی بارہویں پس بچہ تحصیل کے بعد و غم کے شرح و قایہ علمی پڑھنا شروع کیا اور ادوات طبع جس قدر
 پڑھتا رہتا وہ سکار و زور زبان اردو میں لکھا کرتا کیا بعض علماء کی پرست او سکود لکھا کر داریت و ارشاد فرمایا کہ یہ میر جہ شہر
 رسالہ ایک دو عام فہم نہ غیب خواص العزیز اگر ہر سال اس کتاب کا مال با حادیث و اسناد معتبرہ ہو سکتا تو ہر شخص عام کو
 مطلوب بلکہ اکثر علماء کے لئے اور فہمائے دہر کو بل مجموعہ خوب ہو تا رہ چنید کہ اس ایام میں غیبت عاجزین بوجہ غفلت ہو جانے
 چہ پہ خانہ ذاتی اور عام جہانہ اکثریت تجارت اور ہزاروں کتاب فاسم مختلفہ چھاپہ و قلمی کے صدقات کثیف اور هجوم آلام سے زندگی
 میال اطفال اچھ کی توجہ کی لیکن توجہ الی استقامت شفیق سے حق تعالیٰ نے موی الیکویہ توفیق عطا فرمائی کہ چند سے
 میں اکثر کتب سادہ و شریف پڑھ کر لکھنا اس کتاب کا چند حصوں میں کی مرہ شہر شروع کیا قریب ربع کے باقی رہا تھا کہ ۱۳۰۳ھ ہجری
 میں جسے مطالبہ سے معذرت کے لئے ترک دیا شہر میں آباد کھن میں اگر اتفاق سکوت ہوا چند ماہ بوجہ یہ سہو کتبہ و ریکہ
 تکمیل کتاب میں توفیق ملا میں بعد ایک نسخہ کتاب فتح القدر کا جناب مولانا مفتدا سیدی میر اشرف علی صاحب دام فیوضہ نے
 عنایت فرمایا کہ اب اس تکمیل کتاب ہو اور سب چھپے اور رواج پانے لگی یہ ہوا کہ جب سے بوجہ عنایت معتمد عدالت سرکار فیض انار
 نواب علی القاب فکرت ار مختار الملک بہا و داد امراء اقبالہم سے بخود دارنہ کوزرہ ملازمین میں شہر علی ہو چھپنا
 اس کتاب کا بیع ہوا بیعہ و ریہ اس فی مقدمہ ہا کہ تمام ماہوار ذاتی اپنی فراہم کر کے پانچ سو سے طبع مالی نظامی واقعہ کا پتہ
 چھپوا کر دینا ہا لیکن میں واسطے ملاحظہ بعض اکابر دیندار اور بزرگان عالی وقار کے بذریعہ ہاک ۱۰۰ کے توقع محنت
 بزرگانہ سے یہ ہو کہ جس مقام پر غلطی اور نقصان نظر آئے اصلاح دیکر اطلاع فرماوین اور سب سے توجہ دلی سے او فرماوین
 کحق تعالیٰ جل شانہ اپنی قدرت کاملہ سے استطاعت و سامان تکمیل ہقیہ مینون جلد و نشہ قایہ اور ترجیح کتبہ ہنیہ کا بیعت
 انوفی بوسیلاہم عایدہ نگاہ فیض سان پسند کے خلاف ماضی اور رسید اس کتاب کی بہ حالت اس نشان پونا سے ہو
 کہ در شہر حیدر آباد و کھن قریب ندی میر عالم مرحوم متصل مکان مرشد سوار یکا متعلقہ دار سید زود و حیل الزمان سچ انان
 و یا اللہ الموفق و علیہ التکلان

قطعه نایب از انبیا و احوال خاص رحمانی که تائید آن سخن خدای مجسم خلاق حمید جلالت و جنت معنی صاحب مخلص برکی ادا ام المصطفی صوم

حق اگاه علم و عمل است گاه به نکته جوهر بر طبقه در مقدس باین خفون شب موجب را آباد و جوی خلد و این ایچ دین جزو حساب تکرمین جو محبوب و اور علی خداوند و یاد و دیوان است سکن بر نی پایا است و وزیر نفس تو جبرئیل و کابو لکمی بدوسین و ناد کتاب یہ دفعه ہی آیات و اخبار بجای رابل ل اهل جوش	فرید زمانه وحید الزمان بی جوش و ریاض طبع روان تخت خط باین مجر بیکران که بین جسمین ایسی گل بخران تعلی سلام پر بے گمان تو و صل نبی و علی و عیان که شوه نظر تا آسمان گو بگو حکمت و باب و ایمان نمونه است علم کبریه ان کھل جسته به باب ترجمان بایک نکلنے بین پرورش بنائین اس آئینہ کو خزان کھلی بتات زبیری بھی نشان	نایب و شان افق حدیث تجربہ ادا و خلق کمال اطاعت گذار و عبادت شعاع نہیں ار جگہ کونسا علوف و لی ولایت بھی معصوم الہی بحق نبی و علی سخن فہم حق فہم رہن ضمیر یو بین جبار کان ہر یک نام ہو اتر سی قد رانی پس بھلا کست ہوا سر قاب کی طرح ہوئی ہوئے مطبوع و مصبوع خلق زکی کھ تیار رخ تمام طبع کہ شرح و قافیہ زہندی زبان	باغت کاہم و فصاحت بیان مقالات شریحی ہمہ بر زبان بحسن عمل کامل الامتحان یہی شہر ہی فخر ہندوستان یہ عصمت انبیا کائنات یہ والی رسد تاقیام جهان رعیت پناہ و عدالت نشان ہر اک متمدن ہر اک راز دہنا وحید الزمان بھی وحید الزمان یہ صل عقود اور یہ اردو زبان بفضل خداوند کوئی مکان عقیدت شرح و قافیہ ہر زبان
---	---	---	--

قطعه نایب از انبیا و احوال خاص رحمانی کہ تائید آن سخن خدای مجسم خلاق حمید جلالت و جنت معنی صاحب مخلص برکی ادا ام المصطفی صوم

مکلف الصدق و الامام محمد سیّد ہمت ترجمہ فیہ حلالہ و کیمیای سعادت ابن محمد عارف الدین خان مرحوم المتخلص بروق

و جب ان زمان کی ممتاز فرخ برست پائے تہمت کتاب فقہ بر شرح و قافیہ مسلحت سے ہر ہین سرفرا	و خط و فضل کہ ہر فیض طبیعت و کافور افشاں قمر مسائل سے ہر جہنم ہر ان سطر اسکی ہر بیت شش لکھا و الا سال اس ترجمہ کا	مسیح زمان ہر ان کے والد و دین کا حقائق سے ہر ہین کیا ہی ترجمہ ہندی ہر ان کا مسائل کی عبارت وہ سلسل ہو انور الہدیٰ خوب لکھ	نفاصل ایسا رکھتی ہر بیت شش و وہ مسکب معارف ہر ہین فصاحت جسکی جو کون دوا نہ دین تہدی ہو و مشوش
---	---	---	--

قطعه نایب از انبیا و احوال خاص رحمانی کہ تائید آن سخن خدای مجسم خلاق حمید جلالت و جنت معنی صاحب مخلص برکی ادا ام المصطفی صوم

بعد یہ محبوب علی شاہ باصلاح نکو و عدل و احسان جهان شادان حسن و قضا بفضل حق تشوہ مستوب عالم	کہ در خلق خدا و دشمن رایت دل غمیدہ گار زور رعایت خدا دارد برو و دائم عنایت خلایق را زو گرد و ہدایت گو شمر گفت بافت زہد طیف	عجب یوان او مختار ملک است چنان افروز قدر عالم از وحید عصر و کیتا سے زمانہ جو طبعش یافت انجام و پذیرفت شود بافہ آن نور الہدایت	بجز خلق پروردار رایت کہ با کشید در ذیل حمایت نوشہ شرح در سن ہدایت بقلم فکر تا بخش سرایت
---	--	---	--

[illegible]

جنسوں ملک جیسے وعیام بیج ومام ہابی وناگ انکو ریاضت کی

[Faint handwritten notes at the bottom of the page]

مجلس شورای ملی
روزنامه رسمی
شماره ۱۰۰

مفتی محمد رفیع الدین

یہی کتاب ایسی تسلیم ہو
یہی وجہ کی نہ ایسی بھی

مفتی محمد رفیع الدین

یہ شرح وقایہ پنجابی بھی
۱۲۱۵ھ

کدو طبع کی اس کے تاریخ تم

ہو العنی
اشعار

یہ کتاب بموجب قانون بستم ۱۸۵۷ء
بھی رجسٹری گورنمنٹ میں داخل ہوئی
کوئی شخص بدون اجازت عا جڑ کے
قصد چھاپنے کا کرے

جو نام حسد اچشمہ فیض ہو

وہ اردو کی شرح وقایہ بھی

از مکتبہ اسلامیہ

لکھی اس کی تاریخ تسلیم نے
یہ احتجاجاً چشمہ فیض ہو
۱۲۱۵ھ

ایضاً نام